مقصود از طباعت و اشاعت کتاب احتفاظ و صیانت عقاید عوام مقلدین ائمہ معصومین است نہ تعریض و
تشنیع بر شخصے از اہل سنین

ان ہذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا

الحمد للہ کہ کتاب ہدایت نصاب مشتمل بر جوابات فاخرہ از سوالات فاجر حسب
خواہش مومنین موسوم بہ !

الصواعق الشواہدین

فی الرد زعم النواصب الکاذبین

از تصنیفات حکیم سید احمد شاہ تلمیذ اعلیحضرت فخر ملت سید نجم العلماء
لکھنوی مدظلہ

باہتمام و انتظام شاہ حسین فرزند مؤلف ساکن ڈہوک رتہ امرال راولپنڈی کے
لاہور پنجاب پریس لاہور میں باہتمام فیروزالدین منیجر چھپا

فہرست

مطالب شواہد الصادقین

شواہد الصادقین لرجم الوف الکاذبین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نحمدہ بنعمتہا علی نعائہ ونصلی علےٰ عبدہ المقرب لدیہ محمدؐ

وبعد

حقیر پر تقصیر احمد الموسوی تلمیذ اعلےٰحضرت فخر ملت سرکار شریعتمدار آقا نجم العل لکھنوی مدظلہ وعم فیضہ اہل ایمان کیخدمت میں ملتمس ہے۔ کہ سال سنہ ۲۳ و ۲۴ میں چند بے بصیرت حضرات متبعین سنت ابو ذباب معاندین ومبغضین آئمہ اطہار نے بذریعہ تقریرات و اشتہارات دوستداران خاندان رسالت وحب داراں ذریت اصحاب ولائیت وعصمت کی دل آزاری وجگر خراشی میں اپنی پوری طاقت سے کام لیا۔ فضلوا فاہم وجعل النار مثواھم لیکن اہل ایمان نے ان کے مقابلہ میں بمصداق۔ جواب جاہلاں باشد خموشی"۔ کسی عملی کارروائی سے کام نہ لیا۔ جسکی وجہ سے اکثر تثلیث پر اتراتے اور نعلیں بجاتے پھرتے تھے اور ان کی ان حرکات شنیعہ وبدعات قبیحہ پر اہل ایمان کو قلق واضطراب لاحق ہوتا تھا۔ اور وہ وقتاً فوقتاً اپنے اس اضطراب کو اہل علم کی خدمت میں پیش کر کے جواب کیلئے مستدعی ہوتے تھے لیکن جس علاقہ کا یہ وقوعہ ہے۔ اس علاقہ میں علم دوست حضرات کی قلت کے باعث اسباب تالیف وتصنیف کا مہیا کرنا۔ نہ صرف مشکل سخت مشکل ہونیکی وجہ سے اہل ایمان کی استدعا مذکور الصدر معرض التواہی میں تھی۔ کہ راقم الحروف نے شب پانزدہم شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ کو عالم رویا میں دو مولوی صاحبان کو باہم مناظرہ کرتے ہوئے دیکھا ان میں سے ایک کا اسم گرامی ضمیر (شیعہ) اور دوسرے کا نام نامی ضریس (سنی) تھا۔ چنانچہ میں ان ہر دو صاحبان کی تقریر بلاکم وکاست ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اہل اسلام تحقیق سے کام لیکر نتیجہ اخذ کریں۔

ضریس۔ سال گذشتہ میں مولوی نور محمد صاحب امام جامع مسجد کندیاں ضلع میانوالی نے شیعان موچھ کے برخلاف اور مولوی نظام الدین صاحب وزیرآبادی نے شیعان راہہ ضلع راولپنڈی کے برخلاف اور مولوی محمد اسحاق مانسہروی اور قاضی عبد الاحد خانپوری وغیرہ اصحاب نے شیعان راولپنڈی

کے برخلاف محرم الحرام میں اشتہار شایع کیے اور امام جامع مسجد راولپنڈی نے عشرہ محرم میں بروز جمعہ منبر پر شیعوں کے برخلاف ایسی دلچسپ تقریر کی۔ کہ سامعین کو وجد آگیا۔ اور انی الآن شیعوں نے نہ ان اشتہاروں کا نہ اس تقریر کا کوئی جواب دیا جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مذہب سنت جماعت ہی مذہب حقہ ہے۔

ضمیمہ۔ شیعہ نے اشتہارات مذکورۃ الصدر اور تقریر مذکور کے مقابلہ میں چند وجوہات کی بنا پر خاموشی سے کام لیا۔ (۱) ہمارے دوست سید عنایت علی عم فیضہٗ پرچہ درنجف ۲۹ ستمبر ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۲ لغایت صفحہ ۴ میں یوں رقمطراز ہیں۔

میدان مناظرہ شیعہ و سُنی

آں را کہ خواندی استاد گر بنگری بہ تحقیق
صنعت گری است اما طبع رواں ندارد

شیعوں اور سنیوں کے درمیان قدیم الایام سے بڑے بڑے معرکۃ الآرا میدان مباحثہ و مناظرہ ومجادلہ کے گرم ہوتے رہے۔ اور اب تک فریقین خم ٹھونک کر آستینیں چڑھائے بر سر پیکار نظر آتے ہیں۔ اور ان کی اس سرگرمی نے ہر دو فریق کی خوبصورت شکلوں کو غبار آلود کر رکھا ہے۔ جس سے شیرازہ اسلام ایسا بکھرا کہ اسکی پریشانی آجتک زایل نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی امید ہے حتیٰ کہ ان عظیم القدر دو مذاہب کا باہمی میل جول قریبًا ناممکن ہو چکا ہے۔ بقول خسرو ؎

صلح کل نہ در حریفاں کہ دریں عشرت گاہ
آتش و آب بہم دست و گریباں شدہ است

وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ بعض بعض بابا لوگ آئے دن اس مذہب و مشرب کے پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کا ذریعہ معیشت ہی شیعہ سنیوں کو لڑا کر ان کا تماشہ دیکھنا ہے۔ اور بعض نے تو اسلام میں باہمی منافرت پھیلانے کی ایک ایسی خطرناک روش اختیار کر لی ہے۔ جو فی الواقع عوام کالانعام کو منہاج حقہ و صراط مستقیم کی راہنمائی کی طرف مائل ہی نہیں ہونے دیتی۔ اس میں تو کسی کو عذر و انکار کی گنجائش ہی نہیں۔ کہ ہر ایک وہ انسان جو اپنے آپ کو عین صراط مستقیم پر چلتے ہوئے کامیابی حاصل کرنے میں منفرد سمجھتا ہے۔ وہ دوسرے معنوں میں اور سب کے سب طرق و مذاہب کو باطل و گمراہ تصور کرتا ہے اگر وہ نہایت نیک نیتی سے بطریق اسلام امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر آمادہ ہو۔ اور منشا اسکا یہ ہو۔ کہ وہ یا تو اپنے شکوک رفع کرے۔ اور یا اس نعمت سے جو اسکے خیال میں خفتعالےٰ کیطرف سے

عنایت ہوئی ہے۔ دوسرے برادران بنی نوع انسان کو محروم نہ رکھے۔ یا اس چشمہ سے جسے وہ اپنے آپ کو وارد علی سلسبیل سمجھتا ہے۔ دیگر تشنگان آبحیات کو سیراب کرے۔ تو ایک بات ہے لیکن کوئی بھی سچا اور پاک باز انسان اُسے انسانیت کیساتھ تعبیر نہ کرے گا۔ کہ پہلے تو ایک شخص خود ہی باطل طریق پر ہو۔ اور جب اس نے فکر وتدبر انسانی سے ذرا بھی کام لیا۔ تو اُسے خود رستہ سے بھٹک جانے کا نہ بس گمان غالب ہی ہوا۔ بلکہ عین الیقین ہو گیا۔ کہ واقعی وہ راہ مقصود سے کوسوں دور ہے۔ مگر دوسرے رہروان کاروان پر ناحق مطاعن گمراہی کے وار کرے۔

اس موقعہ پر ہم چاہتے ہیں کہ شیعہ سُنی کا آئے دن جھگڑا فساد برپا اور موجود رہنے کا سبب جو "بابا لوگوں کا وجود" سطور مذکورۃ الصدر میں قرار دیا گیا۔ اس کا ایسا صاف صاف ثبوت ایمانداری کیساتھ پیش کریں جس میں کسی کو جائے دم زدن باقی نہ رہے۔ سُنیئے!

مناظرہ عموماً دو طرح پر ہوا کرتا ہے۔ ایک تحریری دوسرے تقریری۔ منشاء دونوں کا احقاق حق و ابطال باطل ہوا کرتا ہے۔ یعنی حق و باطل میں ایک نمایاں امتیاز پیدا ہو جائے۔ اور ناظرین و سامعین بلکہ خود مخاطب و متکلم دع ماکدر وخذ ما صفٰے پر عمل کرتے ہوئے راہ حق اختیار کریں۔ اور یہ انہی لوگوں کے واسطے ہوا کرتا ہے جو خود طالب حق ہوں۔ ان کا ایمان خدا کی ہستی پر ہو۔ انہیں روز آخرت پر یقین ہو۔ وہ حساب و کتاب و سوال و جواب کو صحیح سمجھے ہوئے ہوں۔ ان کا دین و ایمان اس بات کو تسلیم کرتا ہو۔ کہ راہ حق کے اختیار کرنے والے ہی جناب الٰہی و بارگاہ خداوندی سے خلعت نجات منعم و فائز ہوں گے۔ ان سب امور بالا کے برعکس والے پر یہ اصول حاوی نہیں۔ اور اتمام حجت ان کے کسی کام نہیں آسکتی ہے۔ مناظرہ مؤخر الذکر یعنی تقریری پر رائے قائم کرنے کو صائب الرائے کیلئے میدان بہت تنگ ہے۔ کیونکہ وہ فوری الاثر منصوبے کا حکم رکھتا ہے۔ بمصداق مثل ہندی۔ ؎

"لڑائی کے صرف ڈھائی پیٹ ہوتے ہیں"

البتہ اول البیان نوع مناظرہ یعنی تحریری بحث سوائے ~~ہ~~ مطلب کے موافق

یلوح الخط والقرطاس دھراً
وکاتبہٗ رمیم فی التراب

جس کا فارسی میں مطلب اس طرح پر ہے۔ ؎

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

تحقیقی مناظرہ

لعنی
لکھنے والا

ہماری صداقت وشہادت اور ثبوت مذکورہ کیلئے کافی ہے۔ علمائے اہل سنت کے بڑے بڑے جیّد علما، فضلا، ومحدثین ومتکلمین نے اکثر مجلدات خصوصاً مذہب شیعہ کے ابطال وتردید میں تصنیف کیں اور اس آزادی اور جرأت وفراخ حوصلگی سے کام لیا۔ جو مذہبی حکومت اور سیاست کی حیثیت میں ان کے شایان شان تھی۔ مثلاً ابن حجر مکی متوفی ۹۷۴ھ کی کتاب صواعق محرقہ منجملہ تصانیف ابن تیمیہ منہاج الاعدل۔ ورسالہ عفیف الدین در تحریم متعہ وصواقع محرقہ وفضائح الروافض شیخ السلامتہ وغیرہ مصنفات ملا نصر اللہ کابلی وسواطع مشرقہ از پسر ملا نصر اللہ مذکور ونصرۃ الصدیق از محمد فاخر الہ آبادی تبیین الحق دررغرر وغیرہ وکشف الغطاء از ازیر بخش رسا۔ والبطال الباطل مصنفہ فضل اللہ ابن بو بہان ورسالہ حسین کشمیری وکشف الالتباس از صدیق حسین خانصاحب ورد انوار بدریہ غلام حلیم رسالۃ المکاتیب از حیدر علی وازالۃ الخفار۔ قرۃ العینین وغیرہ از شاہ ولی اللہ دہلوی ومنتہی الکلام مصنفہ فیض آبادی وتحفہ اثنا عشریہ مصنفہ شاہ عبد العزیز دہلوی وغیرہ کتب مفتاح کنوز خفیہ۔ حاشیہ تحفہ وتنبیہ السفیہ۔ لردّ صوارم۔ رجوم الشیاطین۔ عزۃ الراشدین صاعقہ حسامیہ لردّ ضرب حیدریہ لمعات ثقلین۔ قبقاب۔ برہان الخلافۃ۔ شوکت عمریہ۔ بصارت العینین۔ صولت حیدریہ شہاب ثاقب۔ شوکت فاروقیہ۔ وسیلۃ النجاۃ۔ سرّ جلیل واقعۃ الفتویٰ طعن اللسان۔ الیضاح لطافتہ المقال۔ داہیہ حاطمہ۔ عجب العجائب۔ نواقض الروافض سیف مسلول۔ کاشف اللئام۔ ازالتہ الغین الفاروق نعمانی وغیرہ ہم۔

یہ وہ کتابیں ہیں۔ جو علمائے اہل سنت نے بڑی بڑی عرق ریزی اور دماغ سوزی سے تصنیف فرمائیں۔ اور مذہب شیعہ کی تردید میں چوٹی تک زور مارا۔ اور قیامت تک کوئی بھی سنی عالم ایسا نہ پیدا ہوگا۔ جو ان سے بڑھکر ایک حرف بھی ایسا لکھ سکے۔ جسمیں ان کتب کے علاوہ جدت پائی جائے۔ ان مذکورہ بالا کتب میں سے تحفہ اثنا عشریہ کا نمبر بڑھکر ہے۔ کیونکہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے اس کتاب میں وہ زور مارا۔ وہ تحقیقات کی۔ اور یوں بالوں کی کھال اتار کر رکھدی۔ کہ شیعہ سنی کے مناظرہ پر مہر کردی۔ اور اپنے خیال میں ایک آدھ مسئلہ بھی ایسا نہ چھوڑا۔ جو فریقین کے درمیان مابہ النزاع ہو۔ اور اس کا تصفیہ سنیوں کے حق میں نہ کردیا ہو۔ (تحفہ مذکور کو شاہ صاحب نے بارہ باب پر منقسم کیا۔) اس کے بعد اکثر اہل سنت ملاؤں نے جو کچھ بھی لکھا۔ اور آجتک لکھتے چلے جارہے ہیں۔ ان کا ماخذ ومنبع تحفہ اثنا عشریہ ہی ہے۔ یا بعض مضامین منتہی الکلام وشوکت عمریہ وغیرہ سے لیتے گئے ہیں۔ مثلاً آیات بینات محسن الملک۔

ماخذ تحفہ اثنا عشریہ کی بنیادی کتاب۔

بیس مناظرہ اہل سنت

خلافت راشدہ - اظہار الہدیٰ - بدر الدجیٰ - ہدیۃ الشیعہ وغیرہ کتب اب دیکھنا یہ ہے کہ ان تمام کتابوں کی نسبت

شیعوں نے کیا کیا؟

شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کی کتاب "تحفہ" کو اپنے مذہب کیواسطے مُضر سمجھ کر نیز اسلیئے کہ اس میں جابجا شاہ صاحب ممدوح و موصوف نے ناحق کوشی و حق پوشی سے کام لیکر اہل اسلام کو صراط مستقیم کی شاہراہ سے عمداً گم گشتہ کرنا چاہا تھا۔ اس کے جواب کیطرف توجہ فرمائی۔

اولاً جناب مستطاب حکیم مرزا محمد دہلوی علیہ الرحمۃ تحفہ اثنا عشریہ کیطرف متوجہ ہوئے اور کتاب نزھۃ اثنا عشریہ بارہ ضخیم جلدوں میں نہایت شرح وبسط کیساتھ تحفہ کے جواب میں تالیف فرمائی۔ اور اسی کتاب کی تصنیف کیوجہ سے حکیم صاحب مرحوم ومغفور کو نجابت علیخان پسر مرتضےٰ خان۔ ببر جنگ نواب جھجر نے جو نہایت ہی متعصب شخص تھا اور قاری المشرب اور نیز مؤلف تحفہ شاہ عبد العزیز کا مرید بھی تھا ۱۲۲۵ھ ہجری میں زہر دیکر شہید کرادیا۔ اور سیف مسلول کا جواب بھی شمشیر بُرّاں مرزا صاحب مرحوم ومغفور کی زبردست تصنیف ہے۔ تحفہ کے باب اول کا جواب سیف ناصری اور تقلیب المکائد وغیرہ اور باب ہفتم کا جواب تشیید المطاعن اور باب پنجم کا جواب صوارم الٰہیات اور باب ششم کا جواب حسام در مبحث نبوّت۔ اور باب ہشتم کا جواب احیاء السنۃ اور باب دوازدہم کا جواب ذوالفقار اور نیز باب ہفتم کا جواب بوارق موبقہ وغیرہ۔ کئی ضخیم مجلدات میں لکھ کر اتمام حجتہ کردی۔ علاوہ ازیں سیف ناصری کے جواب میں جو رسالہ رشید الدین خان صاحب سنی نے لکھا اس کا جواب بھی اجوبۃ الفاخرہ جناب مستطاب سرکار علامہ السید مفتی محمد قلی خان صاحب علیہ الرحمتہ والغفران ابن سید محمد حسین نیشاپوری المتوفی سنہ ۱۲۶۰ھ صاحب کتاب تقریب الافہام وتشئید المطاعن وسیف ناصری و برہان المعادت۔ تقلیب المکائد ومصارع الافہام ونفاق الشیخین وغیرہ نے دیدیا اور صراط مستقیم مصنفہ عبد الحی سنی کا جواب نقد خان حیدری نے لکھدیا۔ اور شوکت عمریہ کا جواب شعلہ ظفریہ لاحراق شوکت العمریہ تصنیف فرمایا۔ اور نفاق الشیخین بحکم الصحیحین بڑے پایہ کی کتاب علامہ مغفور وموصوف نے لکھی۔

نیز کتاب عماد الاسلام عالیجناب حضرت مولانا مولوی سید دلدار علی صاحب علیہ الرحمتہ

مجتہد العصر والزمان لکھنوی مصنّف ذوالفقار واحیاء السنتہ نے تحریر فرمائی۔ اور جواہر
عبقریہ۔ شعلۂ جوالا۔
روائح القرآن۔ سید محمد عباس شوستری علیہ الرحمتہ صاحب کتاب شمع المجالس و منابر الاسلام
وبنیاد اعتقاد وغیرہ نے لکھیں جنہوں نے سنیوں کی مثنوی دفع الباطل کا جواب مثنوی حجتہ
المومنین تصنیف فرمائی۔ پھر ضربت حیدریہ لرد شوکت عمریہ وطعن الرماح وابالہ نافعہ
وثمرۃ الخلافتہ وصمصام وسیف ناسخ وغیرہ حضرت سلطان العلماء مولانا سید محمد صاحب علیہ
الرحمتہ المتوفی سنہ ۱۲۸۴ھ نے تصنیف فرمائیں۔ نیز مولانا سید حسن صاحب مرحوم المتوفی سنہ ۱۲۶۰ھ
نے برق خاطف پر زور کتاب لکھی۔ اور استقصاء الافحام اور استیفاء الانتقام جواب
میں مولوی مہدی علی خان صاحب سنی المذہب مصنّف منتہی الکلام کی آٹھ کامل جلدیں اعلیحضرت
آیتہ اللہ فی العالمین جناب مولانا مولوی سید حامد حسین صاحب لکھنوی اعلی اللہ مقامہ
فی اعلیٰ علیین الی یوم الدین نے تصنیف فرمائیں۔ اور انہوں نے ہی شوارق النصوص
فی تکذیب الفصوص دو مجلد کلاں وعبقات الانوار فی امامتہ ائمتہ الاطہار تیس مجلد کلاں
کہ ایک ایک مجلد کئی مجلدات پر مشتمل ہے۔ کل اکتیس جلدیں جو تحفہ اثنا عشریہ کے باب
ہفتم در مسئلہ امامت کا جواب ہے تصنیف فرما کر متکلمین کیواسطے الی یوم الحشر مہر کر دی۔
پھر مولوی سلامت اللہ لکھنوی سنی المذہب کی کتاب معرکتہ الآراء کا جواب معرکہ شکن جناب السید
امیر علیخان صاحب دہلوی نے لکھا۔ اور دلائل حیدریہ۔ تنبیہ السفیہ۔ منفقتہ اسے اشعریہ۔ تحفتہ الشیعہ
وغیرہ جواب میں اس فتوے کے جو بمقدمہ تکفیر شیعہ بعض خوارج نے مرتب کیا تھا تصنیف
کی گئیں۔ اور سہم صائب بھی استفتاۓ مذکور کے جواب میں ہے۔ نیز نص الغدیر فی خلافت
الامیر۔ ودر فصل النظر تفسیر آیتہ التطہیر۔ ہدیہ اثنا عشریہ جواب باب ہفتم تحفہ جناب
شہاب الدین صاحب ہمدانی نے لکھیں۔ اور ان سے پیشتر بھی کئی کتابیں مثلاً کتاب الفین
علامہ علی رح ونہج الحق۔ منہج الکرامتہ۔ اثبات الامامتہ ملا احمد نیشاپوری اور حدیقتہ الشیعہ مولانا
احمد اردبیلی رح ومصائب النواصب واحقاق الحق فی جواب ابطال الباطل مصنّفہ قاضی نوراللہ
علیہ الرحمتہ شہید ثالث شوستری المتوفی سنہ ۱۰۱۹ھ ہجری وغیرہ لکھی گئیں۔ اور حجتہ الباہرہ
مصنّفہ سید باقر علیخان ودفع المغالطہ مصنّفہ مولانا سید عمار علی صاحب سونی پتی صاحب تفسیر
عمدۃ البیان وتحفتہ الاشعریہ المتوفی سنہ ۱۳۱۰ھ اور کتاب مقید العوام مصنّفہ سید برکت علی۔

متوفی سنہ ۱۵۱۶ھ

وقواطع النصوص مصنفہ مرزا بلند بخت و نائرۂ حاطمہ مصنفہ سید مقرب علی و تکسیر الضنین و محجۃ
البرہان و معین الصادقین جواب رجوم مصنفہ بو علی صاحب بنارسی مرحوم و کتاب سیف
صارم مصنفہ مولانا محمد باقر دہلوی اور کتاب ادلہ تقیہ در اثبات تقیہ مصنفہ جناب حجۃ السلام
علی نقی صاحب مرحوم المتوفی سنہ ۱۲۹۰ھ اور امان المومنین عن مکائد الشیاطین مصنفہ
سید منیر الدین صاحب اور وجیزہ مولوی سبحان علی خان صاحب وزیر اعظم ملک اودھ جواب
"تحفہ" و لہب المیزان مصنفہ سید علی بجواب طعن السنان اور رشک النبال در جواب طعن السنان
مصنفہ مولانا مولوی سید ناصر حسین صاحب اور البحار المغرقہ جواب صواعق محرقہ مصنفہ احمد
بن لقمان الزیدی و صوارم محرقہ و حدائق محرقہ وغیرہ اور کشف القناع فی بحث مسائل الرضاع
و قرۃ باصرہ و رسالہ یوحنا و تشیید المبانی و کشف الاستار شیدای رامپوری و مثنوی برق لامع
جواب سیف قاطع مصنفہ مرزا محمد جعفر صاحب فصیح مرحوم و تقریر دلپذیر و فتح المبین و فتح الکلام
و تیر من رائے مصنفہ مرزا عباس مرحوم و بارقہ ضیغمیہ و انوار بدیہ و ایقاب و کتاب جواب
قبقاب و مدارک المعقول مصنفہ مولوی سید شریف حسین خانصاحب و انوار الہدایہ در بحث فدک
و بیاض نواب علی ابراہیم خانصاحب و اکمال الدین شیخ صدوق و تطہیر المومنین و تثبیت
الامامۃ مؤلفہ ابن خاتون نعمت اللہ بن احمد بن محمد و ہدیۃ المومنین جواب شافی بیان کافی
و حجۃ الشیعہ مصنفہ مولوی یوسف علی خان و کتاب الاستغاثۃ فی بدع ثلاثہ اور کتاب ذو الفقار
حیدر مصنفہ مولانا السید علی اظہر و رمی الجمرات و کشف الظلمات و آیات محکمات وغیرہ جواب آیات
بینات مصنفہ محسن الملک و رد الملاحدہ بجواب خلافت راشدہ و معیار الہدیٰ مصنفہ حکیم
مولوی افتخار علی صاحب فیروزآبادی بجواب اظہار الہدیٰ و طرد المعاندین در اثبات لعن بر
مخالفین مصنفہ قبلہ میرن صاحب و الفرق جواب فاروق نعمانی لکھی گئیں۔ اور گوہر مراد
و سرمایۂ ایمان مصنفہ عبد الرزاق لاہجی و کشف المراد علامہ علی المتوفی سنہ ۷۳۶ھ و مصارع الافہام
سید محمد قلی اور ہدایۃ بلاغۃ شرح نہج البلاغۃ بجواب ابن ابی الحدید و گلستانہ مرزا علاء الدین
محمد المتوفی سنہ ۱۱۰۰ھ و کتاب طرائف سید علی ابن طاؤس علیہ الرحمۃ المتوفی سنہ ۶۶۴ھ و شافی
جواب مغنی و تنزیہ الانبیاء در جواب تحفۃ انبیاء از سید مرتضیٰ المتوفی سنہ ۴۳۶ھ و تجرید الاعتقاد
محقق طوسی المتوفی سنہ ۶۷۲ھ و سواء السبیل وغیرہ ہزارہا کتب شیعوں کی طرف سے تصنیف ہو چکی
ہیں۔ اور مناظرہ کا میدان ہمیشہ انہی اہل حق کے ہاتھ میں رہا۔ اور علمائے اہل سنت میں سے

کسی کو اتنی توفیق نہ نصیب ہوئی۔ کہ جوابات شیعہ کے جواب الجواب کا حوصلہ رکھتے ہوئے میدان میں قدم رکھتا۔ اب وہ لوگ جو مادہ دین و ایمان اپنے اندر رکھتے ہیں غور فرمائیں۔ کہ ان لاجواب کتابوں کے ہوتے ہوئے انہی کتابوں میں سے جن کے اجوبہ مدلل ومسکت خصم آل فرزندان فاطمہ وموالیان اہلبیت پیمبر و جوانان صفدر علیہم السلام نے باربار لکھدیئے ہیں۔ بقول انجمن حامی اسلام لاہور" امرتسر کے اخبار نویس" چور مولویوں کی طرح انہی عبارات کو چرا چرا کر اور نیئے ڈھانچے میں ڈھال کر پبلک کے پیش کرتے رہنا ایمانداری ہوسکتی ہے۔

شیعوں کی دل آزاری کہاں کا انصاف ہے!

مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر بھی جو ائمہ اطہار و اہل بیت رسول علیہم السلام پر نت نئے حملے کرتے اور شیعوں کا دل دکھانے کے عادی ہیں۔ تدبر سے کام لیں۔ کہ ان کا شیعوں کے مخاطبت بس کچھ کم وبیش گاہے ماہے لکھنا۔ دل آزاری نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا انہوں نے عبقات الانوار کی مجلدات کا مطالعہ کیا تشئید المطاعن کو پڑھا۔ استقصار الافحام میں جرح وقدح علی المخالفین دیکھی۔ صادقین وکاذبین کے امتیاز کی اہل بصیرت کیلئے جو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اور علمائے شیعہ نے پیش کی ہیں۔ مولوی صاحب ایڈیٹر اہلحدیث انہیں جھٹلا سکتے ہیں۔ اور کتب شیعہ میں کوئی امر خلاف واقع ثابت کر سکتے ہیں۔ حاشا وکلا۔ لا یثبتون وَ لوکان بعضهم لبعض ظهیرا۔ یہ تو ایک مسلمہ بات ہے۔ کہ جو کتاب مردود ہو چکی مجیب نے اس کا جواب لکھا اس کی تردید کی۔ اس کی وقعت انسان کے دل و دماغ سے قطعاً زائل ہو جاتی ہے۔ اور وہ مردود کتاب اسقدر ناقابل التفات ہو جاتی ہے کہ اس کا مطالعہ ومعائنہ تو درکنار اسے ہاتھ لگانے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ مگر جس قوم جس مذہب جس گروہ میں وہی ایک کتاب صحیفہ آسمانی سے بڑھ چڑھ کر وقعت کی نگاہ سے دیکھی جائے۔ بڑے افتخار سے جابجا پیش کیجاتی ہو۔ اس جماعت کی صداقت کا اندازہ لگانا نہائت آسان امر ہے۔ بقول الشاعر سے

مراتب غوث کا ملتا ہے اجزائے گلستاں کو
نہائت شیخ سعدی کی یہاں ہوتی فضیحت ہے

آج کل کے "بابا لوگ" اسلام کو نہ صرف بدنام بلکہ نیلام کر دینے والے مولوی

انہیں کتابوں میں سے مضامین چرا چرا کر کسی اُردو اور ہندی میں ترجمہ کر کے اور کبھی
ان عبارات کو کشمیری یا پشتو کے لباس میں ملبوس کر کے بصد زیب و زینت آراستہ
و پیراستہ شیعوں کے پیش کر دیتے ہیں۔ جن کے جوابات شیعوں نے اسقدر لکھے۔ اور ملک
میں شایع ہوئے۔ کہ علم ہو جانے کے بعد ان پیش کرنے اور کتب مردودہ کا نام تک
لینے والوں کی بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ اگر یہ لوگ خدا شناس ہوں۔ تو احسان کرنیوالے
شیعوں کے اقلام کی قدر کریں۔ کہ ہر روز کی تو تو اور میں میں کی بیخ و بنیاد اکھاڑ گیے اور
اہلِ اسلام کیواسطے صراط مستقیم کی تفحص و تلاش کیلئے سینکڑوں آسانیاں پیدا کر کے اتمام الحجہ
فرما گئے۔ لیکن ان پٹیاں پڑھانے اور اپنے دام افتادگان کو دام ابلہ فریبی میں پھنسائے
رکھنے والے ملاؤں سے دلائل شیعہ کا ابطال نہ ہو سکا۔ بقول داغ ؎

حسرتیں لیکئے اس بزم سے چلنے والے !
ہاتھ ملتے ہی اُٹھے عطر کے ملنے والے !

(۲) کتاب انوار نعمانیہ مطبوعہ طہران صفحہ ۲ سطر ۶ میں مرقوم ہے۔ کہ میر سید شریف
نے شرح مواقف میں مثالب و مطاعن ثلاثہ و فضایل و جلایل امیر المومنین کا ذکر
کر کے بعد میں لکھا ہے۔ لاکنا وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابوبکر
ثم عمر ثم عثمان ثم علی وحسن ظننا بہم یقتضی بانہم لو لم یعرفوا
ذالک لما اطبقوا علیہ فوجب علینا اتباعہم فی ذالک القول
وتفویض ما ھو الحق فیہ الی اللہ سبحانہ ترجمہ۔ لیکن سلف صالحین کو
ہمنے اس اعتقاد کا معتقد پایا۔ کہ وہ بعد رسول خدا ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی مرتضیٰ
کو افضل قرار دیتے ہیں۔ اور ہمارا حسن ظن سلف کیساتھ اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ اگر
انکو اس امر کی معرفت نہ ہوتی۔ تو وہ ایسا نکرتے۔ پس واجب ہے۔ ہم پر متابعت
سلف کی اس امر میں اور ہم حقانیت وصداقت کو خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ اور شرح
عقاید نسفی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۰۷ میں مرقوم ہے۔ کہ رسول خدا کے بعد ابوبکر پھر
عمر پھر عثمان پھر علی مرتضےٰ افضل ہیں۔ اسی پر پایا ہے۔ ہم نے سلف کو اگر ان کے
پاس اس دعوی کی دلیل نہوتی۔ تو وہ اس پر حکم نہ دیتے۔ پس جس قوم کے پاس
اپنے معتقدات کی کوئی دلیل نہ ہو۔ اور وہ حق خدا کے پاس چھوڑ کر خود اپنے

سلف کفار کی پرستش کریں۔ تو ان کے مقابلہ میں کلمات الٰہیہ اور ملفوظات نبویہ کو پیش کرنا ایسا ہے۔ جیسے فالودہ پیش حمار۔

(۳) آج کل کے تثلیث پرست متبعین خاندان رسالت کی دلائل و براہین سے لاجواب ہونے کی وجہ سے ان سے وہ برتاؤ کرتے ہیں۔ جس کی بابت خداوند جل و علا نویں پارہ کی ابتدا رسورۂ اعراف میں فرماتا ہے۔ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ترجمہ کہا اشراف قوم شعیب نے ان لوگوں میں سے کہ تکبر کیا انہوں نے اور سرکشی کی حکم خدا سے۔ البتہ نکال دیں گے تجھکو اے شعیب اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں۔ وہ ہمراہ تیرے بستی اپنی سے یعنی تجھکو اور جو لوگ کہ تجھپر ایمان لائے ہیں۔ تم سب کو ہم اپنے شہر سے نکال دیں گے۔ یا یہ کہ عود کرو تم یعنی ہو جاؤ تم بیچ مذہب ہمارے کے

پس جو فرقہ کفار مذہب شعیب کیطرح اہل ایمان کے ساتھ سختی اور دباؤ سے کام لے۔ ان کے مقابلہ میں دلیل و برہان سے کام لینا ایسا ہے۔ جیسا پتھر میں میخ آہنی (۴) کتاب المستطرف فی کل فن مستظرف تصنیف علامہ ادیب و فہامۂ اریب صاحب نفس سامیہ و آداب راقیہ شیخ شہاب الدین احمد الشبہی قدس اللہ سرہٗ و اضاء فی الخافقین انوارہ مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر جلد اول صفحہ ۸ سطر ۴ میں اپنا عقیدہ صحابہ کی بابت یوں ظاہر فرماتے ہیں۔ وان يعتقد فضل الصحابة رضی اللہ تعالےٰ عنہم ويحسن الظن بجميعهم على ما وردت به الاخبار وشهدت به الآثار فمن اعتقد جميع ذالك مومنا به موقنا فهو من اهل الحق و السنة مفارق لعصابة الضلال والبدعة رزقنا اللہ الثبات على هذه العقيدة وجعلنا من اهلها و وفقنا لله وام الى الممات على التمسك والاعتصام بحبلها انه سميع مجيب۔ ترجمہ اور عقائد اسلامیہ میں سے عظمت و جلالت صحابہ کا اعتراف بھی ہے۔ اور حسن ظن رکھنا جمیع صحابہ پر جیسا کہ اخبار و آثار میں وارد ہو چکا ہے۔ اور جو شخص ان

جمیع عقاید مذکورہ کا مقر ومتیقن ہو پس وہ اہل حق اور سنت جماعت ہے۔ اور جماعت اہل
بدعت وضلالت سے بچا ہوا ہے۔ اس عقیدۂ حقہ پر خدا ہمیں تا دم والپسین قایم رکھے تحقیق
خداوند عالم ہماری دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ المختصر اس حوالہ سے ہمارا مدعا یہ ہے۔ کہ
صاحب مستطرف اہل علم وفضل میں ہونیکے علاوہ بڑے اعتقاد وسنی المشرب ہے۔ لہذا اب ہم مستطرف
جلد دویم صفحہ ۱۵۱ سطر ۲۰ میں سے مضمون مندرجہ ذیل اس غرض سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ہمارے
فریق دعاۃ ونعناۃ کا طرز عمل بعینہ قضاۃ حمص کا ہے۔ وھو ھذا حکی ان تاجرا عبر الی حمص
فسمع مؤذنا یقول اشھد ان لا الہ الا اللہ وان اھل حمص یشھدون ان
محمدا رسول اللہ فقال واللہ لامضین الی الامام واسئلہ فجاء الیہ فراٰہ قد
اقام الصلوۃ وھو یصلی علی رجل ورجلہ الاخری ملوثۃ بالعذرۃ فمضی
الی المحتسب لیخبرہ بھذا الخبر فسأل عنہ فقیل انہ فی الجامع الفلانی
یبیع الخمر فمضی الیہ فوجدہ جالسا وفی حجرہ مصحف وبین یدیہ باطیۃ مملوۃ
خمرا وھو یحلف للناس بحق المصحف ان الخمر صرف لیس فیھا ماء وقد ازدحمت
الناس علیہ وھو یبیع فقال واللہ لامضین الی القاضی واخبرہ فجاء الی
القاضی فدفع الباب فانفتح فوجد القاضی نائما علی بطنہ وعلی ظھرہ غلام
یفعل فیہ الفاحشۃ فقال التاجر قلب اللہ حمص فقال القاضی لم تقول ھذا
فاخبرہ بجمیع ما رئی فقال یا جاھل اما المؤذن فان مؤذننا مرض فاستاجرنا
یھودیا صبیا یؤذن مکانہ فھو یقول ما سمعت واما الامام فانھم لما اقاموا
الصلوۃ خرج مسرعا فتلوثت رجلہ بالعذرۃ وضاق الوقت فاخرجھا
من الصلوۃ واعتمد علی رجلہ الاخری ولما فرغ غسلھا واما المحتسب
فان ذالک الجامع لیس لہ وقف الا کرم وعنبھا ما یوکل فھو یعصرہ خمرا
ویبیعہ ویصرف ثمنہ فی مصالح الجامع واما الغلام الذی رئیتہ فان
اباہ مات وخلف مالا کثیرا وھو تحت الحجر وقد کبر وجاء جماعۃ شھدوا
عندی انہ بلغ فانا امتحنہ فخرج التاجر وحلف انہ لا یعود الیھا
ابدا ترجمہ حکایت کرتے ہیں۔ کہ ایک سوداگر حمص میں وارد ہوا۔ اور اس نے مؤذن کو
اذان میں اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے سنا۔ اور اشہد ان محمدا رسول اللہ کا کلمہ بجائے

مؤذن نے باشندگان شہر سے سنا پس کہا اس نے۔ خدا میں امام مسجد کے پاس جا کر اس بات

کی دریافت کرتا ہوں۔ پس گیا اس کے پاس اور دیکھا امام مسجد کو سوداگر نے نماز پڑھاتے ہوئے ایک پیر پر دراں حالیکہ دوسرا پیر اس کا گوہ سے آلودہ تھا۔ پس گیا سوداگر پاس محتسب کے کہ اس کو اس کی بدعت کی خبر دے۔ پس دریافت سے سوداگر کو پتہ چلا۔ کہ محتسب فلاں جامع مسجد میں ہیں جب سوداگر وہاں پہنچا تو اس نے محتسب کو ایسی حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ کہ اس کی بغل میں قرآن اور سامنے بھرا ہوا مٹکا شراب کا رکھا تھا۔ اور محتسب قرآن مجید کی قسمیں کھا کر شراب کے خالص ہونیکا لوگوں کو یقین دلا کر اس کی خریداری پر برانگیختہ کرتا تھا محتسب کی اس طرز عمل پر لوگوں کا ایسا اجتماع و اژدہام ہوا۔ کہ منٹوں میں خم مے فروخت ہوگیا پس کہا سوداگر نے بخدا قاضی کے پاس جا کر اس معاملہ کی رپورٹ کرتا ہوں چنانچہ قاضی کے دروازہ پر پہنچا اور دروازہ کو دھکیلا پس دروازہ کھل گیا۔ اور قاضی کو اوندھے طرز میں لیٹا ہوا ایسی حالت میں دیکھا کہ ایک نوجوان اپنی پچکاری سے قاضی کی علت اُبنہ کی دوا کر رہا ہے پس کہا سوداگر نے خداوندا اس شہر خبیث کو غرق کر پس قاضی نے اس سے دعائے بد کی وجہ دریافت کی۔ تو سوداگر نے تمام واقعات گذشتہ کا ذکر کیا۔ پس قاضی نے فرمایا اے جاہل معاملہ مؤذن یوں ہے۔ کہ ہمارا مؤذن بیمار ہے۔ پس ہم نے ایک باآواز یہودی کو اجرت پر مؤذن مقرر کیا ہے۔ پس جو کچھ وہ کہتا ہے۔ تم نے سن لیا اور معاملہ پیش نماز پس جبکہ نمازیوں نے اقامت کہی تو وہ جلدی سے دوڑا اور اس کا پیر نجاست آلودہ ہوگیا۔ اور وقت تنگ تھا۔ اس لئے اس نے نجاست آلودہ پیر کو نماز سے فارغ کر کے ایک پیر کے بل نماز ادا کی پھر پیر کو دھو لیا۔ اور معاملہ محتسب پس وہ یوں ہے۔ کہ اس جامع مسجد کے وقف میں درختان انگور کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔ اور ان درختوں کے انگور ترشی کیوجہ سے کھانے کے قابل نہیں ہوتے۔ اس لئے ان کا شراب بنا کر اس کی قیمت کو ضروریات مسجد میں وہ خرچ کرتا ہے اور یہ جوان جس کو میری خدمتگذاری میں تم نے دیکھا ہے۔ یہ ایک مالدار شخص کا بیٹا تھا۔ بوجہ مرنے اس کے باپ کے اس کی جائیداد کورٹ آف وارڈس کے سپرد تھی۔ اب چند اشخاص اس کو ہمراہ لیکر میرے روبرو اس کی بلوغت کی شہادت دیکر اس کی جائیداد پر اس کو قابض کرانے کی مستدعی ہیں پس میں اس کی بلوغت کا امتحان لے رہا ہوں۔ جیسا کہ تو نے دیکھا۔ فی الجملہ ایسے باحیا قضاۃ کے نواب کے مقابلہ میں قلم و زبان سے کام لینا تضیع اوقات کے سوا کسی مفید نتیجہ پر نہیں پہنچا سکتا

(۵) تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ کا اردو ترجمہ مترجمہ مولانا مولوی محمد خلیل الرحمن صاحب مترجم اخبار الاندلس مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۹۲۲ء باہتمام شیخ عبدالحی لیسر شیخ

پیر ... والا امام

شراب فروش محتسب

یہودی مؤذن

عیاش قاضی

محی الدین صاحب مرحوم تاجر کتب کے صفحہ ۴ سطر ۷ میں یوں مرقوم ہے۔ ہذیل بن شرحبیل نے روایت کی ہے۔ کہ ابوبکر حضرت علی پر حکم کرتے تھے۔ جو کہ وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ اور ابوبکر کی یہ خواہش تھی۔ کہ حضرت رسول اللہ صلعم سے کوئی ایسی ڈیل مل جاوے جس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ناک میں نکیل پڑ جاوے۔ المختصر جن اشخاص کے پیشوا کا علی مرتضٰے کے ناک میں نکیل ڈالنے کا ارادہ تھا۔ وہ اشخاص دلائل ایمانیہ کو بالائے طاق رکھکر علی مرتضٰے کے غلاموں کی ناک میں نکیل ڈالنے کی ہی کوشش کرتے ہیں۔ پھر ان کے مقابلہ میں زبان کھولنا اور قلم چلانا بیفائدہ ہے۔

(۶) صواعق محرقہ مطبوعہ مصر ص۳۴ سطر ۲۰ میں ہے۔ واخرج احمد انه بعد شهر نادی فی الناس الصلوٰة جامعة وهی اول صلوٰة نادی بها بذلك ثم خطب فقال ايها الناس وددت ان هذا كفانيه غيري ولئن اخذتموني بسنة نبيكم ما اطيقها انه كان لمعصوماً من الشيطان وانه كان لينزل عليه الوحي من السماء وفي رواية لابن سعد اما بعد فاني قد وليت هذا الامر وانا له كاره ووالله لوددت ان بعضكم كفانيه الا وانكم ان كلفتموني ان اعمل فيكم بمثل عمل رسول الله صلى الله عليه وسلم لم اقم به كان رسول الله صلى الله عليه وسلم عبداً اكرمه الله بالوحي وعصمه به الا وانما انا بشر ولست بخير احدكم فراعوني فاذا رأيتموني استقمت فاتبعوني واذا رأيتموني زغت فقوموني واعلموا ان لي شيطاناً يعتريني فاذا رأيتموني غضبت فاجتنبوني

اسی مضمون کو بتفاوت یسیر تاریخ الخلفاء مذکور صفحہ ۴۷ میں سے نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ عبارت صواعق محرقہ کی تائید کے علاوہ اس کے ترجمہ کا بھی کام دے۔ ترجمہ ابن سعد نے لکھا ہے۔ کہ امام حسن بصری کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابوبکر سے لوگ بیعت کر چکے تو آپ نے کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ کے فرمایا میں نے خلافت کو قبول تو کر لیا ہے۔ مگر میں اس کے ناقابل ہوں۔ اگر کوئی دوسرا شخص

---

۷ تاریخ الخلفاء مذکور صفحہ ۹۹ سطر ۱ میں ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں ضحاک سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ کاش میں ایک کنارہ سڑک پر درخت ہوتا۔ اور کوئی اونٹ مجھے آکر چبا جاتا۔ اور نگل جاتا! پھر مینگنی کر کے نکال دیتا۔ مگر میں انسان نہ ہوتا۔ اور حضرت عمر نے فرمایا کہ کاش میں مینڈھا ہوتا۔ اور مجھے پال کر ایسا موٹا کیا جاتا۔ کہ لوگ جو میرے ملنے آتے اور پھر مجھے ذبح کر ڈالتے۔ اور میرے کچھ گوشت کو بھون کر کھاتے اور کچھ حصے پارچہ بنا کر پکا کر کھاتے مگر میں انسان نہ ہوتا۔ انتہے۔ میرے خیال میں یہ کلمات نزع کے وقت ہونے کے علاوہ علی مرتضٰے کی دشمنی کا نتیجہ ہے

اس کو سنبھال لے۔ واللہ بہت ہی بہتر ہو لیکن اگر تم نے تیۂ تکلیف مالایطاق اس بنا پر مجھے دی ہے کہ میں تم پر مثل رسول اللہ صلعم حکم و عمل کروں۔ تو یہ امر میری طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ میں کسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر تو ہوں نہیں۔ کیونکہ آپ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ اور آپ معصوم تھے! اور میں معمولی آدمی ہوں۔ اور تم سے بہتر نہیں ہوں۔ کہ تمہیر خلیفہ بنوں پس جب تک تم مجھ میں استقامت پاؤ میری اطاعت کرو۔ اور جہاں میرا قدم ڈگمگاتا دیکھو مجھے ملامت کرو۔ کیونکہ میرا ایک شیطان ہے۔ جو مجھ پر سوار ہوتا ہے۔ اور جب مجھے کسی بات پر غصہ آجائے تو مجھ سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ انتہے۔ اس مضمون کیساتھ آیۂ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان الا من اتبعک من الغاوین پارہ ۱۴ ربع اول تمہ رکوع دویم ضم کرنے کے بعد حق پسند نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ ترجمہ خدا شیطان کو فرماتا ہے تحقیق میرے خالص پرستش کرنے والوں پر نہیں ہے تیرا تسلط اور غلبہ۔ کہ تو ان کو گمراہ کر سکے۔ مگر جو اشخاص تیری پیری و پرستش کرتے ہیں۔ انپر تو البتہ غالب و متسلط ہوگا۔ فی الجملہ جن اشخاص کے راہ نما و پیشوا مصیقتہ الصدر ہوں۔ ان کے مقابلہ میں صبر و تحمل سے کام لینا سنت انبیاء روا و صیاء ہے۔ بہر حال اس موقعہ پر ایک باانصاف عالم کا مقولہ قلم بند کرتا ہوں۔ تاکہ حق پرست محظوظ ہوں وھو ہذا انوار نعمانیہ صفحہ ۳۹۰ میں علامہ جار اللہ زمخشری صاحب کشاف کی کتاب ربیع الابرار سے مضمون ذیل منقول ہے

ومن الاخبار ما نقلہ الزمخشری فی ربیع الابرار قال علی رضی اللہ عنہ لعاملہ انطلق علی تقوی اللہ وحدہ لا شریک لہ وتقول اذا قلمت علی الحی اسلمی الیکم امیر المومنین ولی اللہ وخلیفتہ لاخذ حق اللہ منکم فی اموالکم فھل للہ فی اموالکم من حق فتؤدوہ الی ولیہ فان قال قائل لا فلا تراجعہ وان انعم لک منعم فانطلق معہ من غیر ان تخیفہ او توعدہ الی آخر الحدیث

ربیع الابرار از زمخشری

عـــہ محمود بن عمر ابو القاسم جار اللہ زمخشری منسوب بہ زمخشر جو مضافات خوارزم میں ایک گاؤں ہے۔ اپنے زمانہ کا مسلم الثبوت امام اور اکابر حنفیہ میں شمار ہوتا تھا۔ ذکی، فصیح، بلیغ، نحوی، ادیب، شاعر، مفسر، فقیہ، مناظر، متکلم تہا۔ اور علمی آثار کا ذخیرہ جس قدر انہوں نے چھوڑا ہے سا دوان کے کسی ہمعصر نے نہیں چھوڑا۔ چنانچہ علم تفسیر میں کشاف اور علم لغت حدیث میں فائق اور لغت میں اساس البلاغۃ اور ربیع الابرار وغیرہ از فوائد بہیہ صفحہ ۵۷ ملخصاً۔ ہمارے وطن کے ایک فرضی رئیس جار اللہ موصوف کو نہ حنفی مانتے تھے۔ اور نہ ربیع الابرار کسی کتاب کا نام تسلیم کرتے تھے انکو یہ مضمون پڑھکر شرم کرنا چاہیئے۔

زمخشری جار اللہ زمخشری

ثم قال قلت النظر الی هذا البون البائن والتفاوت التبائن فان فیه عبرة لمعتبر ودلیلا لمن افتکر هذا امیر المومنین وسیّد المسلمین ووصی رسول رب العالمین یأمر فی الصدقة بهذه الاوامر ویکلها الی رب المال من غیر اکراہٍ ولا اجبارٍ ولا استحلاف علی صحته دعواہ وهذا ابوبکر قاتل من منعها وسفك الدماء وسباء النساء واسترق الذریة وسمی مانعها المرتدین افاتباع امیر المومنین وسید الوصیین وابن عم رسول رب العالمین ومن ثبتت عصمته ووجبت علی الامة طاعته ونص رسول الله علی امامته اولی باتباعٍ ام من جوز علی نفسه الخطأ واستقال ما تقلدہ من الامر واقر انه یقول فی الاحکام برائیه ویفتی المسلمین باجتهادہ ام یصنم الخصم علی اعتقادہ فی ان کل مجتهد مصیبٌ وان هذا حلاله قتال مانع الزکوة وسماہ کافرًا ولم یخالفه احد وان ما فعله امیر المومنین من ترك القتال علیها لا بل ترکها علی ربها با مانته وهذا تفاوت عظیم وتبائن شدید یدل علی کل متاملٍ علی ان احد هذین المجتهدین مخطئ ماثوم فی فعله خلاصہ مطلب یوں ہے۔ فرمایا علی مرتضٰے نے اپنے عامل کو خوف خدائے وحدہ لاشریک مدنظر رکھکر جس قبیلہ کے پاس پہنچے۔ تو اس کو کہو کہ امیر المومنین ولی اللہ نے مجھے تمہارے پاس روانہ کیا ہے تاکہ حق خدا میں تم سے وصول کروں۔ پس اگر کوئی حق خدا تمہارے ذمہ ہے۔ تو اس کو ولی خدا کے پاس ادا کردو۔ پس اگر وہ قبیلہ نفی میں جواب دے۔ تو اسکی طرف مراجعت نہ کر۔ اور اگر کوئی قبیلہ حق خدا اپنے ذمہ قبول کرے پس تو اس کے ہمراہ جا اور اسپر کسیطرح کا دباؤ نہ ڈال تا آخر حدیث۔ ہیں مخشری کہتا ہوں۔ کہ اس اختلاف جسیم وفرق عظیم میں عبرت ہے نصیحت پکڑنے والوں کیلئے اور دلیل ہے فکر کرنیوالوں کیلئے۔ یہ امیر المومنین اور سید المسلمین اور وصی رسول رب العالمین حکم دیتے ہیں۔ مال زکوۃ میں بطریق مذکور اور سونپتے ہیں احکام صدقہ مالک صدقہ پر سوائے سختی اور جبر اور قسم کے بوجہ صحیح ماننے دعوی صاحب مال کے اور یہ ابوبکر صدقہ نہ دینے والوں سے جنگ اور انکی خونریزی جائز سمجھنے کے علاوہ انکی مستورات کو قیدی اور انکی اولاد کو غلام بنانے کی اجازت دیکر انپر احکام مرتدین جاری کرتا ہے پس اتباع امیر المومنین سیّد الوصیین فرزند عم رسول رب العالمین جنکی عصمت ثابت

اور انکی طاعت امت پر واجب اور انکی امامت بنص رسول ثابت افضل ہے۔ یا اتباع ان کا
جو اپنے خطا کا مجوز اور امر خلافت کا مستعفی اور اپنی رائے سے فتویٰ دینے کا معترف کیا خصم
انکی اس اعتقاد سے کہ ہر مجتہد قرآن وحدیث کے مقابلہ میں اجتہاد کرنے والا صائب الرائے ہوتا
ہے۔ خاموشی اختیار کر سکتا ہے۔ خلاصۂ مرام آنکہ کلام الٰہی و حدیث نبوی کے مقابلہ میں اجتہاد
کا موجد شیطان ہے۔ جو پیکر مذکور پر سوار ہوتا تھا۔ جیسا کہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ
مطبوعہ طہران جزو اول صفحہ ۲۲ میں ہے۔ وکان ابو الفتوح احمد بن محمد الغزالی الفقیہ
الشافعی قاصًا لطیفًا و واعظًا مفوھا وھو من خراسان من مدینۃ طوس
لانہ کان یتعصب لابلیس ویقول انہ سید الموحدین وقال یومًا علی
المنبر من لم یتعلم التوحید من ابلیس فھو زندیق امران یسجد لغیر سیدہ
فابٰی انتھی ترجمہ ابو الفتوح احمد بن محمد غزالی فقیہہ شافعی خراسانی واعظ فصیح البیان حکایات
لطیفہ و روایات بدیعہ کے مقرر طلیق اللسان آپ اپنے شہر طوس سے بغداد میں رونق افروز ہوئے
اور وہاں پر انوکھی و نرالی طرز میں وعظ کیا۔ اس لئے کہ وہ ابلیس کے جانبدار تھے۔ اور
فرماتے تھے۔ کہ ابلیس سب اہل توحید کا رئیس ہے۔ اور آپ نے ایک روز منبر پر فرمایا۔ جو شخص
توحید کی تعلیم شیطان سے نہ لے وہ زندیق ہے۔ مامور ہوا شیطان واسطے سجدہ کرنیکے سامنے
غیر سید کے پس انکار کیا اوسنے اور اسی اجتہاد مذکور الصدر کا ثمرہ ہی وہ اجتہاد ہے۔ جس
نے بغاۃ و طغاۃ کو خاندان رسالت کے مقابلہ میں کھڑا کیا جیسا کہ شرح تجرید ملا علاء الدین
قوشجی مطبوعہ طہران صفحہ ۳۹۲ میں ہے۔ فانہ صعد المنبر وقال ایھا الناس ثلث
کن علی عہد رسول اللہ انا انھی عن ھن واحرمھن واعاقب علیھن و
ھی متعۃ النساء ومتعۃ الحج وحی علی خیر العمل واجیب عن وجوہ الاربعۃ
بان ذالک لیس مما یوجب قدحًا فیہ فان مخالفۃ المجتہد لغیرہ فی المسائل
الاجتہادیۃ لیس ببدع ترجمہ عمر بن الخطاب منبر پر چڑھے۔ اور فرمایا تین چیزیں رسول
خدا کے زمانہ میں تھیں۔ میں انکو منع و حرام کرتا ہوں۔ اور آئندہ ان کے کرنیوالوں کو سزا
دونگا۔ اور وہ چیزیں متعۃ النساء اور متعۃ الحج اور حی علی خیر العمل اذان میں ہے۔ اور ان سب
باتوں کا جواب یہ ہے۔ کہ کسی مجتہد کا مسائل اجتہادیہ میں دوسرے مجتہد کی مخالفت کرنا بدعت
نہیں ہے۔ شاباش و آفرین بریں ہمت مردانہ تو۔ ناظرین منصفین غور کریں۔ کہ رسول خدا

کی وقعت وعزت ان لوگوں کی نظروں میں ایک مجتہد سے زیادہ نہیں ہے۔ بلکہ معاذ اللہ
ان کے فخر المحدثین امام بخاری جنکی جلالت وعظمت مستطرف جلد اول صفحہ ۳ سطر ۱۹ اور
کتاب روض الاخیار المنتخب من ربیع الابرار تالیف العالم العلامتہ شیخ محمد بن قاسم مطبوعہ مصر
صفحہ ۲۰ سطر ۹ میں یوں مرقوم ہے۔ وقال محمد بن اسحاق بن خزیمتہ مارئیت تحت
ادیم السماء اعلم بالحدیث ولا احفظ لہ من محمد بن اسمٰعیل البخاری
حتے کان یقال حدیثا لا یعرفہ محمد بن اسمٰعیل لیس بحدیث وقال البخاری
رحمہ اللہ احفظ مائۃ الف حدیث صحیح ومائتی الف حدیث غیر صحیح
وقال ماوضعت فی کتابی الصحیح حدیثا الا اغتسلت قبل ذالک وصلیت
رکعتین وقال اخرجتہ من ستمائۃ الف حدیث وصنفتہا فی ست عشرۃ
سنۃً وجعلتہ حجۃ فیما بینی وبین اللہ۔ ترجمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے کہا میں
نے آسمان کے نیچے سب سے زیادہ حدیث کو جاننے والا اور سب سے زیادہ حدیث کو یاد رکھنے والا
محمد بن اسمٰعیل بخاری کے سوا اور کوئی نہیں دیکھا۔ بلکہ یہ کہہ دیا بجا ہے۔ کہ جس حدیث کی بخاری
کو معرفت نہ ہو۔ وہ حدیث ہی نہیں ہے۔ اور کہا بخاری نے میں ایک لاکھ حدیث صحیح اور دو لاکھ
حدیث غیر صحیح کا حافظ ہوں۔ اور انہیں کا قول ہے۔ کہ میں نے ہر حدیث بخاری کے مقابلہ میں غسل
اور دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد اس حدیث کو کتاب بخاری میں درج کیا ہے۔ اور انہیں کا قول ہے
کہ میں نے بخاری کی احادیث کو چھ لاکھ حدیثوں سے سولہ سال کے عرصہ میں منتخب کرکے مرتب
کیا ہے۔ اور بخاری کو میں نے اپنے اور خدا کے درمیان حجت قرار دیا ہے۔ الغرض اب ناظرین تمکین
محمد بن اسمٰعیل بخاری موصوف الصدر کا رسول خدا کے بابت جو عقیدہ ہے۔ غور سے سنیں اور
اس کی داد دیں۔ صحیح بخاری جلد ثالث مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۷ سطر ۶ کتاب الطلاق عن ابی اسید
رضی اللہ عنہ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتیٰ انطلقنا الیٰ حائطٍ
یقال لہ الشوط حتی انتہینا الی حائطین فجلسنا بینہما فقال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اجلسوا ھہنا ودخل وقد اتی بالجونیۃ فانزلت فی بیت
فی نخل فی بیت امیمۃ بنت النعمان بن شراحیل ومعہا دایتہا حاضنۃ
لہا فلما دخل علیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ھبی نفسک لی قالت و
ھل تہب الملکۃ نفسہا للسوقۃ قال فاھوی بیدہ یضع یدہ علیہا تسکن

(حاشیہ:) بخاری جلد 3 صفحہ 146 باب 62 کتاب طلاق حدیث 157 ب 238

[illegible] سید اکسہا رازقیین والحقہا باہلہا ترجمہ ابو اسید صحابی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم آنحضرت کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور احاطہ والے باغ کے پاس پہنچے جس کا نام شواط تھا۔ وہاں جاکر اور دو باغوں کے بیچ میں پہنچے۔ آنحضرت نے فرمایا تم یہیں بیٹھو۔ اور آپ باغ میں تشریف لیگئے۔ اور وہاں جونیہ بلائی گئی تھی۔ جس کے ساتھ اس کی محافظ دایہ بھی تھی۔ اس کو کھجور کے ایک خانہ باغ میں اتارا گیا جو امیمہ بنت النعمان بن شراحیل کا تھا جب آنحضرت اس کے پاس تشریف لیگئے۔ تو اس سے فرمایا۔ کہ تو اپنا نفس مجھے ہبہ کر دے یعنی بغیر معاوضہ مہر تو میرے تصرف میں آجا۔ جونیہ نے کہا کیا شاہزادیاں اپنا نفس بازاریوں کو بھی ہبہ کیا کرتی ہیں۔ جونیہ کے اس انکار شدید پر آنحضرت نے اس کی طرف بغرض تسکین ہاتھ بڑھا کر اس پر رکھا۔ جونیہ نے بخوف آبرو کہا کہ خدا کی دہائی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تو نے اس سے پناہ مانگی۔ کہ جس سے مانگی جاتی ہے۔ پھر آنحضرت وہاں سے نکلکر ہمارے پاس آئے۔ اور فرمایا اے اسید جونیہ کو کپڑے دیکر اس کے گھروالوں میں پہنچا دو۔ انتہے محصلاً محقق و مدقق اسرار ملت رہرو جادۂ حقیقت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شاہزادہ مرزا احمد سلطان صاحب مصطفوی چشتی خاور نے اپنی کتاب ہفوات المسلمین مطبوعہ مطبع محمڈن پرنٹنگ ورکس دہلی کے صفحہ ۱۴ سطر ۱۹ کے ذیل میں اس حدیث کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ اس حدیث کے خاتمہ کے بعد امام بخاری نے عباس ابن سہل اور ابا اسید سے ایک اور حدیث نقل کی ہے جس کا ترجمہ بقدر ضرورت یہ ہے۔ کہ ان دونوں نے کہا۔ کہ آنحضرت نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح فرمایا لیکن جب آنحضرت اس کے پاس گئے۔ تو اس نے کراہت کی یعنی وہی اعوذ باللہ منک کہا۔ انتہے اول یہی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ نکاح کے وقت وہ بالغہ راضی تھی۔ اور جب آنحضرت اس کے پاس گئے۔ تو کراہت یعنی خدا کی دہائی دی۔ یہ کیا بات ہے دویم اس حدیث میں بھی مسماۃ کا نام امیمہ ہے جونیہ نہیں۔ اور نہ امیمہ کا دوسرا نام جونیہ ہونا پایا جاتا ہے۔ اور نہ امیمہ کا جون قبیلہ سے ہونا پایا جاتا ہے۔ ہاں اختلاف کی یہ غلطی پائی جاتی ہے کہ جونیہ جس کے مکان میں اتاری گئی تھی۔ اس کا نام امیمہ بنت النعمان بن شراحیل تھا۔ پس اس دوسری حدیث میں مسماۃ صاحب مکان کو زوجۂ رسول بنایا گیا ہے۔ اور لفظ بیت کو بنت اور بنت النعمان کو بنت شراحیل بنایا گیا ہے۔ تاہم اس صورت سے بھی امیمہ اور جونیہ دو جدا جدا عورتیں پائی جاتی ہیں۔ گو یہ دوسری حدیث کیسی ہی ضعیف یا واہی ہو۔ ہمارا اسیر اعتراض

نہیں۔ جونیہ والی حدیث ہمارے معرض بحث میں ہے۔ جس میں تزوج یا نکاح کا لفظ
نہیں۔ صاف اقدام زنا کی صورت پائی جاتی ہے۔ اور مورکھ سمجھائونی سے چالاکی سے
اس کو باب طلاق میں اخراج کیا ہے۔ تاکہ عداوت ثابت نہ ہو۔ اب ہم تمام مدعیان علم
حدیث سے پوچھتے ہیں۔ کہ جونیہ والی حدیث کے الفاظ یا سیاق سے یہ تو بتاؤ۔ کہ جونیہ کس عنوان
سے بلائی گئی تھی۔ اور وہ کیا سمجھ کر آئی تھی۔ اور رسول خدا اس کے پاس کیا سمجھکر گئے تھے۔ آیا منکوحہ
سمجھ کر گئے تھے۔ یا اجنبیہ اگر جونیہ منکوحہ تھی۔ تو رسول اللہ کو اس نکاح کا علم ہونا چاہیئے تھا۔
لیکن رسول اللہ نے اوس سے ھبی نفسک لی فرمایا جس سے ثابت ہوا۔ کہ نکاح نہ ہوا تھا۔ بلکہ
آنحضرت اس کو ہبہ نفس پر راضی کرنا چاہتے تھے۔ اس صورت سے جونیہ والی حدیث کو کتاب الطلاق
میں لکھنا غلط ہو گیا۔ جونیہ اپنی دایہ کے ساتھ باجازت ولی خود شوہر کے ہاں بھیجی ہوئی یا بلائی
ہوئی۔ اگر آئی تھی۔ تو ھل تھب الملکۃ نفسھا للسوقۃ کہنے کے کیا معنے ہیں۔ بلکہ جونیہ
کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ بالغ تھی۔ اور اس کو اس نکاح بیاہ کی خبر ہی نہ تھی پس
الفاظ حدیث کے قرینہ اور سیاق سے کچھ اور ہی بات پیدا ہوتی ہے جسکی سبب سے بہتان کی
سرخی سے ہم نے یہ اخراج پیش کیا تھا۔

عقلاً و مشاہدۃً ثابت ہے۔ کہ جب کوئی عورت شوہر کے ہاں جاتی ہے۔ تو اس کو اپنے شوہر
کے ہاں جانیکا علم ہوا کرتا ہے۔ اور جو بڑی بوڑھی اس عورت کیساتھ ہوتی ہے۔ وہ رسم
و آداب شوہریت و مصاہرت سمجھانے کیلئے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ پس جب رسول اللہ کا جونیہ
سے نکاح ہو چکا تھا۔ تو اس کے پہلے انکار پر رسول اللہ نے اپنا نکاح ہونا کیوں نہ جتایا
یا اس دایہ سے کیوں نہ پوچھوایا۔ پھر جونیہ کو برہم پاکر رسول اللہ نے تسکین بھی دی۔ تو ایسے
ڈھب سے کہ اب اس کو اپنی آبرو کے جانیکا یقین ہو گیا۔ آخر کار خدا کی دہائی دینے لگی۔ مگر
اسوقت بھی آنحضرت نے نہ خود اپنا نکاح ہونا جتایا۔ نہ دائی سے جونیہ کو آگاہ کرایا۔

آپ نے دیکھا۔ کہ امام بخاری نے اپنے بانیئے اسلام کو کیا سرفرازی بخشی ہے۔ کہ جونیہ والی
حدیث لکھکے اقدام زنا کلنک کا ٹیکہ لگا ہی دیا۔ آئے شاباش!

المختصر جن حضرات نے رسول خدا کی معاذ اللہ یہ گت بنائی۔ اگر ان کے چیلوں نے رسول خدا
کے غریب و مظلوم نواسے امام حسین کی مرثیہ خوانی کی ممانعت پر دستخط کیا۔ تو کوئی انوکھی
بات نہیں۔ فافہم۔

(۷) تاریخ الخلفاء مذکور صفحہ ۱۹۷ ہارون الرشید کے بعض دلچسپ حالات کے ذیل میں
سلفی نے طیوریات میں لکھا ہے۔ کہ ابن مبارک کہتے ہیں۔ کہ جب ہارون خلیفہ ہوا۔ تو اس کا
دل مہدی کی ایک کنیزک پر آ گیا۔ اور اس کو طلب کیا لیکن اس نے یہ کہکر انکار کر دیا۔ کہ میں
تمہارے والد کی ہم خوابہ رہ چکی ہوں۔ اسلئے تم مجھسے فائدہ نہیں اٹھا سکتے لیکن ہارون الرشید تو دل
کے ہاتھوں مجبور تھا۔ اس نے فوراً قاضی ابو یوسف؎ کو بلایا۔ اور ان سے چارۂ کار پوچھا۔ انہوں نے کہا۔
کہ امیر المومنین یہ فرض کر لینا۔ کہ تمام کنیزکیں سچ بولا کرتی ہیں صحیح نہیں ہے ممکن ہے۔ کہ وہ جھوٹ
بولتی ہو۔ آپ اس کو سچا نہ مانیئے۔ ابن مبارک کہتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس واقعہ میں کن
کن باتوں پر تعجب کروں آیا ایسے بادشاہ پر جسکے ہاتھ میں مسلمانوں کے جان و مال بدیئے گئے
ہیں۔ اور وہ باپ کی حرمت کا بھی لحاظ نہیں کرتا۔ یا اس کنیزک پر جس نے بادشاہ تک سے کنارہ
کیا۔ یا اس فقیہ زمانہ و قاضی ممالک اسلامی پر جسنے بادشاہ کو مشورہ دیا۔ باپ کی حرمت کی توہین
کر! اور اپنے باپ کی ہم خوابہ سے قضاء شہوت کر اور گناہ میری گردن پر رکھ۔ انتہٰے۔
قصہ مختصر یہ ہے۔ کہ محرم ۱۳۶۳ھ کے عشرۂ اول میں بروز جمعہ جس سپیکر نے دوستداران خاندان رسالت
کے برخلاف جامع مسجد راولپنڈی میں زہر اگلا تھا۔ وہ صاحب انہیں امام ابو یوسف کے مقلد و
پیرو ہیں۔ لہذا اہل ایمان برا نہ مانیں بمصداق ؎ فکل دعاء بالذی فیہ ینضح ؛ ہاں
تعجب ہے۔ تو یہ کہ اپنے امام ابو یوسف تلمیذ (شاگرد) رشید امام اعظم رحمتہ اللہ کے فتویٰ کو امام ہمام جعفر صادق
علیہ السلام کے ذمہ تھوپ کر سپیکر نے خارجیوں کی لسٹ میں اپنا نام درج کرایا۔
اب میں سپیکر مذکور اور ان کے ہم نحلہ کے روبرو انہیں کے ایک ہم خیال مولوی صاحب کا اشتہار
پیش کرتا۔ اور پوچھتا ہوں۔ کہ تم لوگوں نے اس اشتہار کا کیا جواب دیا۔ اگر کوئی جواب نہیں دیا۔
اور نہ دے سکو گے۔ تو پھر خواہ مخواہ اسد اللہ الغالب کے غلاموں سے مخالفت پیدا کر کے اپنے استاد
کے پول الم نشرح کرنے کی مشق سے بچو اور سمجھو۔

؎ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم حافظ محدث ملازم امام ابو حنیفہ تھا یہاں تک کہ قیاس اس پر غالب ہوا۔ بغداد میں قاضی تھا۔ اور
اسی عہد میں خلافت ہارون الرشید میں مر گیا۔ اور ان کا صاحبزادہ یوسف ان کی موجودگی میں مغربی طرف کا قاضی مقرر کیا گیا تھا۔ اور
۱۸۲ھ میں فوت ہوا۔ اور ابو یوسف تمام اصحاب ابو حنیفہ میں ممتاز اور افضل تھا اور سب سے پہلے کتب مذہب حنفیہ کو انہوں نے مرتب اور مسائل
حنفیہ کو قلمبند کیا۔ اور علم مذہب حنفیہ کو انہوں ہی نے روئے زمین پر منتشر کیا۔ اور امالی و نوادر ان کی تصنیف سے ہیں۔ ملخصاً از فوائد بہیہ
صفحہ ۸۱-۱۲

لگی لپٹی نہیں میں چوٹ پر ڈنکے کی کہتا ہوں۔ میرے کہنے پر کیا ہے آزمائے جسکا جی چاہے

پیارے ناظرین یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ ہندوستان میں جب سے مہربان گورنمنٹ کے آزادی دینے سے تصنیف و تالیف کا چرچا ہوا ہے۔ مذہبی تصنیفات نے مختلف رنگ اختیار کیے ہیں۔ اور اس صورت میں کہ اہل مذہب کو اپنے اپنے مذہب کی پوری تحقیقات کرنے کا بخوبی موقعہ ملگیا ہے بعض اہل علم نے تو اس نعمت کی قدر کی اور اپنے خیالات کی اشاعت مناسب الفاظ میں کر کے ملک کو فائدہ پہنچایا۔ مگر اکثر تو ایسا ہوا۔ کہ ایک فریق نے دوسرے فریق پر بیجا تہمتیں لگائیں۔ دل دکھائے۔ گالی گلوچ سے کام لیا۔ اور اس نعمت خداداد کو کفران نعمت سے بدل ڈالا۔ جو کسی طرح انکو زیبا نہ تھا۔ سب سے بڑی وجہ جس نے ایسا کرنے پر انکو مجبور کیا یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ انسان کا طبعی طور پر دستور ہے۔ کہ ہمیشہ وہ اسبابات کے جو اس کے رسم و رواج کے موافق ہوتی ہے۔ اور جس کو اپنے باپ دادا سے متواتر دیکھتا سنتا چلا آتا ہے۔ اور جس وضع اور طریق پر بڑا ہوا پلا ہے وہی بات اس کی نظروں میں بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اسی کو وہ نظر قبولیت سے دیکھکر درست اور صحیح خیال کرتا ہے۔ اور جس بات کو اپنی رسم و رواج کے برخلاف پاتا ہے بغیر غور و فکر کیے۔ اور بدوں اصلیت دریافت کیے ناحق سمجھ کر کراہیت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کو غلط اور نادرست کا حکم لگا کر فوراً رد کر دیتا ہے۔ بجائے اس کے کہ تحقیقات سے کام لیکر اس کی اصلیت دریافت کرے۔ الٹا عیب گیری اور نکتہ چینی کیطرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگلے دینوں کی طرح دین اسلام میں بھی حق کے خلاف بہت سے مذہب اور طریقے باہمی نزاع اور تعصبات یا اغراض نفسانی کیوجہ سے پیدا ہو کر اور رفتہ رفتہ رواج پا کر اسقدر ترقی پکڑ گئے۔ اور ایسے مستحکم ہو گئے۔ کہ ان کا نہ صرف عوام بلکہ خواص کے ذہنوں سے بھی نکلنا سخت دشوار بلکہ ناممکن ہو گیا جس کی وجہ سے انکی یہ حالت ہوئی۔ کہ اگر ان کے سامنے ان مروجہ مذہب کے خلاف کوئی اصلی اور واقعی طریقہ کو جو قدیمی ہے پیش کرے۔ تو انکو مطلق توجہ نہیں ہوتی۔ کہ وہ پورے طور پر اس مذہب کی تحقیق کر کے حق کو معلوم کریں۔ آدمی کو چاہیئے۔ کہ جب کبھی کسی مذہبی اختلاف پر واقف ہو۔ یا اس طریقہ کے جسکو وہ حق سمجھ رہا ہے کوئی خلاف کہنے والا ملے۔ تو نہایت غور و انصاف کو کام میں لا کر پہلے اپنے پرانے خیالات سے خالی الذہن ہو کر اس نئے اور پرانے طریقہ کو ایک نظر اور برابری کی نگاہ سے دیکھے۔ اور دونوں کی بھلائی اور برائی اور ہر ایک کے دلائل اور وجوہات پر غور کرے۔ پھر دیکھے کون حق پر ہے؟ اور کون ناحق پر ایسی صورت میں صحیح رائے قائم کرنے کا بہت اچھا موقعہ مل سکتا ہے۔ سچ تو یوں ہے۔ کہ حاکم کی نظر فریقین کے ساتھ مساوی ہونی چاہیئے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے۔ تو ہرگز انصاف نہیں کر سکتا۔

کچھ عرصہ سے یہاں ہندوستان میں بھی ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں۔ جس سے یہاں کے لوگ بالکل نا آشنا معلوم ہوتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں بھی اس خیال کے لوگ یہاں ہوں تو ہوں۔ مگر اس

نفرت سے دیکھے میں نہیں آئے۔ بلکہ ان کا نام بھی ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے اپنے آپ کو تو وہ
اہلحدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں۔ مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد وہابی۔ لامذہب لیا جاتا
ہے۔ (گو وہ اس قسم کے ناموں سے نامزد ہونا اپنے لیئے پسند نہیں کرتے۔ پھر بھی ہمارے بعض ناسمجھ حنفی بھائی محض دل
دلآزاری کی غرض سے ان ہی ناموں سے نامزد کرتے ہیں۔) مجھکو افسوس بلکہ نہایت افسوس ہے۔ کہ اس فرقہ کے معاملہ
میں بھی اکثر لوگوں نے انصاف اور دیانت سے کام نہیں لیا۔ بلکہ محض تعصب اور نفسانیت کیوجہ سے ان غلط بیانیوں
اور زیادتیوں پر جو مخالفین نے ازراہ افترا پردازی ان پر جوڑ دیں۔ اعتماد کر بیٹھے۔ بلکہ ہمارے بعض مفسد بھائیوں
نے تو ان کی تحقیر اور تذلیل کیلئے کئی ایک من گھڑت اتہامات بیجا اور علی الخصوص ایسے بیہودہ اور جھوٹے الزامات کہ جنہوں
نے اس فرقہ کو عوام کی نظروں میں مطعون بنا رکھا ہے سچ تو یہ ہے۔ کہ میرے نزدیک وہ بیچارے ان الزامات سے
بری ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ انبیاء اولیاء کی توہین کرتے ہیں۔ بزرگوں سے منکر ہیں۔ اماموں سے پھرے ہوئے۔ اولیاء اللہ
کی کرامات کے قائل نہیں۔ سور کی چربی کو حلال جانتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ کے جھوٹ بول سکنے کے قائل ہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی شفاعت کے منکر ہیں۔ اور آنحضور صلعم کا بڑے بھائی جتنا ادب
جانتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی اسی قسم کے الزامات جن کا ثبوت ان بیچاروں کی نسبت نہ کسی نے آجتک دیا۔ اور
نہ دیکھا ہے حتی الوسع انکے سر تھوپنے میں کسر نہ رکھی۔ اور یہ جھوٹے الزام کچھ ایسے زبان زد ہو گئے۔ کہ عوام تو عوام
خواص بھی یہ افترا سنکر اہلحدیث کی نسبت بدظن ہونے لگے۔ لوگوں کے دلوں میں اس فرقہ کا ایسا نقشہ جم گیا۔ کہ جس
وقت لفظ وہابی یا غیر مقلد سنتے ہیں۔ انکے ذہن میں ان کی نسبت نہائیت ناگفتہ بہ خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمکو
خوب یاد ہے۔ کہ جبتک ہم اس مذہب کی اصل حقیقت سے واقف نہیں ہوئے تھے ہم بھی ایسا ہی سمجھتے تھے۔ اور
ان سے سخت نفرت کرتے تھے۔ حالانکہ جب تحقیق کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ہمارا خیال محض غلط تھا۔ وہ ہرگز ایسے
نہیں۔ بلکہ انکے مخالف فریق نے ازراہ تعصب و نفسانیت لوگوں کو انکی طرف سے نفرت دلانے اور عوام کالانعام
کو بھڑکانے کی غرض سے یہ بدشیوہ اختیار کیا ہے۔ میں ناچیز تو کیا کوئی بھی انصاف پسند حنفی اس ناپسند حرکت کو
پسند نہ کرے گا۔

پیارے بھائیو! میرا ہرگز یہ منشا نہیں۔ کہ میں اہلحدیث فریق کا طرفدار ہوں۔ ہاں یہ کہے بغیر بھی نہیں
رہ سکتا۔ کہ میں ان کا دامن ہر طرح کی آلائش سے پاک پاتا ہوں۔ اسلیئے میری انصاف پسندی مجبور کرتی ہے
کہ میں حق گوئی سے نہ چوکوں۔ بلکہ صاف گوئی سے کام لوں۔ بھائیو! کیا خوب ہوتا۔ کہ ہم جملہ اہل اسلام
اپنی متفقہ کوشش سے اسلام کی حمائیت پر کمربستہ رہتے۔ کاش! اس باہمی نزاع اور اپنے اس اسلامی بھائیوں
کی عیب گیری و نکتہ چینی کے خود اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر غور کرتے۔ تو ہرگز ایسی نازیبا حرکت ہم سے

رسالہ ابوسعید حنفی

سرزد نہ ہوتی۔ ہم بھی اس ادنیٰ سی مخالفت کو اعلیٰ ذریعہ اپنی جہالت کا نہ بنا لیتے۔ بلاشک ہماری کتب فقہ میں بھی اس قسم کے مسائل کہ جنمیں فریق اہلحدیث ہمسے مخالف ہے۔ اور وہ مسئلے صریح قرآن و حدیث کے خلاف معلوم ہوتے ہیں۔ صدہا ہیں۔ اگر ایک جگہ جمع کیے جاویں۔ تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ ان میں سے چند مسائل بطور نمونہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ اور ایسے مسائل کو بحیثیت مقلد ہونے کے ماننا اور عمل میں لانا ہمارا فرض ہے۔ پس ان کے بیان کرنے سے میرا مقصود صرف اسقدر جتلانا ہے کہ فریق اہلحدیث نے قرآن و حدیث کے لینے میں ہمسے کسقدر سبقت کی۔ اور ان فقہ کے مسائل سے انکار کر دیا۔ اس بنا پر ہمارے بعض کج فہم بھائی ان سے متنفر اور دور رہنے کی طرف مائل ہو گئے۔ اگرچہ ہمارا ان کا ان مسائل میں باہمی اختلاف ہے۔ مگر کوئی حق نہیں۔ کہ ہم انصاف کا ناحق خون کر کے انکو اہل سنت والجماعت سے خارج تصور کریں۔ اور ان کی دشنام دہی و تذلیل و تحقیر پر آمادہ ہوں۔ ہاں ہمارا یہ حق ہے۔ کہ اگر کسی مسئلہ میں شبہ لاحق ہو تو جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ نکال کر بغور دیکھیں۔ اور حق کو قبول کریں۔ **وما علینا الا البلاغ۔**

نمبر شمار	امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ کے مسئلے	فقہ کی جن کتابوں میں ہیں	اہل حدیث کے مسئلے	اہلحدیث کی جن کتابوں میں ہیں
۱	امام اعظم رح کے نزدیک ایمان نبیوں ولیوں۔ فرشتوں۔ بلکہ تمام نیکوں۔ بدوں۔ فاسقوں۔ فاجروں (یعنے چور۔ جواری۔ شرابی۔ زانی وغیرہ بدکاروں) کا برابر ہے۔ کسی کے ایمان میں کچھ کمی زیادتی نہیں۔	دیکھو فقہ اکبر صـ۱۱ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی صـ۱۰۵ شرح عقائد نسفی نولکشوری چھاپہ صـ۹	ہر ایک مومن کا ایمان موافق ان کے مدارج و عمل و عقیدہ کے کم زیادہ ہوتا ہے۔	قرآن مجید سورۃ فتح رکوع ۱ کہف ر ۲ مریم ر ۵ محمد ر ۲ توبہ ر ۱۶ آل عمران ر ۱۸ احزاب ر ۳ بقرہ انفال وغیرہ صحیح بخاری صحیح مسلم ابوداؤد ترمذی۔ نسائی ابن ماجہ مسند احمد موطا وغیرہ
۲	امام اعظم رح کے نزدیک مدینہ منورہ حرم (یعنی عزت کی جگہ نہیں ہے) مانند حرم مکہ معظمہ کے۔	دیکھو ترجمہ مشکوۃ شیخ عبدالحق حنفی دہلوی مطبوعہ نولکشور صـ۲۱۳	مدینہ منورہ حرم ہے۔ مانند حرم مکہ معظمہ کے۔	صحیح بخاری مسلم ابوداؤد۔ مشکوۃ نیل الاوطار

نمبر شمار	امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ کے مسئلے	فقہ کی جن کتابوں میں ہیں	اہل حدیث کے مسئلے	اہل حدیث کی جن کتابوں میں
۳	امام اعظم رح کے نزدیک ذمی جزیہ دینے والا اگر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دیوے۔ توبھی قتل کے لائق نہیں ہوتا۔	دیکھو ردالمختار دہلوی ص ۲۷۹ ہدایہ ج ۱ ص ۵۷۸ شرح وقایہ ص ۱۸۳ کنز ص ۱۹۲ مطبوعہ احمدی	نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا قتل کئے جانیکے لائق ہے	ابو داؤد۔ بلوغ المرام مسک الختام وغیرہ
۴	امام اعظم کے نزدیک ذمی جزیہ دینے والا اگر جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے۔ توبھی اس کا عہد ذمی ہونیکا نہیں ٹوٹتا۔	دیکھو ہدایہ ج ۱ ص ۵۷۸ شرح وقایہ ص ۱۸۳ کنز الدقائق ص ۱۹۲	ذمی اگر جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے۔ یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے۔ تو اس کا عہد ذمی ہونیکا ٹوٹ جاتا ہے۔	ابو داؤد۔ بلوغ المرام مسند احمد ج ۱ ص ۱۵ فتح الباری ج ۶ ص ۱۷۸
۵	امام اعظم رح کے نزدیک زانیہ عورت کی خرچی حلال ہے۔ اور جو اجرت دیکر زنا کرے اسپر حد شرعی بھی نہیں ہے	دیکھو چلپی حاشیہ شرح وقایہ ص ۲۹۸ قاضیخان ج ۴ ص ۸۴۶ کنز ص ۱۶۸	زانیہ عورت کی مزدوری حرام مردار ہے۔ اور ایسے زانی پر بھی برابر حد شرعی ہے۔	بخاری مسلم۔ ترمذی ابن حبان۔ نووی۔ زرقانی۔ مجمع البحار
۶	امام اعظم رح کے نزدیک جھوٹی گواہی گذران کر بیگانی عورت کے لینے اور اس سے صحبت کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہے۔	دیکھو ہدایہ ج ۱ ص ۲۹۳ و ج ۲ ص ۲۵ شرح وقایہ ص ۲۳۷ کنز ص ۲۵۰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۰ درالمختار ص ۳۸۴ قاضیخان ج ۳ ص ۱۱۰	جھوٹے گواہ گذران کر بیگانی عورت سے لینا اور اس سے صحبت کرنا قطعی حرام ہے۔	قران مجید۔ بخاری مسلم مشکوۃ
۷	امام اعظم رحمہ کے نزدیک اگر بیاہا ہوا کافر زنا کے جرم میں پکڑا جاوے۔ تو اس کو سنگسار نہ کرنا چاہیئے۔	دیکھو ہدایہ ج ۲ ص ۲۹۹ شرح وقایہ ص ۱۶۲ کنز ص ۱۶۵ درالمختار ص ۲۵۰ عالمگیری جلد ۲ ص ۵۱	بیاہا ہوا مرد یا عورت مسلمان ہو یا غیر مسلمان اگر زنا کے جرم میں پکڑے جاویں۔ تو دونوں کو سنگسار کریں۔	بخاری۔ مسلم۔ نووی

مسالہ ابو سعید حنفی

شیعان علی ذات کا نام

رسالہ ابوسعید حنفی

نمبر شمار	امام اعظم صاحب رح کے مسئلے	فقہ کی جن کتابوں میں ہیں	اہلحدیث کے مسئلے۔	اہلحدیث کی جن کتابوں میں ہیں
۸	امام اعظم رح کے نزدیک کتے کی بیع جائز ہے دیکھو ہدایہ ج ۲ ص ۸۵ شرح وقایہ ص ۲۲ کنز ص ۲۲۴	رد المختار ج ۴ ص ۱۲۴ عالمگیری ج ۳ ص ۴ قاضیخان ج ۳ ص ۳۳۹	کتے کی بیع مطلق حرام ہے۔	بخاری مسلم ترمذی نووی ابن حبان زرقانی مجمع البحار۔
۹	امام اعظم رح کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا درست ہے اور اس کا کھانا پینا حلال ہے دیکھو ہدایہ ج ۲ ص ۳۴۵	شرح وقایہ ص ۳۴۴ کنز ص ۲۴۵ ہدایہ ج ۴ ص ۱۳۴ رد المختار ص ۱۹ عالمگیری ج ۵ ص ۱۵۲	شراب کا سرکہ بنانا حرام ہے۔	مسلم۔ ترمذی۔ نووی۔
۱۰	امام اعظم رح کے نزدیک اگر قوت حاصل کرنے کی نیت سے شراب پی جاوے تو درست ہے۔ دیکھو ہدایہ ج ۲ ص ۴۸ کنز ص ۳۵۳	شرح وقایہ ص ۴۴۵ رد المختار ج ۵ ص ۲۹ عالمگیری ج ۵ ص ۱۱ قاضیخان ج ۴ ص ۲۶ مالا بد منہ	شراب ناپاک اور حرام قطعی ہے۔ خواہ کسی نیت سے پی جاوے۔ پینے والے پر حد شرعی آتی ہے۔	قرآن مجید و صحاح ستہ ابن حبان مشکوۃ زرقانی مجمع البحار۔ قاموس۔ میزان شعرانی وغیرہ
۱۱	امام اعظم رح کے نزدیک محرمات ابدی یعنی ماں۔ بہن۔ بیٹی خالہ۔ پھوپھی وغیرہ سے جان بوجھ کر نکاح اور صحبت کرے تو بھی اس پر حد شرعی نہیں آتی۔	دیکھو ہدایہ ج ۱ ص ۴۹ تحفۃ العجم کنز اردو ص ۱۷۵ ہدایہ مترجم فارسی ج ۲ ص ۳۴	محرمات ابدی سے نکاح کرنیوالا قتل کر دینے کے لائق ہے! ان کی حرمت قطعی ہے۔	قرآن مجید منتقی بخاری مسلم سنن اربعہ دارمی مشکوۃ وغیرہ
۱۲	امام اعظم کے نزدیک وضو میں عمامہ پر مسح کرنا درست نہیں ہے دیکھو ہدایہ ج ۱ ص ۳۱ کنز ص ۱۱ اردو منیۃ المصلی ص ۴۴ وغیرہ۔	شرح الوقایہ ص ۳۲ رد المختار ج ۱ ص ۱۸۱	وضو میں عمامہ پر مسح کرنا سنت ہے۔	بخاری مسلم۔ ترمذی طبرانی۔ نیل الاوطار
۱۳	امام اعظم رح کے نزدیک نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنی فرض نہیں ہے۔ نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا اور نماز خواہ جہری ہو یا سری۔	دیکھو ہدایہ شرح وقایہ در المختار منیہ قدوری کیدانی وغیرہ کی کتب الصلوۃ	نماز میں سورہ فاتحہ ہر حالت میں فرض ہے۔ خواہ کوئی نماز ہو۔ بغیر سورہ فاتحہ کے ہوتی ہی نہیں	صحاح ستہ مسند احمد تلخیص نووی بیہقی۔ دارقطنی موطا امام مالک تفسیر رحمانی حاکم جزء القراءۃ امام بخاری وغیرہ۔

نمبر شمار	امام اعظم صاحب رح کے مسئلے	فقہ کی جن کتابوں میں ہیں	اہل حدیث کے مسئلے	اہل حدیث کی جن کتابوں میں ہیں
۱۴	امام اعظم رح کے نزدیک نماز میں آمین پکار کر کہنی مکروہ ہے نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی۔ یا اکیلا	دیکھو فتاوی عالمگیری ج ۱ صفحہ ۳۹ ہدایہ ج ۱ صفحہ … جامع الرموز ج ۱ صفحہ ۶۸ محیط	جہری نماز میں آمین پکار کر کہنی سنت ہے۔ نمازی خواہ کیسا ہی ہو۔	بخاری مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ ابوداؤد۔ دارمی مالک ابن خزیمہ حاکم ابن حبان دارقطنی مشکوۃ بلوغ المرام
۱۵	امام اعظم رح کے نزدیک رفع الیدین کرنا وقت رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے اور تیسری رکعت میں ہاتھ باندھنے کے درست نہیں ہے	دیکھو ہدایہ شرح الوقایہ منیہ۔ کیدانی قدوری وغیرہ کی کتاب الصلوۃ	رفع الیدین کرنا رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے اور دوسری رکعت سے اٹھکر ہاتھ باندھنے کے وقت سنت ہے۔	صحاح ستہ مسند۔ احمد دارمی مشکوۃ جزو رفع الیدین تنویر العینین بلوغ المرام وغیرہ۔ بخاری
۱۶	امام اعظم رح کے نزدیک قومہ یعنی رکوع سے اٹھکر سیدھا کھڑا ہونا اور قعود یعنی پہلے سجدہ سے اٹھکر سیدھا بیٹھنا اور جلسہ استراحت یعنی پہلی اور تیسری رکعت میں دونوں سجدوں سے اٹھکر سیدھا بیٹھکر کھڑا ہونا کوئی بھی فرض نہیں ہے۔	دیکھو ہدایہ ج ۱ صفحہ ۱۰۷ شرح وقایہ صفحہ ۳۹ ردالمحتار ج ۱ صفحہ ۴۳۱ عالمگیری صفحہ ۲۶ وقایہ صفحہ ۲۷ کنز الدقائق قدوری وغیرہ	نماز میں قومہ۔ قعود۔ جلسہ۔ استراحت فرض ہے۔	بخاری مسلم۔ ترمذی نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ مشکوۃ۔ دارمی۔ بلوغ المرام وغیرہ
۱۷	امام اعظم رح کے نزدیک نماز کو آہستگی سے پڑھنا فرض نہیں ہے۔	دیکھو ہدایہ ج ۱ صفحہ … عالمگیری ج ۱ صفحہ … وغیرہ	نماز کو آہستگی سے ٹھیر ٹھیر کر پڑھنا فرض ہے۔	صحاح ستہ۔ مشکوۃ بلوغ المرام وغیرہ۔
۱۸	امام اعظم رح کے نزدیک فجر کی سنتیں جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد مسجد کے دروازہ پر پڑھکر جماعت میں شامل ہونا چاہیئے	دیکھو ہدایہ ج ۱ صفحہ ۱۱۱ شرح وقایہ صفحہ ۵ کنز صفحہ … ردالمحتار صفحہ … عالمگیری ج ۱ صفحہ ۴۳	جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیئے اس وقت سوائے فرض کے کوئی نماز نہیں ہوتی۔	مسلم۔ نووی۔ مشکوۃ
۱۹	امام اعظم کے نزدیک ایک رکعت وتر پڑھنا جائز نہیں ہے۔	دیکھو ہدایہ ج ۱ عینی ج ۱ صفحہ ۸۲۴ وغیرہ	ایک رکعت وتر پڑھنا واجب ہے۔ اور تین پانچ وغیرہ بھی درست ہیں۔	صحاح ستہ نیل۔ نووی طحاوی مشکوۃ۔ زرقانی وغیرہ

اسالہ ابوسعید منفی

شعبان علی ذان کا م

نمبر شمار	امام اعظم صاحبؒ کے مسئلے	فقہ کی جن کتابوں میں ہیں۔	اہل حدیث کے مسئلے	اہلحدیث کی جن کتابوں میں
۲۰	امام اعظمؒ کے نزدیک جو شخص تین رکعت وتر پڑھے اس کو چاہیئے۔ کہ دو رکعت پڑھکر تشہد میں بیٹھے	دیکھو عینی ج ۱ صفحہ ۲۵۰	اگر تین رکعت وتر پڑھے۔ تو چاہیئے کہ آخر میں صرف ایک ہی تشہد پڑھے اور سلام پھیرے۔	زرقانی حاکم۔ ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل
۲۱	امام اعظم رح کے نزدیک گاؤں میں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے۔	دیکھو ہدایہ ج ۱ صفحہ ۱۴۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۵ کنز صفحہ ۴۴ درالمختار صفحہ ۵۴۱ عالمگیری ج ۱ صفحہ ۵۲	گاؤں میں بھی ضرور جمعہ پڑھنا چاہیئے۔ فرض ہے۔	قرآن مجید مسلم مؤطا نیل بیہقی۔ حجۃ اللہ البالغہ۔ ابوداؤد وغیرہ
۲۲	امام اعظم رح کے نزدیک اندھے کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ ہے۔	دیکھو ہدایہ ج ۱ صفحہ ۸۱ شرح وقایہ صفحہ ۱۴ کنز صفحہ ۲۹ ردالمختار ج ۱ صفحہ ۳۷۶ عالمگیری ج ۱ صفحہ ۳۱	اندھے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔	ابوداؤد۔ مسند احمد منتقی ابن حبان ابویعلی نیل الاوطار وغیرہ
۲۳	امام اعظم رح کے نزدیک نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنی چاہیئے دیکھو قاضیخان ج ۱ صفحہ ۹۳ ردالمختار ج ۱ صفحہ ۵۸۶	عالمگیری ج ۱ صفحہ ۵۹ شرح وقایہ صفحہ ۱۰ وغیرہ	نماز جنازہ میں بھی ضرور سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔	صحاح ستہ قسطلانی مالک مسند شافعی وغیرہ
۲۴	امام اعظم رح کے نزدیک بچہ کو ڈھائی برس تک ماں کا دودھ پلانا حلال ہے۔ دیکھو ہدایہ ج ۱ صفحہ ۲۴	شرح وقایہ صفحہ ۱۰۶ کنز صفحہ ۱۰۸ ردالمختار ج ۲ صفحہ ۴۰۳ عالمگیری ج ۱ صفحہ ۱۲۳	بچہ کو دو برس سے زیادہ دودھ پلانا حرام ہے۔	قرآن مجید س احقاف س ۲ س بقر س لقمان س ۲ جملہ تفاسیر قدیم۔ دارقطنی نووی ترمذی۔ ابن عدی نیل المرام وغیرہ
۲۵	امام اعظم رح کے نزدیک عقیقہ کرنا جائز نہیں۔ بلکہ مکروہ ہے۔	دیکھو فتاوی عالمگیری ج ۵ صفحہ ۱۳۲ جامع الصغیر بدائع۔	عقیقہ کرنا بچہ کا ساتویں روز پیدائش کے دن سے سنت ہے۔	ابوداؤد ابن خزیمہ مسند احمد نسائی ابن ماجہ۔ ترمذی ابو حاکم ابن حبان بلوغ المرام مشکوۃ

نمبر شمار	امام اعظم رح صاحب کے مسئلے	فقہ کی جن کتابوں میں ہیں	اہل حدیث کے مسئلے	اہل حدیث کی جن کتابوں میں ہیں۔
۲۶	امام اعظم رح کے نزدیک فرض روزہ کی نیت بجائے رات کے دن کو زوال کے وقت تک کر سکتے ہیں۔	دیکھو ہدایہ ج ۱ صفحہ ۲۱۳ شرح وقایہ صفحہ ۱۵۲ کنز صفحہ ۶۵ رد المختار ج ۲ صفحہ ۸۱ عالمگیری ج ۱ صفحہ ۱۰۷ قاضیخان ج ۱ صفحہ ۹۷	فرض روزہ کی نیت جبتک کہ رات سے نہ کی جاوے۔ روزہ ہرگز نہیں ہوتا۔	ترمذی. نسائی۔ ابوداؤد ابن ماجہ مسند احمد دارمی دارقطنی مشکوۃ بلوغ المرام ابن خزیمہ ابن حبان
۲۷	امام اعظم رح کے نزدیک اگر کسی کی چیز پڑی ہوئی ملجاوے۔ تو بجائے سال بھر کے صرف چند روز ہی اسکا مشتہر کرنا کافی ہے۔	دیکھو ہدایہ ج ۲ صفحہ ۵۲۴ وغیرہ	اگر کسی کی چیز پڑی ہوئی مل جاوے۔ تو اس کو برابر ایک سال تک مشتہر کرنا چاہیئے۔	بخاری مسلم۔ ابوداؤد نسائی مشکوۃ نیل الاوطار وغیرہ
۲۸	امام اعظم رح کے نزدیک اگر کسی کا کھویا ہوا اونٹ ملجاوے۔ تو اس کا پکڑ رکھنا بھی جائز ہے۔	دیکھو ہدایہ ج ۲ صفحہ ۵۴۳ شرح وقایہ صفحہ ۱۸۶ رد المختار ج ۳ صفحہ ۳۲۲ عالمگیری ج ۲ صفحہ ۹۸ کنز الدقائق صفحہ ۱۶۴	اگر کسی کا کھویا ہوا اونٹ مل جاوے۔ تو اس کو پکڑنا ہرگز جائز نہیں۔	بخاری مسلم۔ ابوداؤد نسائی۔
۲۹	امام اعظم رح کے نزدیک اگر کوئی شہر والا اپنی قربانی نماز عید سے پہلے کرنی چاہے۔ تو قربانی کے جانور کو شہر سے باہر بھیجدے اس حیلہ سے نماز صبح سے پہلے ہی کر سکتا ہے۔	دیکھو ہدایہ مترجم ج ۴ صفحہ ۷۹	نماز عید سے پہلے قربانی ہرگز جائز نہیں۔ خواہ شہر والا کرے یا گاؤں والا	بخاری مسلم مشکوہ بلوغ المرام وغیرہ
۳۰	امام اعظم رح کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنی زمین کسی کو کھیتی کرنے کیواسطے دیوے۔ تو اس کی پیداوار سے تہائی چوتھائی حصہ مقرر کرکے جائز نہیں ہے۔	دیکھو ہدایہ ج ۴ صفحہ ۵۰ شرح وقایہ صفحہ ۲۴۳ کنز الدقائق صفحہ ۳۳۱ رد المختار ج ۵ صفحہ ۱۴۴ عالمگیری ج ۵ صفحہ ۹۰	اپنی زمین کسی کو بونے کے واسطے تہائی یا چوتھائی حصہ پیداوار پر مقرر کر کے دینا درست ہے۔	بخاری مسلم۔ نووی۔ ابن خزیمہ

ناظرین! میں نہیں جانتا۔ کہ ہمارے حنفی مذہب کے یہ قیاسی مسئلے کس کس آئت اور حدیث سے لئے گئے ہیں۔!

نمبر شمار	حنفی مذہب کے مسئلے	فقہ کی جن کتابوں میں ہیں۔
۳۱	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ فرض کرو اگر کسی شخص نے حضرت ابوبکر صدیق۔ یا حضرت عمر۔ یا حضرت عثمان۔ یا حضرت علی رضؓ کو شہید کر دیا۔ تو بھی وہ مسلمانی سے باہر نہیں نکلتا ہے۔	دیکھو شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی صفحہ ۸۶
۳۲	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ فرض کرو اگر کوئی شخص حضرت امام حسینؑ کے شہید کر دینے کا حکم دیدے۔ تو بھی ایسا شخص کافر نہیں کہا جا سکتا ہے۔	دیکھو شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۸۸
۳۳	حنفی مذہب میں ہے کہ اگر کسی کی نکسیر بند نہ ہوتی ہو۔ اسکی پیشانی پر خون یا پیشاب سے قرآن مجید لکھنا جائز ہے۔ فتاوی سراجیہ ج ۳ صفحہ ۳۱۔	دیکھو ردالمختار ج ۱ صفحہ ۱۴۰ قاضیخان ج ۱ صفحہ ۳۶۴ عالمگیری ج ۵ صفحہ ۱۳۴
۳۴	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر بکری کا بچہ سورنی کے دودھ سے پالا جاوے۔ تو اس کا کھانا حلال ہے۔	دیکھو غایتہ الاوطار ترجمہ اردو درالمختار ج ۴ صفحہ ۱۹۶
۳۵	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ گدھی کا دودھ پاک ہے۔ اور اسی کو صحیح کہا گیا ہے۔	دیکھو منیتہ المصلی مترجم اردو صفحہ ۵۹
۳۶	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ قاضی ابو یوسف کے نزدیک سور کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کی بیع جائز ہے۔ اور اس پر نماز پڑھنی بھی درست ہے	دیکھو منیتہ المصلی مترجم اردو صفحہ ۵۳ و صفحہ ۶۸ و ہدایہ ج ۱ صفحہ ۲۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۴۱
۳۷	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کتا۔ گیدڑ وغیرہ حرام جانور بسم اللہ پڑھکر ذبح کئے جاویں۔ تو پاک ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی کھال پر نماز پڑھنی درست ہے۔	دیکھو فتاوی قاضیخان ج ۱ صفحہ ۱۱ منیتہ المصلی مترجم اردو صفحہ ۵۴
۳۸	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ ذبح کئے ہوئے کتے بھیڑیئے وغیرہ حرام جانوروں کی ہڈیوں کا ہار پہنکر نماز پڑھنی درست ہے۔	دیکھو منیتہ المصلی مترجم اردو صفحہ ۵۴

فقہ کی جن کتابوں میں ہیں۔	حنفی مذہب کے مسئلے	نمبر شمار
دیکھو ہدایہ ج۱ ص۲۲ شرح وقایہ ص۱۱۵	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ ذبح کیئے ہوئے کتے وغیرہ حرام جانوروں کی کھال پہنکر نماز پڑھنی درست ہے۔	۳۹
دیکھو ہدایہ ج۱ ص۹۲ شرح وقایہ ص۴۳ کنز ص۳۰	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر نماز میں سلام پھیرنے کی بجائے جانکر گوز مار دے۔ تو درست ہے۔ نماز ہو جاتی ہے۔	۴۰
دیکھو قاضیخان ص۲۶ غایۃ الاوطار ص۷	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی دبر میں انگلی وغیرہ اسطرح پر داخل کرے۔ کہ اس کا کنارہ باہر رہے۔ اگر وہ خشک نکلے۔ تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔	۴۱
دیکھو قاضیخان ص۱۶ منترجم منیۃ المصلی ص۶۳	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر ہاتھ پر کوئی ناپاکی مثل شراب ومنی وغیرہ کے لگ جاوے۔ تو اس کو تین بار چاٹ لینے سے ہاتھ پاک ہو جاتا ہے۔	۴۲
دیکھو قاضیخان ج۱ ص۱۱۵	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر شراب کو کھانیکی ہانڈی میں ڈالیں۔ یا شراب میں کوئی کھانے کی چیز ڈال کر کچھ سرکہ ملادیں جب وہ ترش ہو جاوے۔ تو اس کا کھانا درست ہے۔	۴۳
دیکھو قاضیخان ج۱ ص۱۴۱	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر شراب کے مٹکے میں چوہا پڑجاوے اور پیٹ پھٹنے سے پہلے نکال لیا جاوے۔ تو اس شراب کا سرکہ بنا کر کھا لینا درست ہے۔	۴۴
دیکھو ہدایہ ج۳ ص۹۶ وغیرہ	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ جس ملک کے کافروں سے مسلمانوں کی لڑائی ہو۔ ان سے مسلمانوں کو سود کھانا درست ہے۔	۴۵
دیکھو قاضیخان ج۱ ص۱۰۱ غایۃ الاوطار ج۱ ص۵۱۵	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ مشت زنی کرنیسے روزہ نہیں ٹوٹتا۔	۴۶
دیکھو قاضیخان ج۱ ص۱۰۱ فتاوی برہنہ ج۲ ص۱۸و۱۹ ردالمختار	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر تسکین کیغرض سے مشت زنی کی جاوے۔ تو درست ہے۔	۴۷
دیکھو قاضیخان ج۱ ص۱۰۱ وص۱۰۵ ومنیۃ المصلی مترجم اردو ص۹	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص چوپائے یا مردہ عورت یا چھوٹی بچی سے بدفعلی کرے۔ اور انزال نہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اسپر غسل بھی واجب نہیں ہوتا۔	۴۸

رسالہ ابوسعید حنفی

رسالہ ابوسعید حنفی

نمبر شمار	حنفی مذہب کے مسئلے۔	فقہ کی جن کتابوں میں ہیں۔
۴۹	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر روزہ کی حالت میں عورت سے صحبت کرے۔ اگر کپڑا سخت رہے۔ تو اسپر نہ روزہ کی قضا لازم ہے۔ اور نہ غسل آتا ہے۔	دیکھو فتاویٰ برہنہ ج ۲ ص ۱۸
۵۰	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کوئی غیر مکلف مرد مکلفہ عورت سے زنا کرے۔ تو ان دونوں پر مطلق حد شرعی نہیں ہے۔	دیکھو غایۃ الاوطار ج ۲ ص ۲۱۶
۵۱	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ عورت کی فرج (پیشاب گاہ) کی رطوبت (اندر کا پانی) پاک ہے۔	دیکھو غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۱۵۱ و ص ۱۶۲
۵۲	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کسی کے پاس رہن رکھدے۔ اور مرتہن اس سے زنا کرے۔ تو اسپر حد شرعی نہیں۔ اگرچہ وہ جانتا بھی ہو۔ کہ یہ لونڈی مجھپر حرام ہے۔	دیکھو ہدایہ مترجم فارسی ج ۲ ص ۳۰۲ و ۳۰۳
۵۳	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ روزہ کی حالت میں اگر سوئی ہوئی عورت سے جماع کیا جاوے۔ تو دونوں پر روزہ کا کفارہ دینا نہیں آتا ہے۔	دیکھو قاضیخان ج ۱ ص ۱۰۱ و غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۵۱۵ وغیرہ
۵۴	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر ایک شخص ملک مغرب میں اور ایک عورت ملک مشرق میں ایک سال کی مسافت پر رہتے ہوں۔ ان دونوں کا نکاح کیطرح پڑھا دیا گیا۔ اب اگرچہ اس مرد مغربی کو اس عورت مشرقی سے صحبت کرنیکی نوبت نہیں آئی۔ پھر بھی تاریخ نکاح سے چھ ماہ بعد ہی اگر وہ عورت بچہ جنے۔ تو وہ بچہ صحیح النسب تصور کیا جاویگا۔ اور بلکہ اس مرد کی کرامات سمجھی جاوے گی۔	دیکھو غایۃ الاوطار ج ۲ ص ۲۴۲ و فتح القدیر ج ۲ ص ۳۳۸
۵۵	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ روزہ کی حالت میں اگر دیوانی عورت سے جماع کیا جاوے۔ تو دونوں پر کفارہ دینا نہیں آتا۔	دیکھو قاضیخان ج ۲ ص ۱۰۱ غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۵۱۵

نمبر شمار	حنفی مذہب کے مسئلے	نقل کی جن کتابوں میں ہیں۔
۵۶	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص آدمی کے بچہ کو گود میں لیکر نماز پڑھے۔ تو مکروہ ہے۔ ہاں اگر کتے کے پلے کو یا ذبح کرکے اسکے گوشت کو لیکر نماز پڑھے۔ تو درست ہے۔	دیکھو منیۃ المصلی مترجم فارسی صـ۳۷ و صـ۱۶۳ وکیدانی و صلوٰۃ الرحمن صـ۵۳ و صـ۹۴ و قاضیخان وغیرہ
۵۷	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر گونگا زنا کرے۔ تو اسپر حد شرعی نہیں۔	دیکھو غایۃ الاوطار ج ۲ صـ۱۴ وغیرہ
۵۸	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر انڈا مرغی کے پیٹ سے نکلتے ہی کسی کے پانی یا شوربے میں گر پڑے۔ یا کسی مردار بکری میں سے بچہ یا کہیں نکلکر کسی کے پانی یا شوربے میں گر پڑے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔	دیکھو منیۃ المصلی مترجم فارسی صـ۴۷ صلوٰۃ الرحمن صـ۵۴
۵۹	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر مرد نے اپنی دبر میں یا عورت نے اپنے فرج میں انگلی یا لکڑی چلائی۔ اور وہ سوکھی نکلی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔	دیکھو غایۃ الاوطار ج ۱ صـ۵۱۱ وغیرہ
۶۰	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کسی نے ذکر کو چھو لیا۔ تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔	دیکھو غایۃ الاوطار ج ۱ صـ۶۹ و نور الہدایہ وغیرہ۔
۶۱	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کسی چارپایہ کے فرج کو ہاتھ لگایا۔ اور انزال ہوگیا۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔	دیکھو غایۃ الاوطار ج ۱ صـ۵۱۵ وغیرہ
۶۲	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر عورت سے فرج کے سوا اور جگہ مثلاً بغل۔ ران۔ ناف وغیرہ میں وطی کی اور انزال نہ ہوا۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔	دیکھو غایۃ الاوطار ج ۱ صـ۵۱۱ و ۱۱۵ و کنز وغیرہ
۶۳	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے بار بار کسی عورت کی شرمگاہ کیطرف نظر کی۔ اور انزال ہوگیا۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔	دیکھو غایۃ الاوطار ج ۱ صـ۵۰۹
۶۴	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر نماز کی حالت میں کتے بلی کو چمکار لیوے۔ یا گدھے کو ہانک لیوے۔ تو بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔	دیکھو بحر الرائق وغیرہ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما لا الخ

رسالہ ابوسعید حنفی

نمبر شمار	حنفی مذہب کے مسئلے۔	نقہ کی جن کتابوں میں ہیں۔
٦٥	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ وہ کوا جو دانہ کھاتا ہے۔ اور وہ کوا جو مردار اور دانہ دونوں کو کھاتا ہے۔ حلال ہے۔ بلکہ ایک قول میں ہے کہ چمگادڑ بھی حلال ہے۔	دیکھو نور الہدایہ مترجم اردو شرح وقایہ ج ۴ ص ۵۹ و ۵۸ و عینی و عالمگیری وغیرہ۔
٦٦	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ ایک درم برابر نجاست غلیظ مثل پاخانہ پیشاب وخون وغیرہ یا مثل پیشاب گدہے وبلی وچوہے۔ وغیرہ کے لگ جاوے تو نماز ہو جاتی ہے۔ اور اگر انگلی پر گوہ لگ جاوے۔ تو چاٹ لینے سے پاک ہو جاتی ہے۔	دیکھو نور الہدایہ ص ۶۹ و غایۃ الاوطار ص ۱۵۰ وغیرہ
٦٧	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کسی کی لکڑیاں یا گھاس چرا لاوے۔ یا دودھ یا گوشت چرا لاوے۔ یا میوہ یا کھڑی کھیتی چرا لاوے۔ یا مسجد کا دروازہ چرا لاوے۔ یا کسی کا قرآن چرا لاوے۔ یا کسی کا لڑکا چرا لاوے۔ یا کسی کا مال لوٹ لاوے۔ یا کفن چرا لاوے۔ یا بیت المال سے چوری کر لاوے۔ تو ان تمام چیزوں کے چور کو شرعی سزا نہ دیجاوے گی۔ اس کے ہاتھ نہ کاٹیں گے۔	دیکھو نور الہدایہ مترجم اردو شرح وقایہ ج ۲ ص ۱۲۴ و ص ۱۲۵ مطبوعہ نظامی کانپور وغیرہ
٦٨	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص بسم اللہ شریف کے قرآن کی آیت ہونے سے انکار کر دے۔ تو بھی وہ مسلمان ہی رہتا ہے۔	دیکھو غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۲۲۹ و نور الانوار مع شرح ص ۹
٦٩	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر ذبح کی ہوئی بکریوں کے گوشت میں مردار بکریوں کا گوشت ملجاوے۔ تو بھی ان کا کھا لینا درست ہے۔ دیکھ بھال کر کھا لیوے۔	دیکھو نور الہدایہ اردو۔ شرح وقایہ ص ۱۳۴
٧٠	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر جنبی آدمی یا حائضہ عورت بے غسلی ناپاکی کی حالت میں قرآن مجید کو دعا کی نیت سے پڑھلیں یا کم پوری آیت سے قرآن سمجھ کر ہی پڑھیں تو درست ہے جائز ہے	دیکھو منیۃ المصلی مترجم فارسی ص ۲۶ و نور الانوار مع شرح قمر الاقمار ص ۷
٧١	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کسی نے نابالغ لڑکی سے نکاح کیا۔ اور صحبت کر کے طلاق دیدی۔ اور بعد گذرنے عدت کے بالغ ہو کر اس لڑکی نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ اب اس شوہر اول کو باوجود اس سے صحبت کر کے طلاق دینے کے اس اپنی مطلقہ عورت کی لڑکی سے بھی نکاح کر لینا جائز ہے۔ ایسا ہی اگر کسی نابالغ لڑکے نے اپنے باپ کی جورو سے نکاح کیا۔ تو باپ پر بھی وہ عورت حلال ہے حرام نہ ہوگی۔	

نمبر شمار	حنفی مذہب کے مسئلے۔	نقل کی جن کتابوں میں ہیں۔
۷۲	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ تصویر کا نماز کی حالت میں پیچھے کیطرف یا پیر کے نیچے ہونا مکروہ نہیں۔ بلکہ اگر تصویر دار کپڑا پہنکر نماز پڑھے۔ تو بھی جائز ہے۔	دیکھو نور الہدایہ ج ا ص ۱۲۶
۷۳	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اصیل عورت کو زبردستی باندی بنا کر زنا کرنیسے حد شرعی نہیں آتی۔	دیکھو غائیتہ الاوطار ج ۲ ص ۴۱۶
۷۴	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر ڈوم ڈفالی بغیر مقرر کئے اجرت لیوے یا شادی بیاہوں میں لیوے۔ تو جائز ہے۔	دیکھو غائیتہ الاوطار ج ۴ ص ۳۴
۷۵	حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر امام یا خلیفہ زنا کے جرم میں پکڑے جاویں۔ تو ان پر حد شرعی نہیں ہے۔	دیکھو غائیتہ الاوطار ج ۲ ص ۱۷

اندکے باتو بگفتم و بدل ترسیدم ؎ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

الملتمس احقر ابو سعید عفی عنہ حنفی المذہب } موٹ ہر شخص کو اس کے چھپوانے اور شایع کرنیکا مجاز ہے۔

مطبوعہ شانتی سٹیم پریس راولپنڈی ط

---

(۴) کتاب ادب الدنیا والدین تالیف العالم العلامتہ البحر الفہامتہ الامام الکبیر المحقق الشہیر اقضی القضاۃ ابی الحسن علی بن محمد بن حبیب البصری الماوردی مطبوعہ مصر صفحہ ۴۴ سطر ۱ میں ہے
عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ احس علے المنبر بریح خرجت منہ فقال ایہا الناس انی قد مثلت بین ان اخافکم من اللہ تعالیٰ وبین ان اخاف اللہ فیکم فکان ان اخاف اللہ فیکم احب الی الا وانی قد فسوت وہا انا نازل اعید الوضوء ترجمہ حضرت عمر سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے منبر پر اپنے شکم سے خروج ہوا کا احساس فرما کر حاضرین کو کہا۔ کہ میری مثال اس شخص کی ہے۔ کہ تمہیں خوف دلانے۔ اور خود خوف خدا کرنے میں مبتلا ہو۔ پس میں اپنے نفس کو خوف خدا دلانا پسند کرتا ہوں۔ پس خبردار ہو تم کہ میں نے فُسّ کی ہے۔ اور اعادہ وضو کیلئے منبر سے اترتا ہوں۔
کتاب عرو من الاخیار المنتخب فی ربیع الابرار صفحہ ۱۸۷ میں ہے۔ افلتت من معاویۃ ریح

حضرت عمر کا منبر پر (پاد) فسوہ

على المنبر فقال ايها الناس ان الله خلق ابدانا وجعل فيها ارواحا فمتى يتمالك الناس ان لا تخرج منهم فقال صعصعة بن صوحان فقال اما بعد فان خروج الارواح فى المتوضائت سنة وعلى المنابر بدعة واستغفر الله لى ولكم۔ ترجمہ معاویہ نے بروز جمعہ درمیان خطبہ منبر پر پدمارا پھر خطبہ چھوڑ کر یوں گویا ہوا۔ اے حاضرین خداوند عالم نے ابدان کو پیدا کر کے انمیں ریح کو پیدا کیا۔ پس آدمی کسطرح اس ہوا کو روک سکتے ہیں۔ پس صعصعہ بن صوحان نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ ہوا کا خارج کرنا پاخانہ میں سنت۔ اور منبر نبوی پر بدعت ہے! اور میں خدا سے اپنی اور تمہاری مغفرت کا خواستگار ہوں۔ صواعق محرقہ صفحہ ۸۴ سطر ۳ اخرج ابن سعد عن شداد قال كان اول كلام تكلم به عمر حين صعد المنبر انه قال اللهم انى شديد فليّنى وانى ضعيف فقوّنى وانى بخيل فسخّنى ترجمہ حضرت عمر نے اپنی خلافت کے بعد منبر پر پہلے پہل جن کلمات کو تلفظ فرمایا۔ وہ یہ ہیں۔ خداوندا میں سخت طبیعت ہوں مجھے نرمی عطا کر اور میں کمزور ہوں مجھے قوت عطا کر۔ اور میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دے۔ اور تاریخ الخلفاء سیوطی مذکور صفحہ ۹۸ سطر ۲۷ میں ہے حضرت عمر نے واپس آکر حفصہ سے کہا۔ کہ مجھ پر ایک مشکل آن پڑی ہے۔ اس کو حل کر دو۔ یہ بتلاؤ۔ کہ عورت کو مرد کی خواہش کتنی مدت تک نہیں ہوتی۔ آپ نے شرم کے مارے اپنا سر جھکا لیا حضرت عمر نے فرمایا۔ کہ خداوند تعالے حق بات میں شرم نہیں کرتا حضرت حفصہ نے بمجبوری ہاتھ کے اشارے سے بتلایا۔ کہ تین یا چار ماہ۔ چنانچہ حضرت عمر نے حکم دیدیا۔ کہ کوئی شخص چار ماہ سے زیادہ میدان جنگ میں حاضر نہ رہے فی الجملہ ان روایات کے پیش کرنے سے ہمارا یہ مطلب نہیں۔ کہ منبر نبوی پر پاد نے والا اور اپنی ہوائے شکم کی بندش پر قدرت نہ رکھنے والا۔ اور کوئی باحیا علم کا پتلا۔ اپنی دختر نیک اختر سے مسائل دینی حل کرانے والا۔ اور اپنے بخل اور قساوت قلبی وجبن کا اعتراف کرنیوالا خلافت نبوی کا اہل ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ بلکہ ان روایات کو پیش کرنے میں ہمارا یہ مقصد ہے۔ کہ ہمارے مخاطب حضرات کے پیشوا ہمیشہ منبر پر رونق افروز ہو کر اپنے عیوب سے لوگوں کو واقف فرماتے تھے۔ لیکن ان کے پیرو اپنے عیوب سے اغماض فرما کر خاندان رسالت کی توہین کمر بستہ ہو کر منہمک ہیں۔ بس ایسے حضرات جو اپنے بزرگوں کی سیرت پر کاربند نہیں۔ ان کے مقابلہ میں بولنا عقلمندی سے بعید ہے حضرت۔ میں نے آپ کی تقریر سنی۔ اور سمجھی۔ لیکن یہ تو بتایئے۔ کہ آپ کے مذہب کا موجد

عبداللہ بن سبا یہودی۔ اور ہمارے مذہب کا بانی خلیفہ و یار غار رسول خدا و صدیق اکبر ہے جن
کو فرط محبت کے باعث رسول خدا نے مرنے کے بعد بھی اپنے پہلو میں جگہ دی پس ماخذ یہودیت اور
مخزن صدیقیت میں بعد بعید اور تفاوت شدید ہے۔

نجمیہ۔ صبا جان کوئی دعوی بغیر ثبوت اور دلیل قابل التفات و لائق جواب نہیں ہوتا۔ تاہم میں بغرض
احقاق حق و ابطال باطل تمہاری تقریر پر روشنی ڈالتا ہوں۔ ہمارے علماء شیعہ اثنا عشریہ اپنے
کتب میں لکھتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن سبا یہودی کو شہسوار عرصۂ حق و تاجدار خلافت مطلق امیر المومنین
علی مرتضےٰ روحی و ارواح المومنین لہ الفداء نے اپنے زمانہ خلافت میں قتل کر دیا تھا۔ چنانچہ
مناقب آل ابیطالب تالیف محمد بن علی ماژندرانی مطبوعہ بمبئی جلد ثانی صفحہ ۱۲ سطر ۲ میں ہے۔

عن عبد اللہ بن سنان ان عبد اللہ بن سباء کان یدعی النبوۃ ویزعم
ان امیر المومنین علیہ السلام ھو اللہ فبلغ ذلک امیر المومنین علیہ السلام
فدعاہ وسألہ فاقر بذالک وقال انت ھو فقال لہ ویلک قد سخر منک
الشیطان فارجع عن ھذا ثکلتک امک وتب فلما ابی حبسہ واستتابہ ثلاثۃ
ایام فاحرقہ بالنار۔ ترجمہ عبداللہ بن سنان سے مروی ہے۔ کہ عبداللہ بن سبا نبوت کا مدعی۔ اور
امیر المومنین علی مرتضےٰ کی الوہیت کا معتقد تھا پس جب امیر المومنین کو عبداللہ بن سبا کے اس اعتقاد
کی خبر پہنچی۔ تو آپ نے اُسے بلا کر اس امر کی دریافت فرمائی اُس نے اعتراف کیا۔ اور کہا کہ آپ معبود برحق
ہیں۔ پس کہا علی مرتضےٰ نے اس سے افسوس ہے تجھ پر تحقیق شیطان تم سے تمسخر کرتا ہے۔ تیری ماں تیرے
ماتم میں روئے۔ اس عقیدہ سے باز آ جاؤ۔ اور توبہ کر پس جب اس نے انکار کیا۔ آپ نے اُسے قید کیا۔ اور
تین روز متواتر اُسے توبہ کی ہدایت کی پس جب وہ تائب نہ ہوا۔ تو اس کو آگ میں جلا دیا۔ اور
کتاب لسان الصادقین فی شرح الاربعین تصنیف سید علی حسین صاحب زنگی پوری مطبوعہ مطبع اثنا عشری
سید عابد علی صفحہ ۲۴۴ ذیل تفسیر زندیق میں لکھا ہوا ہے۔ قیل ھم قوم من السبائیۃ اصحاب
عبد اللہ بن سباء اظہر الاسلام ابتغاء لفتنۃ وتضلیلا للاسلام فسعی اولا
باثار الفتنۃ ثم رجع الی الشیعۃ واخذ فی تضلیل جہالھم حتی اعتقدوا
فی علی للعبودیۃ فاستتابہم علی فلم یتوبوا فاحرقہم مبالغۃ فی النکائیتہ ترجمہ
کہا گیا ہے۔ کہ زندیق ایک قوم سبائیہ اصحاب عبداللہ بن سبا میں سے ہیں۔ جس نے بغرض فتنہ
قایم کرنے کے اظہار اسلام کیا۔ پھر جہال شیعہ کی طرف رجوع کر کے امیر المومنین علی المرتضےٰ کی

امیر المومنین علی مرتضےٰ کا عبداللہ بن سبا کو جلانا۔

مقاتل مفسر یہود و نصاریٰ سے علم قرآن اخذ کرتا تھا

الوہیت کا انہیں سبق دیا۔ جب علی مرتضےٰ کو اس ادعا کی خبر ہوئی۔ تو آپ نے عبداللہ بن سبا اور اس کی جماعت کو توبہ کیلئے حکم دیا۔ جب انہوں نے انکار کیا۔ تو آپ نے بغرض تہدید شدید ان سب کو آگ میں جلا دیا۔ پس جس قوم کو شیعہ کے ہادی و پیشوا علی المرتضےٰ نے بوجہ جہالت و ضلالت آگ میں جلا دیا تھا۔ اس قوم کیطرف غلامان و پیروان علی مرتضےٰ کو منسوب کرنا ضالین و مضلین ہی کا کام ہے ایسا پنے بزرگان دین کے حالات سنیئے۔ اور انصاف فرمایئے۔ کتاب حیوۃ الحیوان[علہ] کمال الدین دمیری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۷ جلد اول سطر ۳۲ لغت ذباب کی جلالت و ثاقت پر علمائے اعلام نے اعتبار کر کے اس کی روایات کو اپنی کتابوں میں بغرض تائید و توثیق پیش کیا جیسا کہ شاہ عبدالحق دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ باب وفات النبی اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۸ سطر ۲ ملعونیت مروان اور ملا علی قاری نے اپنے رسالہ المصنوع فی احادیث الموضوع مطبوعہ مطبع محمدی لاہور کے صفحہ ۹۳ سطر ۱۵ اور صاحب مستطرف نے مستطرف کی جلد دویم صفحہ ۲۲۹ میں استدلال کیا ہے یوں مرقوم ہے۔ قال الامام الشافعی رضی اللہ عنہ الناس کلہم عیال علی ثلاثۃٍ علی مقاتل بن سلیمان فی التفسیر و علی زہیر بن ابی سلمی فی الشعر و علی ابی حنیفۃ فی الفقہ یعنی تمام لوگ علم شعر میں زہیر اور علم فقہ میں ابو حنیفہ اور علم تفسیر میں مقاتل کے محتاج ہیں۔ پھر اسی مقاتل کی نسبت جو شہادت امام شافعی علم تفسیر میں اغنی الاغنیا رہیں۔ کتاب حیوۃ الحیوان جلد اول صفحہ ۲۹۸ سطر ۲ قیل انہ کان یاخذ عن الیہود والنصاری علم القرآن الذی کان یوافق کتبہم و کان مشبہاً یعنی مقاتل مفسر یہود و نصاریٰ سے علم قرآن اخذ کرتے تھے۔ جو ان کی کتابوں سے موافق ہوتا تھا۔ میرے خیال میں عبداللہ بن سبا نے انہیں کے ذریعہ اسلام میں یہودیت کا زہریلا اثر پھیلانے میں کامیابی حاصل کی۔ فتاوی قاضیخان و صحیح بخاری وغیرہ کتب میں اکثر مسائل ایسے ملتے ہیں۔ جن سے واقعہ مندرجہ بالا کی تصدیق ہوتی ہے۔ مثلاً قرآن مجید کو جلانا۔ اور صحابہ کا رسول خدا کو ہذیان کی نسبت دینا۔ اور رسول خدا کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔ اور حضرت عمر کا تیمم پر معتقد نہ ہونا

[علہ] مدینۃ العلوم کتب محاضرات میں ہے۔ کہ حیوۃ الحیوان کمال الدین دمیری شافعی مصری صاحب تصانیف مفیدہ ہے بتعدد علوم میں پہلے پہل درزی گری سیکھتے تھے۔ پھر اس کو چھوڑ دیا۔ نہ انہوں نے عہدۂ قضا قبول فرمایا۔ اور نہ لباس فاخرہ پہنا۔ علم حاصل کیا انہوں نے اسنوی اور عراقی سے۔ اور جو شخص ان کی کتاب حیاۃ الحیوان میں تامل کرے۔ ان کی جلالت و عظمت پر معرفت پیدا کر سکتا ہے۔ ملخصاً از فوائد بہیہ صفحہ ۲۷ حاشیہ نمبر ۱-۱۲

اور رسول خدا کا بیوی عایشہ کو نامحرموں کا تماشہ دکھانا۔ اور نبیذ التمر (جو ایک قسم کا شراب ہے) کا پاک و پاکیزہ ہونا۔ اور نماز میں ہاتھ باندھنا۔ اور حضرت موسیٰ کا ملک الموت کو طمانچہ مار کر یکچشم بنانا۔ اور حضرت یوسف کو نسبت زنا دینا۔ جیسا کہ الیواقیت والجواہر فی بیان عقاید الاکابر للامام العارف الربانی سیدی عبدالوہاب الشعرانی مطبوعہ مصر جلد ثانی سطر اخیر میں اس مقصد اعلیٰ کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ وَ

قال ایضًا فی الباب الرابع والخمسین ومائۃ ینبغی للواعظ ان یراقب اللہ تعالیٰ فی انبیائہ وملائکتہ ویستحی من اللہ عزوجل ویجتنب الطامات فی وعظہ کالقول فی ذات اللہ بالفکر والکلام علی مقامات الانبیاء علیہم السلام من غیر ان یکون وارثا لہم فلا یتکلم قط علی زلاتہم بحسب ما یتبادر الی اذہان الناس بالقیاس علی غیرہم فان اللہ تعالیٰ قد اثنی علی الانبیاء احسن الثناء بعد ان اصطفاہم من جمیع خلقہ فکیف یستحل اعراضہم بما ذکرہ المؤرخون عن الیہود قال ثم ان الداہیۃ العظمیٰ جعلہم ذالک تفسیرًا لکلام اللہ تعالیٰ ولقولون فی تفسیرہم قال المفسرون فی قصۃ داؤد انہ نظر الی امرءۃ اوریا فاعجبتہ فارسلہ فی غزاۃ لیموت فیاخذہا وکقولہم فی قصۃ یوسف علیہ السلام انہ ہم بالمعصیۃ وان الانبیاء لم یعصموا عن مثل ذالک وکقولہم فی قصۃ لوط لو ان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید العجز والتحری ونحو ذلک و یعتمدون علی تاویلات فاسدۃ واحادیث واھیۃ نقلت عن قوم قالوا فی اللہ ما قالوا من البہتان والزور فمن اورد مثل ذالک فی مجلسہ من الوعاظ مقتہ اللہ والانبیاء والملائکۃ لکونہ جعل دھلیزًا ومہادًا لمن فی قلبہ زیغ یدخل منہ الی ارتکاب المعاصی ویحتج بما سمعہ منہ فی حق الانبیاء ویقول اذا کان الانبیاء وقعوا فی مثل ذالک فمن اکون انا وحاشا الانبیاء کلہم عن ذالک الذی فہمہ ہذا الواعظ فواللہ لقد افسد ہذا الواعظ الامۃ وعلیہ وزر کل من کان سببا لاستہانتہ بما وقع فیہ من المعاصی ولاکن قد ورد انہ لا تقوم الساعۃ حتی یصعد الشیطان علی کرسی الوعظ ولیعظ الناس وھؤلاء من جنودہ الذین یتقدمونہ حاصل ترجمہ اور شیخ محی الدین عربی نے باب ۵۴ فتوحات مکیہ میں فرمایا ہے۔ کہ واعظ کو مناسب ہے۔ کہ پیغمبروں اور فرشتوں کی بابت خدا سے خوف و حیا کرے

اور ان کی طعن وتشنیع سے باز رہے۔ اور انکی حرکات و سکنات میں عوام الناس کیطرح دست اندازی
نہ کرے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے پیغمبروں کو صفات حمیدہ کا مجسم نمونہ بنا کر اپنی جمیع خلقت پر ان کو فوقیت
عطا فرمائی ہے۔ پس بوجہ روایات مورخین ماخوذ از یہود و نصاریٰ پیغمبروں کی ہتک عزت کرنا پھر
ان روایات واہیۃ کو تفسیر کلام خدا قرار دینا اسلام کیلئے سخت مصیبت ہے۔ چنانچہ مفسرین نے قصۂ
حضرت داؤد میں لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اوریا کی اہلیہ کو دیکھا۔ اور اس کی محبت میں مبتلا ہوئے پس
داؤد علیہ السلام نے اوریا کو جنگ میں بھیجا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کی عورت کو لے لیا۔ اور مثل
قول مفسرین کے قصۂ حضرت یوسف علیہ السلام میں۔ کہ انہوں نے زنا کا ارادہ کیا۔ اور تحقیق انبیا بھی
ایسی باتوں سے بچ نہیں سکتے۔ اور مثل قول مفسرین کے قصۂ حضرت لوط علیہ السلام میں کہ آنحضرت
کو نسبت عجز و تحری ان روایات فاسدہ و احادیث واہیۃ کی بنا پر دیتے ہیں۔ جو ایسی قوم سے
منقول ہیں۔ جو خداوند عالم کیطرف افترا اور مکر کی نسبت کرتے ہیں۔ پس جو کوئی شخص ایسی روایات
کو مجالس وعظ میں پیش کرے۔ اس سے خدا اور رسول اور فرشتے دشمنی کرتے ہیں۔ بوجہ بنانے اس کے
دلیران اشخاص کیلئے جن کے دلوں میں زیغ اور نفاق تھا۔ داخل ہوچکے ہیں۔ وہ اس امر سے
واسطے ارتکاب معاصی کے اوحجت قرار دیتے ہیں۔ وہ تقریر واعظ کو زلت و لغزش انبیاء میں
اور رکھتے ہیں۔ جبکہ انبیاء ایسے گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں۔ تو ہم کون ہیں۔ لیکن حدیث میں وارد
ہوا ہے۔ کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ جبتک شیطان کرسی وعظ پر بیٹھکر وعظ کرے۔ اور ایسے لوگ اس
کے لشکر میں ہوں انتہےٰ۔ فی الجملہ ان روایات و حکایات کے ملاحظہ کے بعد ہر ذکی الطبع اس نتیجہ پر
پہنچ سکتا ہے۔ کہ عبداللہ بن سبا کا پیرو و مطیع وہی فرقہ ہے جو تعلیم بخاری و معالم التنزیل زنی انبیاء
کو نسبت زنا دیتا ہے۔ نہ وہ فرقہ جس کا پیشوا و مطاع ابو الانبیاء حضرت ابراہیم جن کی شان میں خداوند
عالم نے سورۂ صافات میں فرماتا ہے۔ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِیْمَ یعنے پیروی کرنیوالوں
حضرت نوح میں حضرت ابراہیم ہیں۔ قاموس اللغات فیروز آبادی جلد ثانی صفحہ ۴ کالم اول سطر ۱۰
میں ہے۔ شیعۃ الرجل اتباعہ وانصارہ وفرقۃ علیحدۃ وقد غلب ھذا الاسم
علی کل من یتولی علیا واھل بیتہ حتی صار اسما لھم یعنے شیعہ کسی شخص کا وہ
ہوتا ہے جو اس کا تابع اور ناصر ہو۔ اور فرقہ علیحدہ کے علاوہ زیادہ تر ان علی مرتضےٰ اور ان کی
اہل بیت کیلئے نام قرار پاگیا ہے۔ اور اس آیت کے ذیل میں تفسیر کشاف و تفسیر کبیر میں حضرت
ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ شیعہ دین اسلام کے شائع کرنے والوں کا مقتدا ہے فاتح باب تشیع علی مرتضےٰ ہی ہیں

ہے۔ وحدثنی یحیی بن سعید بن علی الحنبلی المعروف بابن عالیہ من ساکنی قطفتا بالجانب الغربی من بغداد واحد الشھود المعدلین بہا قال کنت حاضرا عند الفخر اسمعیل بن علی الحنبلی الفقیہ المعروف بغلام بن المنی وکان الفخر اسمعیل بن علی ھذا مقدم الحنابلۃ ببغداد فی الفقہ والخلاف ویشتغل بشیٔ فی علم المنطق وکان حلو العبارۃ وقد رئیتہ انا وحضرت عندہ وسمعت کلامہ و توفی سنہ عشرۃ وستمائۃ قال ابن عالیۃ ونحن عندہ نتحدث اذ دخل شخص من الحنابلۃ قد کان لہ دین علی بعض اھل الکوفۃ فانحدر الیہ یطالبہ بہ واتفق ان حضرہ زیارت یوم الغدیر والحنبلی المذکور بالکوفۃ وھذہ الزیارۃ ھی الیوم الثامن عشر من ذی الحجہ ویجتمع بمشھد امیر المومنین من الخلائق جموع عظیمۃ یتجاوز حد الاحصاء وقال ابن عالیۃ فجعل الشیخ الفخر یسائل ذالک الشخص ما فعلت ما رئیت ھل وصل مالک الیک ھل تبقی لک منہ بقیۃ عند غریمک وذالک یجاوبہ حتی قال لہ یا سیدی لو شاھدت یوم الزیارۃ یوم الغدیر وما یجری عند قبر علی بن ابیطالب من الفضائح والاقوال الشنیعۃ وسب الصحابۃ جہارا باصوات مرتفعۃ من غیر مراقبۃ ولا خیفۃ فقال اسمعیل ای ذنب لھم واللہ ماجراھم علی ذالک ولا فتح لھم ھذا الباب الا صاحب ذالک القبر فقال ذالک الشخص ومن صاحب ھذا القبر قال علی بن ابیطالب قال یا سیدی ھو الذی سن لھم ذالک وعلمھم ایاہ وطرقھم الیہ قال نعم واللہ قال یا سیدی فان کان محق فما لنا نتولی فلانا وفلانا وان کان مبطلا فما لنا نتولاہ ینبغی ان نبرأ منہ او منہما قال ابن عالیۃ فقام اسمعیل مسرعا فلبس نعلیہ وقال لعن اللہ اسمعیل الفاعل ان کان یعرف جواب ھذہ المسئلۃ ودخل دار حرمہ وقمنا نحن وانصرفنا ملخص۔ ترجمہ حدیث بیان کی مجھ سے یحیی بیٹے سعید بن علی حنبلی نے جو ابن عالیہ سے مشہور ہے اور بغداد کی غربی جانب قریہ قطفتا کے باشندہ ہیں ایسی حالت میں جبکہ ایک شاہد عادل بھی انکی ہمراہ تھا۔ کہا انہوں نے میں خدمت الفخر اسمٰعیل بیٹے علی حنبلی فقیہ مشہور بغلام بن المنی میں حاضر تھا۔ اور فخر اسمٰعیل موصوف بغداد میں حنبلی المذہب اشخاص کا پیشوا علم فقہ اور مسائل خلافیہ میں ممتاز ہونیکے

سبّ صحابہ کا دروازہ علی مرتضیٰ نے کھولا

علاوہ فصیح البیان اور شیریں زبان تھا تحقیق میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ اور خدمت میں حاضر ہو کر ان کے ملفوظات سے محظوظ ہونے کا فخر حاصل کیا۔ آپ نے سنہ ۶۱۰ھ میں انتقال کیا۔ کہا ابن عالیہ نے ہم الفخر اسمعیل کی خدمت میں موجود تھے۔ کہ ایک شخص حنبلی المذہب جو کوفہ میں کسی شخص کے پاس اپنا قرض وصول کرنے کی غرض سے اتفاقاً بروز زیارت غدیر کہ ۱۸ ماہ ذالحجہ تھی پہنچا۔ اور مشہد امیرالمومنین علی مرتضیٰ پر آیا۔ (اسقدر زائرین کا مجمع دیکھا جو حد حصر اور احصائے متجاوز تھا۔) حاضر ہوا۔ کہا ابن عالیہ نے شیخ فخر اسمعیل اس شخص سے پوچھنے فرماتے تھے۔ کہ کوفہ میں بروز زیارت غدیر تو نے کیا کیا۔ اور کیا دیکھا؟ کیا تیرا مال سب تجھے وصول ہو گیا ہے۔ یا کچھ باقی رہ گیا ہے اور شخص جواب مناسب دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے کہا۔ اے میرے آقا اگر آپ بروز زیارت غدیر یان حرکات شنیعہ و بدعات قبیحہ سب صحابہ کا ملاحظہ فرماتے۔ جو قبر علی مرتضیٰ پر کھلم کھلا باواز بلند بغیر خوف و خطر مروج ہے پس کہا الفخر اسمعیل نے جو لوگ ایسا کرتے ہیں۔ ان کا کوئی قصور نہیں بخدا ان لوگوں کو ایسا کرنے اور سب صحابہ کا دروازہ کھولنے کی جرأت نہیں دلائی۔ مگر صاحب اس قبر نے۔ پس پوچھا اس شخص نے کون ہے صاحب اس قبر کا۔ کہا الفخر اسمعیل نے علی بن ابیطالب۔ کہا اس شخص نے اے میرے آقا کیا علی مرتضیٰ ہی نے اس سنت کو جاری اور قائم کرکے ان لوگوں کیلئے اس راستہ کو کھولا ہے۔ کہا الفخر اسمعیل نے۔ بخدا ہاں اس سنت کے موجد علی مرتضیٰ ہی ہیں۔ پھر کہا اس شخص نے اسمعیل کو میرے آقا اگر اس سنت کے موجد علی مرتضیٰ احق پر ہیں۔ تو پھر ہم الانے فلانے کو کیوں دوست رکھتے ہیں یعنی ہمارے لئے مناسب ہے کہ ہم علی مرتضیٰ یا ان دونوں سے لاتعلق اور بے لگاؤ ہو جائیں۔ کہا ابن عالیہ نے کہ الفخر اسمعیل یہ بات سنکر بالفور اٹھے۔ اور پاپوش پہنکر گویا ہوئے کہ اسمعیل پر لعنت خدا ہو۔ اگر وہ اس سوال کا جواب جانتا ہے۔ پھر وہ اپنے حرم سرا میں داخل ہوگئے۔ اور ہم واپس ہوکر چلے آئے۔ انوار نعمانیہ مطبوعہ طہران صفحہ ۱۹۶ سطر ۴۔ استیعاب فی معرفۃ الاصحاب تصنیف یوسف بن عبدالبر النمیری ترجمہ محمد بن ابی بکر میں یہ عبارت منقول ہے۔ وکان علی یثنی علی محمد بن ابی بکر ویفضلہ لانہ کانت لہ عبادۃ واجتہاد وکان ممن حضر قتل عثمان وقیل انہ مشارک فی دمہ یعنی علی مرتضیٰ محمد بن ابی بکر کی تعریف کرتے تھے۔ اور اس کو فضیلت دیتے تھے۔ کیونکہ وہ صاحب عبادت و اجتہاد ہونیکے علاوہ قتل عثمان میں حاضر اور شریک تھا۔ انتہی پس جن حضرات کے بزرگوں نے اپنی تصانیف میں اس امر کو لکھا ہے۔ کہ علی مرتضیٰ محمد بن ابی بکر کی تعریف اس وجہ سے کرتے تھے۔ کہ وہ قتل عثمان میں حاضر اور شامل تھے۔ انکو چاہیئے۔ کہ وہ علی مرتضیٰ اور محمد یا عثمان سے لاتعلق اور بیزار ہو جائیں صواعق محرقہ صفحہ ۹۰ میں ہے۔ محمد النبی اخی وصہری وحمزۃ سید الشہداء عمی

وجعفر الذی یمسی ویضحی یطیر مع الملائکۃ ابن امی وبنت محمد سکنی و عرسی مسوط لحمہا بدمی ولحمی وسبطا احمد ابنائے منہا فایکم لہ سہم کسہمی سبقتکم الی الاسلام طرا غلاما ما بلغت اوان حلمی ان اشعار امیر المومنین علی مرتضےٰ کو مفتی میر عباس صاحب اعلی اللہ مقامہٗ نے روائح القرآن صفحہ ۱۴۴ کے حاشیہ پر جمع الجوامع سیوطی سے اسیطرح نقل فرمایا ہے۔ اور ینابیع المودۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷۲ میں ان اشعار کے علاوہ ایک اور شعر بھی ہے۔ وہو ہذا

واوجب لی ولایتہ علیکم رسول اللہ یوم غدیر خم

اور مناقب آل ابیطالب محمد بن علی مطبوعہ بمبئی جلد دوئم صفحہ ۱۳۲ میں اشعار مذکورۃ العدد کے علاوہ یہ شعر بھی ہیں۔ انا البطل الذی لن تنکروہ لیوم کریہۃ ولیوم سلم واوصی بی لا تہ لحکمی فہل فیکم لہ قدم کقدمی فویل ثم ویل ثم ویل لجاحد طاعتی من غیر جرمی ان اشعار کا خلاصہ مطلب یہ ہے محمد مصطفےٰ میرے بھائی اور خسر ہیں۔ اور سردار شہیدوں کے حضرت حمزہ میرے چچا ہیں۔ اور جعفر طیار جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں میرے بھائی ہیں۔ اور رسول خدا کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور حضرت خاتون قیامت میرے آرام گاہ اور زوجہ ہیں۔ انکے اور میرے خون و گوشت کی باہمی مخالطت ہے۔ خدا نے مجھے دو فرزند عطا فرمائے ہیں۔ جنکو رسول خدا کی فرزندی کا بھی فخر ہے۔ پس کون ہے تم میں سے جو میرے ساتھ ہمسری کر سکتا ہے۔ میں تم سب سے سابق الاسلام ہوں۔ جبکہ میں صغیر السن اور نابالغ تھا میری امامت و خلافت کو رسول خدا نے بروز غدیر خم تم سب پر واجب کیا۔ میں ایسا بہادر ہوں کہ کسی جنگ کے وقت بھی تم میری بہادری کا انکار نہیں کر سکتے۔ میں وہ شخص ہوں۔ کہ رسول خدا نے اپنی امت کو میری اطاعت کیلئے مامور فرمایا۔ پس تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے۔ جو میرے ہم پلہ ہونیکا دم بھر سکے۔ پس عذاب دوزخ ہے۔ اس شخص کیلئے جو باوجود میری عظمت کے میری اطاعت سے گریز کرتا ہے تم نے الجملہ امیر المومنین علی مرتضےٰ کے اشعار مذکورہ جنکو معاندین علی مرتضےٰ نے بھی اپنی تصانیف میں لیا ہے۔ فاتح باب تشیع ہیں۔ کیونکہ شیعہ ہی نے علی مرتضےٰ کو صدیق اکبر سمجھنے کیوجہ سے مفہوم ان اشعار کو اپنے معتقدات میں شامل کیا ہے۔ اور شیعہ کے علاوہ باقی لوگوں نے علی مرتضےٰ کی مخاصمت کیوجہ سے مرکب ابومرہ کو صدیق کا لقب عطا کر کے ایمان کے مقابلہ میں منافقت کو پسند کیا ہے اس معمے کو حل کرنے کی خاطر ہم کتاب روض الاخیار المنتخب من ربیع الابرار مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۱۹ کے

دو شعر نقل کرتے ہیں۔

ولست براء عیب ذی الود کلہ ولا بعض ما فیہ اذا کنت راضیا
وعین الرضاء عن کل عیب کلیلۃ کما ان عن السخط تبدی المساویا

ترجمہ تو اپنے محبوب کا کوئی عیب نہیں دیکھ سکتا ہے۔ اگر ہے تو محب صادق کیونکہ محبت کی آنکھ محبوب کی عیب تلاش کرنے میں نکمی ہوتی ہے۔ جیساکہ مخالفت و مخاصمت کی آنکھ عیبوں کو ظاہر کرنے کے علاوہ ہنر کو عیب بنا دیتی ہے۔ بنابریں جن لوگوں کو علی مرتضےٰ کے ساتھ بغض ہے۔ وہ علی مرتضےٰ کو اپنے اشعار مذکورہ میں سچا نہ سمجھنے کیوجہ سے ان صفات کو غیروں میں چسپاں کرتے ہیں۔ اور علی مرتضےٰ کے ان صفات سے متصف ہونے میں خیالات فاسدہ و توہمات باطلہ سے کام لیتے ہیں مثلاً علی مرتضےٰ کی اول الایمانی کی احادیث سے اغماض کرنے کے علاوہ جن فرضی و مصنوعی احادیث کو مبغضین علی مرتضےٰ نے غیروں کے شان میں روائیت کیا ہے۔ ان پر عمل کرکے بتوں کو خدا مانتے ہیں۔ جیساکہ اس مسئلہ میں حسان وابوہریرہ و ابراہیم نخعی کی احادیث سے کام لیا جاتا ہے۔ اور وہ علی مرتضےٰ کے کھلے دشمن تھے۔ جیساکہ مناقب آل ابیطالب مطبوعہ بمبئی جلد ثانی کے صفحہ ۸ سے پتہ چلتا ہے۔

ہاں خوب یاد آیا جبکہ مبغضین علی مرتضےٰ احادیث دالہ بر اول الایمانی علی مرتضےٰ کی جرح و قدح سے عاجز ہوتی ہیں۔ تو کہدیتے ہیں۔ کہ علی مرتضےٰ بچپنے میں ایمان لائے۔ اور ابوبکر رشد اور بڑھاپے میں بس جو شخص رشد میں سوچ سمجھکر ایمان لاتا ہے۔ اس کا ایمان اس شخص سے افضل ہوتا ہے۔ جو بچپنے میں بغیر سوچے سمجھے ایمان لائے۔ حالانکہ اس قول میں رسول خدا پر معترض کا اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کیونکہ رسول خدا نے علی مرتضےٰ کی طفولیت میں انہیں دعوت اسلام دی اور پھر اسے قبول بھی فرمایا۔ بلکہ فی الواقع علی مرتضےٰ کا بچپنے میں ایمان لانا آپ کے اعلیٰ اور افضل فضائل میں سے ہے۔ کیونکہ آپ بمنزلہ عیسےٰ علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے ایک ساعت کی عمر میں فرمایا انی عبد اللہ آتانی الکتاب میں خدا کا بندہ ہوں مجھے خدا نے کتاب عطا فرمائی ہے۔ اور آپ بمنزلہ حضرت یحیی ہیں۔ جن کی بابت قرآن میں ہے۔ وآتیناہ الحکم صبیا ہم نے یحیی کو بچپنے میں حکم دیا۔ اور حکم اسلام کے بعد ایک درجہ کا نام ہے۔

ینابیع المودۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۱ میں ہے۔ روی الثعلبی بسندہ عن عبادۃ بن عبد اللہ قال سمعت علیا یقول انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا الصدیق

معاذ حسین

الاکبر لا یقولہا بعدی الا کذاب مفترٍ صلیت قبل الناس سبع سنین۔
ترجمہ ثعلبی نے اپنی سند کیساتھ عبادہ بن عبداللہ سے روائیت کی ہے۔ کہ اس نے علی مرتضےٰ کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ میں عبد خدا برادر مصطفےٰ اور میں ہی صدیق اکبر ہوں۔ میرے سوا صدیق کہلانیوالہ سخت جھوٹا اور مفتری ہے۔ کیونکہ صواعق محرقہ صفحہ ۴۷ سطر اخیر میں بروائیت ابن عباس رسول خدا سے منقول ہے الصدیقون ثلاثۃ حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار صاحب یٰسین وعلی بن ابیطالب اور اس روایت کو فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں بھی مومن آل فرعون کے ذکر میں نقل کیا ہے یعنی صدیق تین ہیں۔ حزقیل مومن آل فرعون اور حبیب نجار صاحب یسین۔ اور علی بن ابیطالب۔ فی الجملہ محبت بری بلا ہے۔ جو کذابین ومفترین کو صدیقیت کا لقب دلاتی ہے۔ ورنہ بعین انصاف لقب صدیق کا مستحق بغیر علی مرتضےٰ اس امت میں اور کوئی شخص نہیں ہے۔ جیسا کہ صواعق محرقہ کی روائیت سے معلوم ہوتا ہے محبت ہی نے خاتون قیامت کے مقابلہ میں فدک غصب کرنیوالوں کے اجتہاد کو آیات قرآنیہ کے مقابلہ میں چمکایا۔ محبت ہی نے وقاحت و حماقت کو بردباری وتحمل سے موسوم کرایا۔ جیسا کہ روض الاخیار المنتخب من ربیع الابرار مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۵ میں ہے۔ کان معاویۃ رضی اللہ عنہ معروفاً بالحلم فلم یغضبہ احد فادعی واحد ان یغضبہ فدخل علیہ وقال اطلب منک ان تزوجنی والدتک فان لہا دبراً کبیراً فقال ذالک سبب حب ابی لہا ثم قال للخازن اعطہ الف دینار لیشتری بہا جاریۃ
ترجمہ امیر معاویہ بن ابوسفیان بردباری وتحمل میں ممتاز تھا۔ کوئی شخص اسے غصہ نہ دلا سکتا تھا۔ پس ایک شخص نے دعویٰ کیا۔ کہ معاویہ کو میں غضبناک کرونگا پس وہ شخص معاویہ کے پاس داخل ہوا۔ اور کہنے لگا میں تجسے اس بات کا خواہشمند ہوں۔ کہ اپنی والدہ کا مجھسے نکاح کردے۔ کیونکہ اس کے سیوترے بڑے اور موٹے ہیں کہا معاویہ نے اسی لئے تو میرے والد ان سے محبت رکھتے تھے پھر معاویہ نے خزانچی کو حکم دیا کہ اس شخص کو ہزار اشرفی دیدے۔ تاکہ یہ اپنے کنیز خریدلے۔ اور مستطرف جلد اول صفحہ ۲۶ میں ہے۔ ولما دخل الفیل دمشق واجتمع الناس برؤیتہ صعد معاویۃ فی مکان مرتفع ینظر الیہ فبینما ھو کذالک اذنظر فی بعض الحجر من قصرہ رجلاً مع بعض حرمہ فاتی الحجرۃ ودق الباب فلم یکن من فتحہ بد فوقعت عینہ علی الرجل فقال لہ یا ھذا فی قصری وتحت جناحی تہتک حرمتی وانت فی قبضتی ما حملک علی ھذا قال فبہت الرجل وقال حلمک اوقعنی فقال لہ معاویۃ فان

صدیق اکبر علی مرتضیٰ ہی ہیں۔

حلم معاویہ [illegible]

عفوت عنك تسترها علی قال نعم فعفا عنه وحلی علی سبیله وهذا من الحلم الواسع ان یطلب الستر من الجانی۔ ترجمہ دمشق میں ہاتھی آیا۔ اور لوگ اس کے دیکھنے کیلئے جمع ہوئے۔ معاویہ بھی ایک اونچے مکان پر ہاتھی کے تماشہ اور ملاحظہ کیلئے چڑھا پس اس نے تماشہ کے موقعہ پر اپنے مکان کے کسی حجرہ میں ایک شخص کو اپنے حرم محترم کے ہمراہ دیکھ پایا پس وہاں پہنچکر حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا پس انہوں نے طوعاً و کرہاً دروازہ کھولدیا۔ پس جبکہ معاویہ نے اس شخص سے آنکھ ملائی۔ تو اس سے کہا۔ ارے میرے مکان اور میرے سایہ اور میرے قبضہ میں ہمکر میری ہتک حرمت پر کس چیز نے تجھے جرأت دلائی ہے۔ پس شرمندہ ہوکر اس نے کہا آپ کی بردباری اور حلم نے۔ پھر کہا معاویہ نے اگر میں تمہیں معافی دوں۔ تو تو اس واقعہ پر پردہ ڈال سکے گا۔ کہا اس نے ہاں! پھر اس کو معافی دیکر اس کی جان بخشی۔ اور حیوۃ الحیوان جلد دویم صفحہ ۸۵ الغت فیل میں اس روائیت میں اتنی اور زیادتی ہے۔ کہ معاویہ نے اسکو معافی دیکر اس کی جان بخشی کے علاوہ وہ بیوی معہ اس سامان کے جو اس حجرہ میں تھا۔ اس مجرم کو عطا کی۔ المختصر اب میں لفظ خلیفہ کی ماہیت و کیفیت بنی نحلہ قاضی ضریس کے خیالات کے مطابق بیان کرکے ابتدا آیت غار کی تفسیر کے متعلق حضرت عمر کی تقریر اور اس کا جواب لکھکر پھر ناظرین کو عظمت و جلالت قبتورغنین کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔

نہایہ ابن اثیر جزری میں خلیفہ کی ماہیت یوں مرقوم ہے۔ الذی یقوم مقام الذاهب ویسد مسده یعنے خلیفہ وہ ہوتا ہے جو اپنے منوب عنہ کی جگہ بیٹھے۔ اور اس کا فرض منصبی ادا کرسکے۔ پس خلیفۂ رسول وہی شخص ہوسکتا ہے جسمیں تبلیغ احکام شرعیہ کا مادہ ہو۔ اور خلافت کی شرط بھی یہی ہے۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی مطبوعہ نولکشور لکھنو جلد اول صفحہ ۴۴ میں ہے۔ واعلم ان هذه الآیات تدل علی شرف الانسان ومزیة العلم وفضله علی العبادة وانه شرط فی الخلافة بل العمدة فیها یعنی جان تو تحقیق یہ آیات دلالت کرتی ہیں۔ شرافت انسان پر اور انہیں آیات سے فوقیت و فضیلت علم ثابت ہوتی ہے۔ عبادت پر اور علم ہی خلافت میں شرط بلکہ لب لباب خلافت ہی علم ہے۔ اور تاریخ الخلفا سیوطی مذکور صفحہ ۶۲ میں ہے۔

فصل ۴۳

تفسیر قرآن از حضرت ابو بکر (خلیفہ اول)

ابو القاسم بغوی نے ابو ملیکہ سے روائیت کی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق سے کسی آئیت کے معنے پوچھے گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسے معنے بیان کردوں جو خلاف منشا خدا ہیں۔ تو میں کس زمین

میں بسوں اور کس آسمان کے نیچے رہوں۔ ابو عبیدہ نے ابراہیم تیمی سے روائیت کی۔ کہ آپ سے فاکھتہ وَ اَبّا کے معنے پوچھے گئے۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ اگر میں ایسے معنے بیان کروں جو منشا خدا کے خلاف ہوں۔ تو مجھکو زمین و آسمان پناہ نہ دیں گے۔ بیہقی نے لکھا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق سے کلالہ کے معنے پوچھے گئے۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ میں جو کچھ کہونگا میری رائے ہوگی۔ اگر ٹھیک ہے۔ تو خدا کا احسان سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ میرا اور شیطان کا فعل خیال کرنا۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۶۲ کے اخیر میں ہے۔ لالکائی نے حضرت ابن عمر سے روائیت کی ہے۔ کہ ایک شخص حضرت ابوبکر کے پاس آیا۔ اور سوال کیا کہ کیا فعل زنا بھی بحکم خدا ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا ہاں۔ اوس نے کہا جب خدا نے مقدر میں تحریر کر دیا۔ تو پھر عذاب بھی دیگا۔ آپنے فرمایا ہاں۔ اے ناپاک و اللہ اگر میرے پاس سوقت کوئی آدمی موجود ہوتا۔ تو میں حکم دیتا۔ کہ وہ تیری ناک کاٹ ڈالتا انتہے۔ تاریخ الخلفاء کی ان روایات ثلاثہ سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ کہ اول ثلاثہ حقائق واقعیہ سے اجہل ہونیکے باوجود خلیفہ کہلاتے رہے۔ اور ان کے نائب عمر بن الخطاب کی علمی تجلیات بطور مشتے نمونہ از خروار ذیل میں درج کرتا ہوں۔

ابن الحدید شرح نہج البلاغتہ کے صفحہ ۳۶ سطر ۱۴ میں لکھتے ہیں۔ وَمَرّ یوماً بشاب من فتیات الانصار وھو ظمان فاستسقاہ فجدح لہ ماء بعسل فلم یشربہ وقال ان اللہ تعالےٰ یقول اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا فقال لہ الفتیٰ یا امیر المومنین انہا لیست لک ولا لاحد من اھل ھذہ القبلۃ اقرأ ما قبلہا ویوم یعرض الذین کفروا علی النار اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا فقال عمر کل الناس افقہ من عمر ترجمہ حضرت عمر کا ایک جوان انصاری پر بحالت پیاس گزر ہوا۔ آپنے اس جوان سے پانی طلب کیا۔ وہ جوان شہد کا شربت خلیفہ صاحب کیواسطے لے آیا پس خلیفہ صاحب نے اس شربت کو قبول نہ کیا۔ اور فرمایا خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ تم نے نعمات طیبہ کو حیاۃ دنیا میں ہی صرف کر دیا۔ پس خلیفہ صاحب کیخدمت میں اس جوان نے عرض کیا اے امیر المومنین اس آئیت میں خدا نے نہ آپکو اور نہ کسی اہل قبلہ کو مخاطب کیا ہے۔ اس آیت کا ما قبل پڑھیئے۔ اور جس دن کافروں کو آگ میں ڈالا جاویگا۔ ان کو کہا جاویگا۔ تم نے نعمات طیبہ کو حیاۃ دنیا میں ہی صرف کر دیا تھا۔ پس خلیفہ صاحب فرمانے لگے تمام لوگ عمر سے علم میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۶۳ سطر ۱۶ میں ہے۔ ان عمر کان یعس باللیل فسمع صوت رجل وامرأتہ فی بیت فارتاب فتسور الحائط فوجد امرأۃ ورجلا وعندھما زق خمر فقال یا عدو اللہ اکنت

تری ان اللہ یسترک وانت علی معصیۃ قال یا امیر المومنین ان کنت اخطاءت
فی واحدۃٍ فقد اخطاءت فی ثلاث قال اللہ تعالیٰ ولا تجسسوا فقد تجسست وقال
واتوا البیوت من ابوابہا وقد تسورت وقال اذا دخلتم بیوتاً فسلموا وما سلمت
ترجمہ تحقیق عمر بن الخطاب رات کی گشت میں ایک عورت اور مرد کا ایک گھر سے آواز سنکر شک کیوجہ
سے اس گھر کی دیوار پھاندکر گھر میں داخل ہوئے پس انہوں نے اس مرد اور عورت کے پاس ایک
برتن شراب کا دیکھکر فرمایا کہ اے دشمن خدا تیرا خیال ہوگا۔ کہ خدا اپنی نافرمانی میں تیرا گناہ ڈھانپے
کہا۔ اوس شخص نے اے امیر المومنین گو میں اپنی اس ایک خطا کا معترف ہوں۔ مگر آپکو بھی اس موقعہ پر
اپنی تین خطاؤں کا اقرار لازم ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ جاسوسی نہ کرو۔ اور آپنے جاسوسی کی۔ خدا فرماتا
ہے۔ گھروں میں دروازہ سے داخل ہو۔ آپنے دیوار پھاندی۔ خدا فرماتا ہے جب داخل ہو تم گھروں
میں پس سلام دو گھر کے لوگوں کو۔ اور آپنے سلام نہیں دیا۔ اور یہ روائت تبغاوت پیر مستطرف
جلد دوئم صفحہ ۳۰۶ا میں بھی ہے۔ اور تاریخ الخلفاء مذکور صفحہ ۱۴۲ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے
اولیات میں ہے۔ کہ حضرت عثمان نے بعد از بیعت تقریر کرنی چاہی۔ تو آپ سے نہ ہو سکی۔ اور فرمایا
کہ تم جانتے ہو۔ کہ سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہونا مشکل پڑتا ہے۔ اگر میں آج کے بعد زندہ رہا۔ تو تمہیں
خطبہ سناؤں گا۔ تم جانتے ہو۔ کہ ہمارا خاندان کبھی خطیب نہیں رہا۔ اور میں جیسا کچھ ہوں۔ خدا تم پر ظاہر کر دیگا
فی الجملہ ناظرین کو ان روایات کے پڑھنے کے بعد خلفاء ثلاثہ کی لیاقت علمی و صدارت اسلامی کی قابلیت
کا موازنہ کرنے کیلئے کسی اور روائت یا درائت کی ضرورت نہیں۔ البتہ خلافت خلیفہ اول کی اجماعی
رنگت کو جو انعقاد خلافت کے چار طریقوں میں سے پہلا طریق ہے۔ اسموقعہ پر بیان کردینا ناظرین کیلئے
فائدہ مند ہوگا۔ کتاب نور الانوار اصول فقہ اہل سنت صفحہ ۱۸۶ میں لکھا ہے۔ الاجماع وھو
فی اللغۃ الاتفاق وفی الشریعۃ اتفاق مجتہدین صالحین من امۃ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم فی عصر واحدٍ علی امرٍ قولی او فعلی یعنے اجماع کے معنے لغت میں
اتفاق کے ہیں۔ اور شرع میں معنی اجماع کے یہ ہیں۔ کہ مجتہدین صالحین امت حضرت محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وسلم ایک وقت میں کسی امر قولی یا فعلی پر اتفاق کریں۔ نیز نور الانوار مذکور کے صفحہ ۱۸۸
میں لکھا ہے۔ والشرط لانعقاد الاجماع اجتماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف
الاکثر یعنے شرط واسطے منعقد ہونے اجماع کے اتفاق کل مجتہدین کا ہے۔ اور خلاف کرنا ایک
شخص کا مجتہدین سے مانع ہے اجماع کا مانند خلاف اکثر مجتہدین کے ملخص اس عبارت کا یہ ہے

کہ سب اصول مقررہ اہل سنت صحت اجماع کیلئے اتفاق مجتہدین صالحین زمانہ واحد میں شرط ہے ۔ اور نیز ایک مجتہد کا خلاف مانع انعقاد اجماع ہے مثل خلاف کل مجتہدین کے اور بیعت ابوبکر میں بروایت صواعق محرقہ صفحہ ۹ حضرت علی مرتضٰے اور زبیر اور ان دونوں کے ہم خیال اور جمیع انصار کا اختلاف بلکہ بیعت نکرنا حضرت ابوبکر سے بعد حضرت خاتون قیامت تاحیوۃ فاطمۃ الزہرا صلواۃ اللہ علیہا بروئے حدیث صحیح مسلم مسلم ۔ پس خلافت خلیفۂ اول کے بطلان سے خلافت ثانی و ثالث کا باطل ہونا اظہر من الشمس ہے ۔ ؂ خشت اول چوں نہد معمار کج ۔ تا ثریا میرود دیوار کج ۔ انوار نعمانیہ صفحہ ۲۶ کے تتمہ میں شیخ مفید علیہ الرحمہ سے منقول ہے ۔ کہ آپکا جاگو بیٹی کی حالت میں کسی ایسے مقام میں گزر ہوا ۔ کہ وہاں پر ایک جماعت کثیر ہیں وعظ ہو رہا تھا ۔ آپ نے فرمایا یہ واعظ کون ہیں پس کہا گیا ان کو عمر بن الخطاب پس شیخ مفید نے عمر بن خطاب کے پاس پہنچنے کیلئے لوگوں سے راستہ طلب کیا ۔ اور لوگوں نے انہیں راستہ دیا پس شیخ مفید نے انکی خدمت میں حاضر ہو کر ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لئے اجازت حاصل کی ۔ پس کہا شیخ مفید نے آپ مجھے اپنے دوست عتیق بن ابی قحافہ کی اس فضیلت کی خبر دیں جو کلام خدا اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُولُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَ اَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا پ ربع ۳ سے ثابت ہوتی ہے ۔ کیونکہ تمہارے ہوا خواہ عتیق بن ابی قحافہ کی اس آیت سے بڑی فضیلت ثابت کرتے ہیں ۔ پس کہا عمر بن الخطاب نے میرے دوست عتیق بن ابی قحافہ کی فضیلت پر اس آیت کے چھ مقامات دلالت کرتے ہیں ۔ (۱) تحقیق خداوند عالم نے ذکر کیا نبی کو اور ابوبکر کو اور بنایا انکو دویم دو ۔ (۲) خداوند عالم نے ابوبکر اور رسول خدا کو ایک مکان میں جمع ہونے سے موصوف کیا ۔ جو ان دونوں کی قدرتی محبت و الفت پر دلالت کرتا ہے پس فرمایا خدا نے اذ هما فی الغار (۳) خدا نے منسوب کیا ذکر صحبت ابوبکر کو بطرف رسول خدا تاکہ وہ ابوبکر و رسولخدا کے مشارکت مرتبہ واحد پر دلالت کرے پس فرمایا اذ یقول لصاحبه (۴) خدا نے خبر دی شفقت و محبت رسول خدا سے ساتھ ابوبکر کے اور سمجھنے پر رسول خدا کے ابوبکر کو اپنے قائم مقام فقال اذ یقول لصاحبه لا تحزن (۵) خدا نے خبر دی نزول سکینہ کی بلفظ اِنَّ اللّٰهَ معنا جو نصرت و دفع شدت رسول خدا و ابوبکر پر یکساں دلالت کرتی ہے ۔ (۶) خدا نے نزول سکینہ کی ابوبکر پر خبر دی ۔ کیونکہ رسول خدا سے تو سکینہ کسی وقت میں بھی جدا نہیں ہوتی تھی ۔ فقال فانزل اللّٰه سکینته علیه پس عمر نے کہا ان چھ مقامات کو خوب یاد رکھو ۔ کیونکہ ان میں کسی کو طعن کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی پس شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ان سے

آیت غار کے متعلق شیعی تحقیق فضیلت کا جواب

فرمایا میں نے آپ کی اس بے مثل والوکھی تقریر کو قلمبند کر کے اصل مطلب کو سمجھ لیا ہے۔ لیکن
میں بفضل خدا آپ کی اس تقریر کو تھوڑی دیر میں ھباءً منثورا کا مصداق بناتا ہوں۔ پس
قول تیرا کہ خدا نے ذکر کیا نبی اور ابو بکر کو اور بنایا ان کو دو یعنی دو۔ پس یہ عند التحقیق اخبار ہے عدد کی
فقط اور اسمیں کوئی فضیلت نہیں۔ کیونکہ وہ دو تھے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ مومن اور مومن دو۔
اور مومن اور کافر دو ہیں۔ پس اس عدد میں کوئی فضیلت معلوم نہیں ہوتی۔ جسکی طرف اعتنا کیجائے اور
ان دونوں کا مکان واحد میں جمع ہونا پس اسمیں بھی کوئی فضیلت نہیں۔ کیونکہ مکان محل اجتماع
مومنین و کفار ہوتا ہے۔ جیسا کہ عدد مومنین و کفار پر شامل ہوتا ہے۔ کیونکہ مسجد نبوی بیشک غار سے
افضل تھی۔ مومن اور منافق جمع ہوتے رہے۔ اور ایسا ہی کشتی نوح جسمیں پیغمبر اور شیطان اور چوپائے
وغیرہ جمع ہوئے۔ اور نسبت صحبت پس اسمیں بھی کوئی فضیلت نہیں کیونکہ اسم صحبت مومنین اور
کفار میں اطلاق کیا جاتا ہے۔ چنانچہ پارہ پندرہ ربع چہارم میں آیا ہے۔ فقال لصاحبہ
وہو یحاورہ انا اکثر منک مالا و اعز نفرا اور قال لہ صاحبہ وھو یحاورہ
اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا اور محاورت
عرب میں حمار کو بھی صاحب کہا گیا ہے۔ شعر

ان الحمار مع الحمار مطیۃ   واذا خلوت بہ فبئس الصاحب

اور خطاب لا تحزن سے شفقت و محبت رسول خدا ساتھ ابو بکر کے ثابت کرنا خیال محال اور جنون ہے
کیونکہ خطاب لا تحزن سے تو ان کی منقصت اور معصیت ثابت ہوتی ہے۔ جملہ لا تحزن ان
اللہ معنا نہی اور منع پر مشتمل ہے۔ پس حزن ابو بکر طاعت تھا یا معصیت پس اگر طاعت تھا۔ تو
رسول خدا اس سے منع نہ کرتے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ وہ حزن معصیت تھا پس تم پر واجب ہے کہ تم اپنے
صاحب کا حزن منہی عنہ سے باز آنا ثابت کرو۔ کیونکہ آیت میں دلیل ہے۔ ان کے عصیان کی نسبت شہادت
نبی علیہ السلام اور آیت میں اس امر کی دلیل نہیں۔ کہ وہ اپنی معصیت سے باز آ گیا۔ اور نزول سکینہ کا لفظ
جمع متکلم شمولیت ابو بکر کیلئے نہیں۔ بلکہ بغرض خصوصیت نبوی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ انا
نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون پ۱۴ ربع اول وانا لنحن نحیی و نمیت و نحن
الوارثون پ۱۴ ربع اول لیکن قول واعظ کہ نزول سکینہ عتیق ہی کیلئے تھا پس یہ کفر محض ہے۔
کیونکہ خدا نے خبر دی ہے۔ کہ جس پر نزول سکینہ ہوا وہ وہی ہے۔ جو مؤید بالجنود ہے۔ جیسا کہ وایدہ
بجنود لم تروھا سے ظاہر ہے۔ پس اگر صاحب سکینہ ابو بکر تھا۔ تو مؤید بالجنود غیر مرئیہ بھی

وہی قرار پایا پس اس صورت میں لازم آتا ہے۔ اخراج نبی علیہ السلام از نبوت اور وہ کفر ہے
علاوہ ازیں رسول خدا پر دو مکانوں میں سکینہ نازل ہوا۔ اور تھے ساتھ رسول خدا کے ان ہر دو
مکانوں میں مومنین۔ پس خدا نے ان مومنین کو رسول خدا کے ساتھ نزول سکینہ میں شریک کیا۔ اور فرمایا
فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین پارہ ۲۶ سورہ فتح اور ثم ولیتم مدبرین
ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین پارہ دہم ربع دویم۔ پس اگر اس محل میں
رسول خدا کے ہمراہ کوئی مومن ہوتا۔ تو خدا اس کو نزول سکینہ میں رسول خدا کے ساتھ شامل کرتا۔ اور
انکی مصاحبت و مجاورت مع الرسول کو ان کے ایمان کا ذریعہ قرار دینا صحیح نہیں۔ جیسا کہ فضال بن
حسن اور ابو حنیفہ کی باہمی گفتگو سے پتہ چلتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ فضال بن حسن نے ابو حنیفہ سے کہا
کہ میرا ایک بھائی اس امر کا قائل ہے۔ کہ بعد از خاتم الانبیا علی المرتضیٰ ہی خیر البشر ہیں۔ اور میں خیر البشر
بعد رسول خدا ابوبکر کو سمجھتا ہوں۔ آپ اس مسئلہ میں کیا حکم دیتے ہیں پس ابو حنیفہ صاحب نے غور و تامل
کے بعد فرمایا۔ کہ انکی افضلیت و جلالت مرتبہ کیلئے ان کا ضجیع رسول خدا ہونا ہی کفائیت کرتا ہے
کیونکہ بعد موت بھی ان کا معیت و مجاورت رسول خدا سے ممتاز ہونا انکی افضلیت کی واضح دلیل ہے
پس فضال نے ابو حنیفہ سے کہا میں نے اپنے بھائی سے یہ کہا تھا پس اس نے مجھے یہ جواب دیا۔ کہ وہ
مکان رسول خدا کا تھا۔ نہ ان دونوں کا پس انہوں نے ظلم کیا اپنے دفن میں اس مقام میں جسمیں انہیں
کوئی حق نہ تھا۔ اور اگر وہ مقام ان دونوں کا تھا۔ اور انہوں نے رسول خدا کو ہبہ کر دیا تھا۔ تو اس ہبہ سے
منکر ہو جانا۔ اور اپنے عہد کو فراموش کر دینا۔ انکی اسائیت و ضلالت پر دلالت کرتا ہے۔ پھر ابو حنیفہ
نے غور و تامل کے بعد کہا۔ کہ وہ مکان نہ رسول خدا اور نہ ان دونوں کا تھا لیکن انہوں نے حق عائشہ و حفصہ کو زیر نظر
رکھکر اس مقام میں استحقاق دفن حاصل کیا بحیثیت حق اپنی صاحبزادیوں کے پس کہا فضال نے ابو حنیفہ کو
میں نے اپنے بھائی کو یہ بات بھی کہی تھی۔ پس اس نے مجھے کہا۔ تو خوب جانتا ہے۔ کہ رسول خدا نو عدد
بیبیاں چھوڑ کر فوت ہوئے تھے پس ورثہ رسول خدا سے ہر ایک بی بی کو آٹھویں حصہ کا نواں حصہ ملنا چاہیے
تھا۔ اور وہ ایک بالشت مربع ہے۔ پس ان ہر دو کو اپنے مدفن کیلئے بالشت مربع زمین سے زیادہ کا
استحقاق کہاں سے حاصل ہوا۔ علاوہ اس کے اگر حضرت ابوبکر اپنی روائیت میں کہ پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں
ہوتا سچے تھے۔ تو عائشہ اور حفصہ کو یہ مکان کیوں اور کہاں سے ملا۔ کیونکہ عائشہ اور حفصہ اور ان کے والدین
مکہ کے باشندے تھے۔ مدینہ میں انکی کوئی جائیداد نہ تھی۔ اور نہ کسی روائیت سے اس بات کا پتہ چلتا ہے
کہ عائشہ اور حفصہ نے اپنے یا اپنے والدین کے خرچ سے مدینہ منورہ میں کوئی مکان بنایا تھا۔ اور

ہر دو کا دفن بلا استحقاق ہوا

اگر ابو بکر اس سعایت میں جھوٹے تھے۔ تو اپنے لیے جھوٹ کی کمائی کو ذریعۂ ایمان قرار دینا منافقت کا بیّنہ نشان ہے۔ علاوہ اس کے ۲۲ پارہ ربع اول میں ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم یعنے ایمان والو رسول خدا کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہو۔ اس آیت سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ (۱) رسول خدا کے گھروں میں بغیر اجازت داخل ہونا حرام ہے پس یار صاحبان اپنی اس مضاجعت و مصاحبت میں مرتکب حرام ہیں۔ تاوقتیکہ ان کے ہوا خواہ اس مجاورت کیلئے اذان رسولخدا کا ثبوت نہ دیں۔ (۲) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ گھر رسول خدا کے تھے۔ نہ عائشہ اور حفصہ کے جیسا کہ بعض جہال از محاورات عرب نے وقرن فی بیوتکن پارہ ۲۲ ربع اول کی حماقت سے سمجھا ہے۔ کیونکہ پارہ ۲۸ سورۂ طلاق میں مطلقہ عورتوں کی بابت لا تخرجوھن من بیوتھن میں نسبت بیوت بطرف نساء ہے۔ حالانکہ بیوت ناکح کے ہوتے ہیں۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے اس موقعہ پر کیا خوب کہا ہے۔ ؎

تجملتِ تبغلتِ ولو عشتِ تفیلتِ   لکِ التسع من الثمن وفی الکل تصرفتِ

مناقب آل ابیطالب جلد چہارم صفحہ ۶۵ سطر ۱۴ یہ اس وقت کا کلام ہے جس وقت بی بی عائشہ خچر پر سوار ہو کر چالیس سواروں کی معیت میں نعش امام حسین علیہ السلام کو روضۂ سرور کائنات میں دفن کرنے کی ممانعت و مدافعت کو آکر فرمانے لگیں۔ کہ تم لوگوں کو میرے ساتھ کیا عداوت ومخاصمت ہے۔ کہ داخل کرتے ہو تم میرے گھر میں ایسے شخص کو جس سے مجھے نہ انس ہے نہ محبت۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ اونٹ پر سوار ہو کر تو حضرت علی سے لڑی۔ اب خچر پر سوار ہو کر تو نے نعش حسن مجتبےٰ پر تیر برسائے۔ اگر تیری زندگی نے وفا کی۔ تو تو ہاتھی پر سوار ہوگی یعنی خون امام حسین میں بھی ضرور ہاتھ رنگے گی۔ تیرا ورثہ رسول خدا میں آٹھویں حصہ کا نواں حصہ تھا اور تو سب پر قبضہ جما بیٹھی ہے۔ اس شعر پر ایک ہجری شاعر نے تضمین کی ہے۔

ویوم الحسن الہادی علی بغلکِ اسرعتِ   ومانعتِ وخاصمتِ وقاتلتِ

وفی بیتِ رسول اللہ بالظلم تحکمتِ   ھل الزوجۃ اولی بالمواریث من البنتِ

تجملتِ تبغلتِ ولو عشتِ تفیلتِ   لکِ التسع من الثمن وفی الکل تصرفتِ

ضرب لیس۔ مولوی نور محمد ولد سلطان احمد امام جامع مسجد کندیاں نے جو اشتہار شیعان موچھ کے برخلاف شائع کیا تھا۔ اس پر مزید سرکشی کے لئے کیغرض سے مولوی کرم الدین ساکن بھیں نے مورخہ ۹-۶-۱۹۲۴ کو عدالت راجہ محمد افضل خانصاحب زائد افسر میانوالی میں جو بیان دیئے ہیں۔ ان کی نقل یہ ہے۔ کیا آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔

شیعوں کا سترہ ہزار آیت والا قرآن

ضمیر۔ اس نقل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اشتہار متنازعہ مولوی کرم الدین کا تیار کردہ جس کو مولوی کرم الدین نے تقیہ کرکے مولوی نور محمد کے نام شائع کیا۔ اور پھر اس اشتہار میں نقل عبارات و ترجمہ کتب شیعہ میں بد دیانتی کرنے کے علاوہ ایسے سوالات و اعتراضات کو درج کیا گیا ہے۔ جن کا ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہزاروں مرتبہ شیعہ جواب دے چکے ہیں۔ کما مر فی الجملہ آپ کی خاطر ان بیانات کا مختصراً جواب لکھتا ہوں۔ قول کرم الدین مسئلہ نمبر ۱ مندرجہ اشتہار کے متعلق کتاب جلاء العیون میں صفحہ ۱۵۰ درج ہے۔ کہ جناب امیر علی علیہ السلام نے قرآن جمع کرکے اصحاب کے پیش کیا۔ اور انہوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ اور فرمایا کہ تم لوگ تا ظہور قائم آل محمد اس قرآن کو نہ دیکھو گے۔ مسئلہ نمبر ۲ کے متعلق اصول کافی صفحہ ۶۷۱ کی عبارت پیش کرتا ہوں۔ وہاں پر درج ہے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء بہ جبرئیل الی محمد سبعۃ عشر الف آیۃ۔ امام جعفر صادق سے روائیت ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ قرآن جو جبرئیل محمد علیہ السلام پر لایا تھا۔ وہ سترہ ہزار[1] آیت کا تھا۔

[1] سنیوں کا اکیس ہزار تین سو چھیاسی آیت والا قرآن۔ تفسیر اتقان مطبوعہ مصر جلد اول نوع انیسواں ۱۹ صفحہ ۶۹ سطر دہم میں ہے۔ اخرج ابن الضریس من طریق عثمان بن عطاء عن ابیہ عن ابن عباس قال جمیع آی القرآن ستۃ آلاف آیۃ وستمائۃ آیۃ وست عشرۃ آیۃ وجمیع حروف القرآن ثلاثۃ مائۃ الف حرف وثلاثۃ وعشرون الف حرف وستمائۃ حرف واحد وسبعون حرفاً۔ ترجمہ بروائیت ابن عباس جمیع آیات قرآن مجید ۶۶۱۶ ہیں۔ اور حروف قرآن تین لاکھ تئیس ہزار چھ سو اکہتر ۳۲۳۶۷۱ ہیں پس اگر عدد حروف قرآن کو عدد آیات قرآن پر تقسیم کیا جائے۔ تو ہر ایک آیت تقریباً ۴۸ حروف کی ثابت ہوتی ہے۔ اس روائیت کو بطور تمہید یاد رکھ کر دوسری روائیت جو کتاب مذکور کی جلد اول صفحہ ۷۲ سطر ۱۲ میں منقول ہے۔ غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ اخرج الطبرانی عن عمر بن الخطاب مرفوعاً القرآن الف الف حرف وسبعۃ وعشرون الف حرف فمن قرأہ صابراً محتسباً کان لہ بکل حرف زوجۃ من الحور العین رجالہ ثقات الا شیخ الطبرانی محمد بن آدم بن ابی ایاس تکلم فیہ الذہبی لہذا الحدیث وقد حمل ذالک علی ما نسخ رسمہ من القرآن ایضاً اذ الموجود الآن لا یبلغ ہذا لعدد انتہی۔ ترجمہ امام طبرانی عمر بن الخطاب سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کے دس لاکھ اور ستائیس ہزار حرف ہیں۔ تو جو شخص اس قرآن کو صابراً و محتسباً پڑھے گا۔ تو بعوض ہر حرف کے اس کو ایک زوجہ ملے گی حوروں سے۔ رجال اس حدیث کے سب ثقات ہیں۔ مگر شیخ طبرانی محمد بن عبید بن آدم بن ابی ایاس کہ اس کے بارہ میں ذہبی نے اس حدیث کی وجہ سے کلام کیا ہے۔ اور اس حدیث کو اس پر حمل کیا ہے۔ کہ جو حروف منسوخ ہو گئے قرآن سے۔ وہ مراد ہیں کیونکہ موجودہ قرآن کی آئتیں اس تعداد حروف پر منتہی نہیں ہوتیں

(باقی برصفحہ ۵۶ دیکھو)

مخالفین سے ثبوت تحریف قرآن

جواب شیعہ یہ کوئی جدید اور انوکھی بات نہیں جسمیں شیعہ متفرد ہیں۔ بلکہ سنیوں کی کتابوں میں بھی یہ باتیں موجود ہیں۔ تفسیر اتقان مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۸۰ سطر ۱۳ میں ہے۔ قال الخطابی انما لم یجمع صلے اللہ علیہ وسلم القرآن فی المصحف لما کان یترقبہ من ورود ناسخ لبعض احکامہ او تلاوتہ فلما انقضی نزولہ بوفاتہ الہم اللہ الخلفاء الراشدین ذالک وفاء بوعدہ الصادق بضمان حفظہ علی ہذہ الامۃ فکان ابتداء ذالک علی ید الصدیق بمشورۃ عمر ترجمہ سوائے اسکے نہیں کہ جمع نہیں ہوا کسی صحیفہ میں قرآن زمانہ رسولخدا میں کیونکہ رسولخدا کو بعض احکام اور بعض تلاوتوں کے منسوخ ہونیکی امید تھی۔ پس جب قرآن مجید کا نزول مکمل ہوگیا۔ ساتھ وفات رسولخدا کے۔ الہام کیا خدا نے خلفاء راشدین کو جمع کرنے قرآن مجید کا واسطے پورا کرنے عہد رسولخدا کے بوجہ ضامن ہونے خدا کے واسطے محافظت قرآن کے اس امت کیلئے پس ابتداء جمع قرآن کی ابوبکر کے ہاتھ پر ہوئی۔ ساتھ مشورہ عمر کے اور تفسیر اتقان مذکور جلد اول کے صفحہ ۶۲ سطر اخیر میں ہے۔ فمنہم من رتبہا علی النزول وہو مصحف علی کان اولہ اقرأ ثم المدثر ثم نون ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر وہکذا الی آخر المکی والمدنی ترجمہ بعض صحابہ وہ ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو موافق نزول قرآن جمع کیا۔ اور وہ مصحف علی مرتضےٰ ہے۔ جس کے ابتداء سورہ اقرأ پھر سورۂ مدثر پھر سورہ نون پھر سورۂ مزمل پھر سورۂ تبت پھر سورۂ تکویر اور اسی طرح پہلے سورۂ مکیہ پھر سورۂ مدنیہ جمع تھیں۔ اور صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۷۶ سطر ۲۵ میں ہے۔ واخرج ابن ابی داؤد عن محمد بن سیرین قال لما توفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابطأ علی عن بیعۃ ابی بکر فلقیہ ابوبکر فقال اکرہت امارتی فقال لا ولاکن آلیت لا ارتدی بردائے الا الی الصلوۃ حتی اجمع القرآن فزعموا انہ کتبہ علی تنزیلہ قال محمد بن سیرین لو اصبت ذالک الکتاب کان فیہ العلم ترجمہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲) پس اگر مطابق اس روایت عمر بن الخطاب خلیفہ دوئم سنیوں کے ہم تعداد حروف قرآن کو یعنے دس لاکھ اور ستائیس ہزار حروف قرآن کو ۴۸ پر تقسیم کریں۔ جو بلحاظ روایت اول ہر آیت کے حروف کا اوسط ہے۔ تو قرآن مجید کی تقریباً اکیس ہزار تین سو پچانوے آیتیں قرار پاتی ہیں۔ اور موجودہ قرآن مجید کی آیات اس عدد پر نہیں پہنچتیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اکیس ہزار تین سو پچانوے آیت والا قرآن غائب ہے۔ پس جس حکمت و غرض کیلئے یہ قرآن جس مقام میں مخفی رکھا گیا ہے۔ وہیں سترہ ہزار آیت والا قرآن بھی موجود ہے۔ اس روایت کے ملاحظہ کے بعد جو شخص شیعوں کو قرآن موجودہ کا معتقد نہ مانیں وہ اپنی نظرت میں عمر کا شریک ہے۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲

جب فوت ہوئے رسول خدا تو علی مرتضےٰ نے بیعت ابوبکر میں توقف کیا۔ پس علی مرتضےٰ کو ابوبکر ملے۔ اور کہا کہ آپ کو میری امارت ناپسند ہے۔ فرمایا علی مرتضےٰ نے مجھے تمہاری امارت ناپسند نہیں۔ بلکہ میں نے عہد کیا ہے۔ کہ نہ اوڑھوں گا میں چادر سوائے نماز کے جبتک کہ قرآن جمع نہ کر لوں پس صحابہ کا اعتقاد تھا۔ کہ علی مرتضےٰ نے قرآن مجید کو مطابق نزول جمع کیا تھا۔ کہا ابن سیرین نے اگر وہ قرآن معمول بہ ہوتا تو اس سے علم کثیر ظاہر ہوتا۔ اور تفسیر اتقان جلد دوئم صفحہ ۲۵ سطر سوئم میں ہے۔ عن نافع عن ابن عمر قال لا یقولن احد کم قد اخذت القرآن کلہ وما یدریہ ماکلہ قد ذھب منہ قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت منہ ماظھر ترجمہ ابن عمر اپنے معتقدین کو قرآن کی بابت تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ کوئی شخص یہ نہ کہے۔ کہ مجھے پورا قرآن ملا ہے۔ پورا قرآن کسی کو نہیں ملا اور نہ کوئی جانتا ہے۔ کہ پورا قرآن کسقدر تھا کیونکہ بہت حصہ قرآن کا جاتا رہا ہے۔ البتہ یہ کہو کہ قرآن مجید جسقدر ظاہر تھا۔ وہ ہمکو ملا ہے۔ انتہےٰ پس ان احادیث کا جو تم جواب دو گے۔ وہی ہمارا جواب ہے۔ اور جس جگہ ابوبکر کا جمع شدہ قرآن رکھا ہے۔ وہیں علی مرتضےٰ کا جمع شدہ قرآن بھی پڑا ہے۔ یا ہر دو قرآن مذکورہ ان قرآنوں میں جل گئے۔ جو حضرت عثمان نے جلائے تھے جیسا کہ صحیح بخاری اور اتقان میں لکھا ہوا ہے۔ ان باحیا معترضین سے بزرگان دین کا قرآن کے بارہ میں جو عقیدہ نقص و تحریف و تغیر و احراق و اہانت کے متعلق جو اقوال ہیں۔ ان کا تحریر کرنا میرے امکان سے باہر ہے۔ جس شخص کو شوق ہو۔ وہ کتاب مستطاب حسن الشیعۃ و صدر الشریعۃ استقصار افحام و مجلدات الشمس کو دیکھے اور پھر شیعوں اور سنیوں کے عقاید کو میزان انصاف پر تولے سب امور منکشف ہو جائیں گے۔ اگر قرآن کی کچھ وقعت بھی اہل سنت کے یہاں ہوتی۔ تو ان کے خلیفہ ثالث کیوں احراق کے مرتکب ہوتے۔ اور معاویہ بن ابو سفیان کیوں صفین میں اس کے اوراق کو نیزوں پہ بلند کروا کر خون آلودہ کرتا۔ اور کیوں خلیفہ دوازدہم ولید تیروں سے غربال کرتا۔ اور کیوں ان کے یہاں بول و خون سے (العیاذ باللہ) اس کا لکھنا خلاف احترام نہ ہوتا شیعوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ کہ قرآن موجودہ ناقص و متروک الآیات ہے۔ بلکہ یہ عقیدہ سنیوں کا ہے۔ گویا جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان کو اسی غرض سے جمع کیا ہے۔ ائمہ معصومین علیہم السلام نے شیعوں کو اس قرآن پر جو بین الدفتین موجود ہے عمل کرنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے۔ اور علما نے اس حکم کو عقاید شیعہ میں داخل فرمایا ہے چنانچہ رسالہ اعتقادیہ آخوند صاحب محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ مطبوعہ لکھنو صفحہ ۱۱ سطر ۱ نمبر میں لکھا ہوا ہے ویجب ان تومن بحقیقۃ القرآن وما فیہ مجملاً وکونہ منزلاً من عند اللہ تعالےٰ وکونہ معجزاً وانکارہ والاستخفاف بہ کفر وکذا فعل ما یستلزم الاستخفاف

[illegible]

[illegible]

بہ محرفہ ترجمہ واجب ہے۔ کہ ایمان لائے تو ساتھ صداقت وحقیت قرآن کے۔ اور اس امر پہ کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اور قرآن مجید کا انکار اور اسکی کفر ہے۔ اور ایسے ہی وہ کام جس سے قرآن کی ہتک مستنبط ہو۔ جیسے قرآن مجید کا جلانا۔ اب ذرا آپ قرآن کی بابت سنت جماعت کے عقائد ملاحظہ فرمادیں۔

تفسیر اتقان مطبوعہ مصر جلد دویم ۷۲ سطر ۱۳ میں ہے۔ وان احرقها بالنار فلا بأس احرق عثمان مصاحف کان فیها آیات وقرأت منسوخة ولم ینکرعلیه احد ترجمہ اگر اوراق ضعیف شدہ قرآن مجید کو آگ سے کوئی جلائے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ عثمان نے صحابہ کے جمع شدہ ایسے قرآن کو جلایا جسمیں آیات اور قرآت تھے۔ اور ان پر کسی نے مواخذہ نہیں کیا۔ علاوہ اس کے فتاوی قاضیخان جلد چہارم کتاب الحظر والاباحة میں مرقوم ہے۔ والذی رعف فلا یرقأ دمه فاراد ان یکتب بدمه علی جبهته شیئاً من القرآن قال ابوبکر الاسکاف یجوز قیل لوکتب بالبول قال لوکان فیه شفاء لا بأس به قیل لو کتب علی جلد میتة قال ان کان فیه شفاء جاز ترجمہ جس شخص کی نکسیر جاری ہو۔ اور بند نہو پس وہ ارادہ کرے لکھنے قرآن مجید کا ساتھ خون نکسیر کے پیشانی اپنی پر فرمایا ابوبکر اسکاف نے جائز ہے۔ کہا گیا اگر لکھا جاوے قرآن مجید کو ساتھ پیشاب کے فرمایا ابوبکر نے اگر اسمیں شفا ہو تو کوئی ڈر نہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ چمڑے مردار پر قرآن مجید کا لکھنا جائز ہے۔ فرمایا انہوں نے اسمیں شفا ہو تو جائز ہے۔ علاوہ اس کے کتاب ادب الدنیا والدین الماوردی مذکور مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۲ کا تتمہ وحکی ان الولید بن یزید بن عبد الملک تفاءل یوماً فی المصحف فخرج قوله تعالی واستفتحوا وخاب کل جبار عنید فمزق المصحف وانشأ یقول۔

أتوعد کل جبار عنید • فها انا ذاک جبار عنید

اذا ما جئت ربک یوم حشر • فقل یارب مزقنی الولید

ترجمہ ایک دن ولید نے قرآن مجید میں فال دیکھا پس اس کے فال میں تیرہویں پارہ کے چوہدویں رکوع کی آیت برآمد ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ فتح چاہی پیغمبروں نے کفار کی ہلاکت پر خدا سے اور خائب و خاسر ہوا ہر سرکش عناد کرنیوالا پس قرآن مجید کو ولید نے پھاڑ کر دو شعر انشا کئے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ کیا ڈراتا ہے۔ تو ہر جابر سرکش کو پس متنبہ ہو میں ہوں جابر اور سرکش جب پہنچے تو خدا کے پاس قیامت میں پس کہہ بتلانا اے پروردگار ولید نے مجھے پھاڑا تھا۔ علاوہ اسکے احکام خدا پر بھی بوجہ شفقت قرآن مجید بمعنی مخاطب کو چنداں وثوق نہ تھا۔ جیسا کہ کتاب مستطرف مذکور جلد دویم صفحہ

مخالفین میں قرآن کا جلانا جائز ہے۔ مخالفین میں قرآن کو لہو و بول سے لکھنا جائز ہے۔ مخالفین کے بارہویں امام کا قرآن کو پھاڑنا۔

انسداد شراب از حضرت صلعم

۴۴ سطرہ میں ہے۔ قد انزل اللہ تعالیٰ فی الخمر ثلاث آیاتٍ الاولیٰ قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیرٌ ومنافع للناس الآیۃ فکان من المسلمین من شارب وتارک الی ان شرب رجل فدخل فی الصلوٰۃ فھجر فنزل قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون فشربھا من شربھا من المسلمین وترکھا من ترکھا حتی شربھا عمر رضی تعالیٰ عنہ فاخذ لحی بعیرٍ وشج بہ راس عبد الرحمن بن عوف ثم قعد ینوح علی قتلی بدرٍ بشعر الاسود بن یعفر یقول

وکاین با القلیب قلیب بدرٍ	من الفتیان والعرب الکرام
ایوعدنی ابن کبشۃ ان سنحیا	وکیف حیوۃ اصداءٍ وھام
ایعجز ان یرد الموت عنی	وینشرنی اذا بلیت عظامی!
الا من مبلغ الرحمن عنی	بانی تارک فرض الصیام
فقل للہ یمنعنی شرابی!	وقل للہ یمنعنی طعام

فبلغ ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج مغضباً یجر ردائہ فرفع شیئاً کان فی یدہ فضربہ بہ فقال اعوذ باللہ من غضبہ وغضب رسول اللہ فانزل اللہ تعالیٰ اِنما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتھینا انتھینا ومن الاخبار المتفق علیھا فی تحریمھا قول سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ مدمن خمرٍ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما نھانی ربی بعد عبادۃ الاوثان عن شراب الخمر انتھےٰ ترجمہ۔ شراب کی ممانعت میں خدا نے تین آیتیں اتاریں۔ پہلی آیت دوسرے پارہ کے دسویں رکوع میں جس کا ترجمہ یہ ہے سوال کرتے ہیں تجھے اے رسول شراب سے کہ اس کا پینا کیسا ہے۔ اور قمار بازی سے کہ کھیلنا جوئے کا کیسا ہے کہہ تو اے رسول کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ اور فائدے ہیں۔ واسطے آدمیوں کے اور گناہ ان دونوں کا بڑا ہے۔ فائدے ان دونوں سے پس نزول اس آیت کے بعد مسلمانوں سے بعض شراب پیتے رہے۔ اور بعض باز آگئے۔ یہانتک کہ ایک شخص شراب پیکر نماز میں داخل ہوا۔ اور ہذیان بکنے لگا۔ پس نازل فرمایا خدا نے دوسری آیت کو جو پانچویں پارہ کے تیسرے رکوع میں

جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے ایمان والو۔ نماز نہ پڑھو تم جس وقت کہ نشہ میں ہو تم۔ یہانتک کہ سمجھو تم اپنی باتوں کو۔ پس پیا شراب کو جس کسی نے پیا۔ اور چھوڑا شراب کو جس کسی نے چھوڑا۔ یہانتک کہ حضرت عمر بن الخطاب نے شراب پیکر اونٹ کی ہڈی سے عبدالرحمن بن عوف کا سر زخمی کیا۔ اور پھر کفار بدر کے مقتولین پر اشعار اسود بن یعفر سے نوحہ کرنے لگے۔ بہت سے ایسے جوان اور اشراف عرب ہیں جو میدان بدر کے کنوئیں میں مردہ پڑے ہیں۔ کیا مجھے گڈریا (العیاذ باللہ) یہ بات کہکر ڈرا سکتا ہے۔ کہ ہم عنقریب زندہ ہونگے۔ (یعنے اعمال کی سزا کیلئے قیامت کے روز زندہ ہونگے) حالانکہ بوم وصیدہ کی زندگی دوبارہ کیونکر ہوسکتی ہے۔ (یعنے یہ قول خلاف عقل ہے۔ کہ مرنے کے بعد پھر کوئی شخص زندہ ہوسکے۔) جو شخص بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔ کیا وہ شخص اسبات سے عاجز ہوسکتا ہے۔ کہ میری موت ہی کو پلٹا دے۔ آیا کوئی ایسا ہے۔ جو میریطرف سے رحمان کو خبر کردے۔ کہ میں روزے نہیں رکھتا ہوں۔ اور اس کے بعد اس سے یہ بھی کہدے۔ کہ وہ مجھے کھانے پینے سے باز رکھے۔ (یعنے چونکہ مجھے خدا کا یقین ہی نہیں ہے۔ اسلئے میں روزہ کو ترک اور امر لغو و باطل سمجھتا ہوں) پس اس واقعہ کی اطلاع رسولخدا کو پہنچی۔ پس آپ غصہ کی حالت میں چادر گھسیٹتے ہوئے باہر آئے۔ اور جو چیز ہاتھ میں لیئے ہوئے تھے۔ اس سے عمر کو مارا پس کہا عمر نے میں خدا کی پناہ میں ہوں۔ اوس کے اور اس کے رسول کے غضب سے پس خدا نے تیسری آیت نازل فرمائی جو ساتویں پارہ کے پہلے رکوع میں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے ایمان والو سوائے اس کے نہیں کہ شراب اور سب نشہ کی چیزیں اور جوا اور بت کھڑے ہوئے۔ واسطے پوجنے کے اور تیر حصوں کے تقسیم کرنے کے ناپاک اور عمل شیطان سے ہیں۔ پرہیز کرو تم ان سے تاکہ تم نجات حاصل کرو۔ سوائے اس کے نہیں کہ چاہتا ہے شیطان کہ ڈالدے درمیان تمہارے دشمنی اور بغض کھانے پینے شراب اور کھیلنے جوئے کے۔ اور بند کرے تمہیں یاد خدا سے اور نماز سے پس کیا تم باز رہنے والے ہو۔ پس کہا عمر نے باز آئے ہم باز آئے ہم۔ اب اس عہد پر آپ کا ثبات اور شراب سے باز رہنے کا ذکر سنیئے۔ حیوۃ الحیوان مطبوعہ مصر جلد اول لغت دیک صفحہ ۲۹۱ سطرہ ۱ میں ہے۔ لما طعن قیل لہ ما احب الاشربۃ الیک یا امیر المومنین قال النبیذ فسقوہ نبیذ انخرج من جرحہ ترجمہ حضرت عمر علیہ کو جب

ایمان ابوبکر و عمر [illegible]

عہ۔ اب اس ان خلیفہ صاحب کی اس عادت کو امام اعظم ابو حنیفہ صاحب نے مدنظر فرما کر حرمت شراب کا فتویٰ ندیا۔ جیسا کہ رد المختار جلد پنجم صفحہ ۳۸ میں ہے۔ رفی المعراج قال ابو حنیفہ لو اعطیت الدنیا بحذا فیرھا لا افتی بحرمتہا لان فیہ تفسیق بعض الصحابۃ و لو اعطیت لشربہا لا اشربہا ترجمہ کتاب معراج میں ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا۔ کہ اگر دنیا کے تمام خزانے مجھے دیدیئے جاویں تبھی میں

(باقی برصفحہ ۵۸ نوشتہ ہست)

برچھی لگی۔ تو ان سے دریافت کیا گیا۔ کہ کون شربت آپ کو زیادہ پسند ہے۔ کہا امیر المومنین۔ کہا انہوں نے شراب۔ پس حاضرین نے آپکو شراب پلایا۔ پس وہ شراب ان کے زخم سے خارج ہو گیا۔ اور یہ واقعہ صحیح بخاری جلد دوئم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۳ سطر ۲ باب مناقب عثمان اور تاریخ الخلفاء سیوطی مذکور صفحہ ۹۳ سطر ۱۰۔ اور صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳ سطر ۱ میں بھی مرقوم ہے جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ اور نبیذ پس وہ شراب کا نام ہے۔ جیسا کہ غیاث اللغات مطبوعہ نولکشور ۴۴۲ میں ہے۔ نبیذ شرابے کہ از خرما و جو وغیرہ سازند و در استعمال فارسی این لفظ بدال مہملہ نیز صحیح باشد۔ از منتخب و لطائف و سراج۔ اور فتاوی قاضیخان مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۰۷ سطر ۲ میں مرقوم ہے۔ کہ نبیذ شراب کا نام ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۰۷ سطر ۲۸ میں مرقوم ہے۔ کہ شرابخور فساق کی اصطلاح میں نبیذ خوار کہلاتا ہے۔ اور کتاب الحجۃ مطبوعہ نولکشور جزو سوم صفحہ ۲۲۵ کے تتمہ میں لکھا ہوا ہے۔ الخمر شراب مست کنندہ کہ از انگور گرفتہ شود و آنچہ از غیر انگور است مثل خرما و مویز و عسل و جو و گندم و مانند آنہا را نبیذ و بغایت صاف کردہ شدہ را نقاع ۔ ۔ ۔ مند فے الجلاب ان اصحاب ثلاثہ مذکورہ بل اصحاب ربعہ مذکورہ کی جلالت و عظمت کا ناظرین اندازہ فرماویں۔ (۱) ولید بن یزید بن عبد الملک جو خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین سلسلہ خلافت صدیقی و فاروقی کے موتی ہوا۔ جیسا کہ تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۱ و شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۸۴ ملل و نحل عبد الکریم شہرستانی قلمی ورق ۶ اور صواعق محرقہ صفحہ ۱۲ اور فتح الباری جلد سوئم ۱۸۴ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور سلسلہ خلافت میں ان کے انتخاب کے اسباب میں سے ہتک عزت قرآن ہے۔ کما مر

(۲) تاریخ الخلفاء مذکور صفحہ ۸۱ سطر ۲ میں ہے۔ کہ صحابہ نبی علیہ السلام کو کبھی شک نہ تھا۔ کہ سکینہ (وحی) زبان عمر سے بولتی ہے۔ اقول گویا واقعات مندرجہ بالا کا ارتکاب آپنے بذریعہ وحی فرمایا۔

(۳) اور تاریخ الخلفاء مذکور در مناقب حضرت عثمان صفحہ ۱۰۵ سطر ۲۴ میں ہے۔ ترمذی اور حاکم نے روایت کی۔ کہ حضرت عائشہ نے فرمایا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا۔ کہ خدا تعالے تجھے ایک قمیص خلافت عطا کرے گا جب منافق اُسے اتار دینے کو کہیں تو نہ اتارنا۔ یہانتک کہ تو مجھے آملے۔ اقول اس روایت سے حضرت عثمان کی غایت درجہ کی عظمت و جلالت کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ مدینہ منورہ کے اکثر باشندگان جو سب کے سب مہاجر و انصار و صحابہ رسول خدا تھے حضرت عثمان کی بے ادبی کی پاداش میں منافق قرار پائے۔ اور حضرت عثمان کی صفات حمیدہ کا وزن قرآن

(حاشیہ از صفحہ ۵۷ آمدہ) حرمت شراب کا فتوی نعوذ باللہ کیونکہ اس سے بعض صحابہ کا فاسق ہونا ثابت ہو گا۔ اور جو کوئی مجھے ساری دنیا دیدے شراب پینے پر تو میں ہرگز نہ پیوں گا۔ (از ملفوظات الصالحین مرزا احمد سلطان خاں در گورگانی مدظلہ مطبوعہ ۲۷۔ نومبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۱۵) ۱۲-۱۳

جلانے کی انگیٹھی میں کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ اس کے اہل سنت جماعت کے یہاں بھی اس روائیت کے ذریعہ اکثر اصحاب کا نفاق ثابت ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اس روائیت کے ملاحظہ کے بعد شیعوں کو ایسی روایات مشتملہ بر نفاق صحابہ کے اخراج کا طعن نہ دینے کے علاوہ علی مرتضےٰ کے حق میں قتل عثمان کے موقعہ پر دو باتوں میں سے ایک کو ضرور قبول کریں گے۔ (۱) قتل عثمان میں علی مرتضےٰ راضی تھے۔ (۲) ناراض تھے۔ صورت اول میں علی مرتضےٰ اور عثمان دونوں حق پرست ثابت نہیں ہو سکتے۔ پس بفرمودۂ رسول خدا علی مع الحق والحق معہ اللھم ادر الحق حیث ما دار علی یعنے علی حق کے ہمراہ اور حق علی کے ہمراہ ہے۔ الٰہی حق کو علی کے ساتھ پھیر جدہر وہ پھیریں۔ علی حق پرست اور عثمان باطل پرست ثابت ہوئے۔ اور صورت دوئم میں کیا علی مرتضےٰ تمہارے یہاں بہادر مانے جاتے ہیں یا بزدل صورت اول میں باوجود قدرت وشجاعت آپ کا محافظت عثمان سے باز رہنا عثمان کی سوء عاقبت کا پختہ نشان ہے۔ اور شق ثانی بسبب روائیت ودرائت کے خلاف ہونے کی وجہ سے صریح البطلان ہے۔ اور مؤتمرین قرآن کا چوتھا شخص ابوبکر اسکاف ہے۔ جن کی بابت کتاب فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ مصنفہ مولوی عبدالحی لکھنوی مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنو صفحہ ۵ میں ہے۔ محمد بن احمد ابوبکر الاسکاف البلخی امام کبیر جلیل القدر اخذ الفقہ عن محمد بن سلمۃ عن ابی سلیمان الجوزجانی وتفقہ علیہ ابوبکر الاعمش محمد بن سعید وابو جعفر الھندوانی یعنے احمد ابوبکر اسکاف بلخی امام بزرگ وجلیل القدر ہیں فقہ حاصل کی اس نے محمد سلمۃ سے انہوں نے ابوسلیمان جوزجانی سے۔ اور ان سے ابوبکر اعمش محمد بن سعید نے اور ابوجعفر ہندوانی نے فقہ حاصل کی۔ انتہے اقول یہ وہ حضرت ہیں۔ جو قرآن مجید کو بول وخون کیساتھ لکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ پس جن حضرات کے دلوں میں قرآن مجید کی ایسی عظمت ہو۔ وہ قرآن مجید کو یاد کر سکتے ہیں۔ حاشا۔ کلا۔ اس واقعہ کے متعلق ابن الحدید جزو دوازدہم صفحہ ۵۹ سطر چہارم میں ہے۔ وروی مالک عن نافع عن ابن عمر ان عمر تعلم سورۃ البقرۃ فی اثنتا عشرۃ سنۃ فلما ختمہا نحر جزوراً ترجمہ ابن عمر سے منقول ہے۔ کہ تحقیق عمر نے سورۂ بقرہ کو ۱۲ سال میں سیکھا۔ پس جب آپ نے سورۂ بقرہ کو ختم کیا۔ تو تشکراً کئی اونٹ قربانی دیئے۔ جن حضرات کے ایسے مرشد ہوں۔ وہ اگر کسی کو حفظ قرآن کے متعلق طعنہ دیں۔ تو بیجا ہے۔ فقط۔

قول کرم الدین مسئلہ نمبرہ کے متعلق اصول کافی صفحہ ۱۴۶ میں درج ہے۔ وان عندنا لمصحف فاطمۃ علیہا السلام وما یدریھم ما مصحف فاطمۃ علیہا السلام قال

بابت مصحف فاطمہ علیہا السلام

قلت وما مصحف فاطمة قال مصحف فیه مثل قرآنکم هذا ثلاث مرات
والله مافیه من قرآنکم حرف واحد قال هذا والله العلم قال انه لعلم ماهو بذلك
اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہمارے ہاں ایک قرآن مصحف فاطمہ ہے۔ جو اس قرآن سے تین گنا زائد ہے۔
خدا کی قسم اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔ **جواب شیعہ** یہ حدیث صداقت
و روحانیت سے مملو اصول کافی کتاب الحجۃ جزو سوم ۱۸۰ میں درج ہے۔ اس پر اعتراض کرنیوالہ
جبیل الفطرت خاندان رسالت کی عظمت و جلال سے بے بہرہ ہے۔ یہ حدیث مطابق مزعومات
نبی نحلہ مخاطب ابن عمر کی اوس حدیث کا شرح ہے۔ جو نوع ۴۷۔ اتقان میں درج ہے۔ اور جس کا
ترجمہ یہ ہے۔ ابن عمر اپنے معتقدین کو قرآن کی بابت تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ کوئی شخص یہ
نہ کہے۔ کہ مجھے پورا قرآن ملا ہے۔ پورا قرآن کسی کو نہیں ملا۔ اور نہ کوئی جانتا ہے۔ کہ پورا قرآن کسقدر تھا۔
کیونکہ بہت حصہ قرآن کا جاتا رہا ہے۔ البتہ یہ کہو تم۔ کہ قرآن مجید جسقدر ظاہر تھا۔ وہ ہمکو ملا ہے۔
پس بقول عبداللہ بن عمر خلیفہ زادہ مخاطب قرآن کے اس حصہ کثیر مفقود کا نام مصحف فاطمہ
ہے۔ اور تتمہ حدیث کافی میں جس علم کا ذکر ہے۔ اس سے مراد وہ علم ہے جس کیلئے ابن سیرین
فرماتے تھے۔ کہ قرآن جمع شدہ علی مرتضٰے جو مطابق نزول تھا۔ اگر ہاتھ آتا۔ تو اس میں علم کثیر تھا
جیسا کہ صواعق محرقہ سے نقل کیا جا چکا ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ مصحف فاطمہ سے مراد وہی قرآن ہو
جو علی مرتضٰے نے جمع کیا تھا۔ علاوہ اس کے قرآن مجید موجود کیلئے ظاہر و بواطن ہیں۔ پس
قرآن موجود کے بواطن کی تفصیل کا نام مصحف فاطمہ ہے۔ جس میں ظاہر قرآن موجودہ کا کوئی حکم
نہیں۔ اور مصحف فاطمہ کے متعلق اپنے تازیانہ بدعت میں آپنے جو خامہ فرسائی کی ہے۔ اور قلم
کی جولان دیکھائی ہے۔ آپکی قوت فہم کا اعلےٰ نمونہ ہے حضرت مراد امام علیہ السلام کی لیس
فیه من قرآنکم شیٔ سے وہ نہیں ہے۔ جو آپنے سمجھی ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ مصحف فاطمہ
میں علم ماکان وما یکون الی یوم القیامۃ بالتفصیل مرقوم ہے۔ اور قرآن موجود سے جو علوم احکام
لوگوں کی سمجھ میں آتے ہیں۔ اس کے علاوہ علوم مصحف فاطمہ میں موجود ہیں۔ اور آیہ وافی
هذا یه ولا رطب ولا یابس باعتبار احتیاج امت کے ہے۔ ورنہ اس تقدیر پہ لازم آتا
ہے کہ علم الغیب جو مخصوص خدا ہے۔ وہ بھی اس قرآن میں موجود ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔
قرآن سے جو مطالب سائر ناس علاوہ ائمہ معصومین علیہم السلام کے سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ اس کی
طرف اضافت قرآنکم اشارہ کر رہی ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا لیس فیه من قرآنکم شیٔ

اوس کے علاوہ علوم مصحف فاطمہ میں موجود ہیں۔ اس سلئے کہ قرآن سے علوم کا استخراج کرنا۔ اور اس کا سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں۔ انما یعرف القرآن من خوطب به واھل البیت ادری بما ھو فیه۔ اگر ہر شخص مطالب قرآن سمجھتا۔ تو تمہارے امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم تلمیذ رشید امام ابوحنیفہ کیوں ہارون رشید کو اس کے باپ مہدی کی مستعملہ زوجہ سے دل ٹھنڈا کرنیکی اجازت دیتے۔ علاوہ اس کے اس حدیث میں جن تعریضات رکیکہ و خیالات باطلہ سے تم نے کام لیا ہے۔ توجیه القول بما لا یرضی به قائلہا کا مصداق ہیں۔ کیونکہ اس حدیث کے بعد متصل دوسری حدیث میں ماہیت مصحف فاطمہ بالتفصیل موجود ہے۔ اور اس حدیث کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ جب رسول خدا نے انتقال کیا۔ تو حضرت کی مفارقت و شرارت اشقیاء کے باعث فاطمہ علیہا السلام بجید محزون ہوئیں۔ پس خدا نے انکی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ تاکہ اس مصیبت کے وقت آپ کی دلجوئی کرے۔ آپ نے اس فرشتہ اور اس کی گفتگو کا جناب امیر علیہ السلام سے ذکر کیا پس امیر المومنین علیہ السلام نے اُن سے فرمایا۔ کہ جب فرشتہ آئے۔ اور آپ سے باتیں کریں۔ تو مجھے اطلاع کیجئے گا۔ خاتون قیامت علیہا السلام نے بموجب ارشاد امیر المومنین فرشتہ کے آنیکی انکو خبر دے پس امیر المومنین علیہ السلام فرشتہ کی اس کلام کو سنتے اور قلمبند فرماتے رہے۔ جو فاطمہ علیہا السلام سے وہ کرتا رہا۔ یہانتک کہ آپ نے ایک کتاب اس مکالمہ سے مرتب فرمائی۔ راوی کہتاہے۔ کہ بعد اس کے امام علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ خبردار ہو تم۔ اس مصحف میں مسائل حلال و حرام نہیں۔ بلکہ اس مصحف میں علم حوادثات ہے۔ جو امیر المومنین نے قرآن موجود سے بتعلیم الٰہی مستنبط فرمائے۔ یہ ہے ماہیت مصحف فاطمہ جو خود امام علیہ السلام نے بیان فرمائی۔ قول کرم دین مسئلہ نمبر ۳ بھی صفحہ ۱۴۵ اصول کافی یہ ہے۔ وہاں درج ہے۔ وان عندنا الجامعة قال قلت جعلت فداك وما الجامعة قال صحيفة طولها سبعون ذراعا۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا۔ کہ ہمارے یہاں ایک جامع ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے پوچھا۔ کہ میں آپ پر قربان وہ جامع کیا ہے۔ امام نے فرمایا۔ قرآن ہے جس کی لمبائی ستر گز ہے۔ مسئلہ نمبر ۴ بھی اوپر کی کتاب میں صفحہ ۱۴۶ پر درج ہے۔ وہ یہ ہے۔ وان عندنا الجعفر وما يدريهم ما الجعفر قال قلت وما الجعفر قال وعاء ادم فيه علم النبيين والوصيين وعلم العلماء الذين مضوا من بنی اسرائیل اس کا ترجمہ یہ ہے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا۔ کہ ہمارے پاس ایک جفر ہے۔ اور انکو معلوم ہو۔ کہ وہ جفر کیا ہے۔ وہ ایک چمڑے کا تھیلا ہے۔ جس میں پیغمبروں اور وصیوں و نبیوں

مخالفین شیاطین سے احادیث لیتے ہیں۔

کے علم ہیں جواب شیعہ بمصداق مثل مشہور سہ کافر ہمہ راکیش خود پندارد !+ مخاطب نے احادیث معصومین علیہم السلام کو اپنی احادیث مرویہ شیاطین پر محمول کر کے اعتراض کیا ہے غرضیکہ زنہ قول معصوم پر اعتراض کرنا باستثنائے نفیس الفطرت نہ صرف مشکل بلکہ محال ہے۔ روات مجمع القرآن مطبوعہ لکھنو صفحہ ۲۸ سطر ۱ میں ہے۔

روی عامر بن عبیدة عن النبی صلعم ان الشیطان یاتی القوم فی صورة الرجل یعرفون وجهہ ولا یعرفون نسبہ فیحدث ثم فیقولون حدثنا فلان ما اسمہ لیس تعرفونہ کذا فی الاستیعاب ترجمہ عامر بن عبیدہ رسول خدا سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ شیطان قوم کے پاس ایسے شخص کے حلیہ میں آتا ہے۔ جس کا وہ حلیہ جانتے ہیں۔ اور اس کی حسب نسب نہیں جانتے ہیں۔ پس وہ اس قوم کے پاس حدیث بیان کرتا ہے۔ پس قوم کہتی ہے۔ ہم سے فلاں شخص نے حدیث بیان کی۔ اسکا نام کیا ہے۔ کیا تم اس کو نہیں پہچانتے ہو۔ اسیطرح ہے استیعاب میں۔ المختصر مخاطب نے حدیث جامعہ مذکورہ میں تقلید اسلاف خود بوجہ معاندت خاندان رسالت صحیفہ کا ترجمہ قرآن کیا ہے! ایسا نہیں۔ بلکہ صحیفہ کے معنے کتاب کے ہیں۔ چنانچہ قاموس باب الفاء فصل الصاد میں ہے۔ والصحیفة الکتاب اور غیاث اللغات صفحہ ۲۶۱ میں ہے۔ صحیفہ بمعنی کتاب ورسالہ از منتخب البتہ ابوبکر نے اپنے جمع شدہ قرآن کا نام مصحف رکھا۔ جیسا کہ تاریخ الخلفا مذکور ص۵ اولیات ابوبکر میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ سب سے پہلے اُن ہی نے قرآن جمع کیا۔ اور مصحف اسکا نام رکھا۔ باقی رہا۔ لفظ ستر گز۔ جیسے آپ لشکر بغاة کو جھکاتے اور بھڑکاتے اور حق سے ہٹاتے ہیں۔ پس وہ آپ کی جہالت و رذالت کا پورا ثبوت ہے۔ تمہارے مہنت بیضاوی اپنی تفسیر مطبوعہ نولکشور جلد اول ص۳۴۲ آیۃ ان تستغفر لہم سبعین مرة فلن یغفر اللہ لہم کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ ان المراد بہ التکثیر دون التحدید وقد شاع استعمال السبعة والسبعین و سبعمائة ونحوها فی التکثیر لاشتمال السبعة علی جملة اقسام العدد وکانہ العدد باسرہ ترجمہ مراد ستر سے کلام خدا وغیرہ احادیث میں کثرت اور بہتات ہے۔ نہ عدد معین۔ اور محاورۂ عرب میں کثرت وبہتات کے مواضع میں استعمال سات اور ستر اور سات سو کے اعداد کا شایع و ذایع ہے۔ فی الجملہ جو حالت مصحف فاطمہ کی ہے۔ قریب قریب اس کے جفر و جامعہ ہے۔ جس کے متعلق کتب اہل سنت آپ کی ان تعریفات واہیہ کا جو جواب دیں گی۔ وہی ہمارا جواب ہے۔ عبدالرحمن بن احمد بن محمد مشہور بنورالدین جامی جن کی عظمت وجلالت وثقاہت فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ مطبوعہ لکھنو صفحہ ۸۴ سطر ۵

ستر سے مراد قرآن و حدیث میں کثرت ہے۔ نہ عدد معین۔

میں بالتفصیل مرقوم ہے۔ اپنی کتاب شواهد النبوة لتقوية يقين اهل الفتوة مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۷ء ذیل حالات امام جعفر صادق علیہ السلام میں لکھتے ہیں۔ ایں کتاب جفر مشہور است و مشتمل است بر علوم اسرار ایشان وذکر آں در کلام امام علی بن موسے الرضا رضی اللہ عنہما صریح است آنجا کہ گفت چوں ماموں ویرا ولی عہد خویش ساخت الجفر والجامعة يدلان على خلاف ذالك وكان الصادق رضى الله عنه يقول علمنا غابر ومزبور ونكت فى القلوب ونقر فى الاسماع وان عندنا الجفر الاحمر والجفر الابيض ومصحف فاطمة عليها السلام وان عندنا الجامعة فيها جميع ما يحتاج الناس اليه فسئل عن تفسير هذا الكلام فقال اما الغابر فعلم ما يكون واما المزبور فالعلم بما كان واما النكت فى القلوب فهو الالهام واما النقر فى الاسماع فهو حديث الملائكة عليهم السلام نسمع كلامهم ولا نرى اشخاصهم واما الجفر الاحمر فوعاء فيه سلاح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولن يخرج حتى يقوم قائمنا اهل البيت واما الجفر الابيض فوعاء فيه توراة موسى وانجيل عيسى وزبور داؤد وكتب الله الاولى اما مصحف فاطمة عليها السلام ففيه ما يكون من حوادث واسماء كل من تملك الى يوم القيامة واما الجامعة فهو كتاب طوله سبعين ذراعًا املاء رسول الله صلى الله عليه وسلم من فلق فيه وخط على بن ابيطالب رضى الله عنه بيده فيه والله جميع ما يحتاج الناس اليه يوم القيامة انتهى موضع الحاجة۔ ترجمہ جبکہ ماموں عباسی نے امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولیعہد بنایا۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جفر و جامعہ اس ولی عہدی کے بہم نہ پہونچنے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور حضرت صادق آل محمد فرماتے تھے۔ ہمارے علم کے اقسام ہیں۔ غابر اور مذبور اور نکتے دلوں میں اور آواز کانوں میں۔ اور ہمارے پاس ایک جامعہ ہے۔ ۔ کہ اس میں تمام وہ امور درج ہیں۔ جسکے لوگ محتاج ہیں۔ پس آپ سے ان کلمات کی تشریح و توضیح کا سوال کیا گیا۔ آپنے فرمایا غابر علم مستقبل اور مزبور علم ماضی اور نکت فی القلوب الہام اور نقر فی الاسماع سے مراد کلام ملایکہ ہے اور ہم ان ملائکہ کی باتیں سنتے۔ اور انکے اجسام نہیں دیکھتے ہیں۔ اور جفر احمر پس وہ ایک چمڑے کا تھیلہ ہے جسمیں رسول خدا کے ہتھیار ہیں۔ اور وہ ظاہر نہو گا۔ جبتک امام مہدی علیہ السلام ظہور نہ فرمائیں۔ اور جفر ابیض پس وہ ایک چمڑے کا تھیلہ ہے جسمیں کتب انبیاء سابقہ ہیں۔ اور مصحف

ہونے والے ہیں۔ بہر حال جامعہ میں وہ بہت بڑی کتاب ہے۔ قلم بند کرایا رسول خدا نے اسمیں اپنی ملفوظات کو ساتھ خط علی مرتضے رضی اللہ عنہ کے اور اسمیں تمام وہ امور قلمبند ہیں۔ جن کے تا قیام قیامت لوگ محتاج ہیں۔ فقط نیز آپ کی معتمد و مستند کتاب کشف الظنون میں علم جفر کے بیان میں ہے۔ علم الجفر والجامعۃ وهو عبارة عن العلم الاجمالی بلوح القضاء والقدر المحتوی علی کل ما کان ویکون کلیا وجزئیا والجفر عبارة عن لوح القضاء الذی هو عقل الکل والجامعۃ هو لوح الذی هو نفس الکل وقد ادعی طائفۃ ان الامام علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ وضع الحروف الثمانیۃ والعشرین علی طریق البسط الاعظم فی جلد الجفر یستخرج منه بطرق مخصوصۃ و شرائط معینۃ والفاظ مخصوصۃ ما فی لوح القضاء والقدر وهذا علم توارث اهل البیت ومن ینتهی الیهم ویأخذ منهم المشائخ الکاملین وکانوا یکتمونه من غیرهم کل الکتمان وقیل لا یقفه فی هذا الکتاب الا المهدی المنتظر خروجه فی آخر الزمان وورد هذا فی کتب الانبیاء السابقۃ کما نقل عن عیسے بن مریم علیه الصلوة والسلام نحن معاشر الانبیاء نأتیکم بالتنزیل واما التاویل فسیأتیکم به البار قلیط الذی سیأتیکم بعدی۔ نقل ان الخلیفۃ المامون لما عهد بالخلافۃ من بعده علی بن موسی الرضاء وکتب علیه کتاب عهده کتب هو فی آخره الشا لکتاب نعم الا ان الجفر والجامعۃ یدلان علی ان هذا الامر لا یتم وکان کما قال لان المامون استشعر فتنۃ من بنی هاشم فسمه کذا فی مفتاح السعادة انتهی۔ ترجمہ جفر اور جامعہ عبارت ہے۔ اس علم اجمالی سے جو لوح قضاء و قدر میں ہے۔ اور وہ مشتمل ہے۔ تمام گذشتہ و آئندہ واقعات پر بتفصیل کلی اور جفر عبارت ہے۔ اس لوح قضائے سے جو عقل کل ہے۔ اور جامعہ عبارت ہے لوح قدر سے جو نفس کل ہے۔ اور ایک جماعت نے اس امر کا ادعا کیا ہے۔ کہ امام حق علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ نے اٹھائیس حروف تہجی کو بطریق بسط اعظم جلد جفر میں مرتب فرمایا ہے۔ جس سے بطرق خاصہ و شرائط مقررہ و الفاظ مخصوصہ لوح قضا و قدر کے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ اور بطور میراث یہ علم اہل بیت اور ان اشخاص کو جو اہل بیت کی معرفت رکھتے ہیں۔ پہنچا ہے۔ بعض

فی تحقیق علم جفر و جامعہ

ادنسے اولیائے کاملین اخذ کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ نا اہلوں سے اس کے اخفا میں مبالغہ سے
کام لیتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ اس کتاب کی حقیقت واقعیہ کو سوائے مہدی علیہ السلام کے اور
کوئی نہیں جانتا۔ اور انبیائے ماسلف کی کتب میں بھی یہ بات آچکی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیلے
علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ ہم گروہ انبیا تمہارے پاس احکام خدا لاتے ہیں۔ اور تاویل پس وہ مہدی
علیہ السلام جو عنقریب میرے بعد آنیوالے ہیں۔ لائیں گے۔ منقول ہے۔ کہ مامون عباسی نے جب امام
رضا علیہ السلام کو اپنا ولیعہد بنایا۔ اور اس امر سے امام کو بذریعہ خط مطلع کیا۔ توآپنے اسپر دستخط فرمایا
کہ جفر اور جامعہ اس عہد کے وقوع پذیر ہونیکی مخالفت کرتے ہیں۔ اور جو آپنے فرمایا تھا۔ وہی ہوا۔
کیونکہ مامون کو اس معاملہ میں جب بنی عباسیوں کی مخالفت ومباغضت کا علم ہوا۔ تو اس نے حضرت امام
کا بذریعہ زہر کام تمام کیا۔ فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ قول
کرم الدین رسالہ انصاف کے متعلق جو اشتہار میں لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب کو پیش کرتا ہوں۔ اس کے
صفحہ ۱۴۵ میں یہ عبارت ہے۔ کہ حضرت عثمان کا قرآن کی نقلوں کو پھیلانا مسلم ہے لیکن یہی ترتیب
قرآن انکی غفلت از اسلام کو طشت از بام کرتی ہے۔ اگر وہ حضرت علی کے جمع شدہ قرآن کو رائج
کرتے۔ تو انپر کوئی الزام عائد نہ ہوتا۔ اس رسالہ کے صفحہ ۱۴۶ پر لکھا ہے۔ کہ متروک محاوروں کو
بھی استعمال کرنا معجزہ ہے۔ تو بس خیر میں تو میں بھی ایک الہٰی کتاب لکھ سکتا ہوں۔ یہ رسالہ مرزا احمد علی
امرتسری کی تصنیف ہے۔ جو شیعوں کے مجتہد۔ اور کندیاں والے مناظرہ میں شیعوں کیطرف سے مناظر تھے۔
جواب شیعہ اگر آپکا معبود حقیقی پر ایمان ہوتا۔ تو مرزا احمد علی صاحب مدظلہ کی تقریر کو سمجھتے۔
لیکن آپکا خدا کے مقابلہ میں عثمان کو معبود قرار دینا ایسا جرم ہے۔ جس نے آپکے حواس کو مکدر کر دیا
ہے۔ مرزا احمد علی مدظلہ نے تو اپنی اس تحریر میں آپ کے بزرگان دین کے اقوال پر تعریض
کی ہے۔ جن کو میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ کتاب الیواقیت والجواہر جلد اول مطبوعہ مصر
صفحہ ۳۲ سطر ۱۶ میں لکھا ہوا ہے۔ وقد نذکر کلاما بین کلامین لا تعلق له بما قبله
ولا بما بعده کما فی قوله تعالےٰ حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطےٰ وقوموا
للہ قانتین۔ بین آیات طلاق ونکاح وعدۃ وفات تتقدمہا وتتاخر عنہا
ترجمہ محی الدین عربی فتوحات مکیہ کے باب ۸۹ اور ۳۴۸ میں فرماتے ہیں کبھی ذکر کرتے ہیں۔ ہم
ایک کلام کا ایسی دو کلاموں کے درمیان جسکو ماقبل اور مابعد کیساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جیسا کہ
دوسرے پارہ کے ۱۴ رکوع کی آیت میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ محافظت کرو تم نمازوں کی۔ اور

بیانات ترتیب قرآن صحیح نہیں ہے

... آیات صلاۃ و نکاح و عدۂ وفات سے

واقع ہے۔ اور ماقبل اور مابعد سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں۔ نیز تفسیر اتقان کا وہ مضمون جسکو ہم
نقل کر چکے ہیں۔ کہ علی مرتضےٰ کے جمع شدہ قرآن میں باتفاق علمائے سنیہ پہلے سورہ اقرا پھر سورۂ
مدثر پھر سورہ مزمل پھر سورہ تبت پھر سورۂ تکویر۔ پھر اخیر تک پہلے سورہ مکیہ اور پھر سورہ مدنیہ جمع
تھیں جس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ترتیب عثمان خلاف نزول آسمانی و خلاف ترتیب
پیشوائی روحانی ہے۔ پس اس مخالفت آسمانی و مقتدائی روحانی کا نام معجزۂ عثمان قرار دینا اور
اس معجزہ عثمانی کے منکرین پر عتاب کرنا سراسر تعصب و ہٹ دھرمی ہے۔ حالانکہ رسول خدا نے
فرمایا ہے۔ کہ حق علی کیساتھ ہے۔ اور علی حق کے ساتھ۔ خداوندا پھیر حق کو جدہر علی پھیریں۔
ترمذی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد دویم صفحہ ۲۲۲ اگر آپ حق پرست ہیں۔ تو مرزا احمد علی صاحب
عم فیضہ کیطرح علی مرتضےٰ کی غلامی قبول کر کے حضرت عثمان کے اس معجزہ سے انکار فرماویں۔
خدارا اگر علی مرتضےٰ کے ساتھ آپکو ہمدردی و تعلق نہیں۔ تو حضرت ابوبکر کی محنت شاقہ جو انہوں نے
جمع قرآن میں صرف فرمائی مدنظر رکھکر حضرت عثمان کے اس معجزہ سے دست بردار ہوئیں جنہوں
نے نہ صرف قرآن جمع شدہ علی مرتضےٰ بلکہ قرآن جمع شدہ ابوبکر کو بھی آگ کے سپرد کیا جیسا
کہ بخاری اور اتقان میں مرقوم ہے۔ باقی رہا متروک محاورات کا استعمال پس اوس کے متعلق تفسیر
معالم التنزیل بغوی در اثنائی تفسیر آیہ کریمہ لکن الراسخون فی العلم منہم والمومنون یومنون
بما انزل الیک وما انزل من قبلک والمقیمین الصلوۃ رقمطراز ہیں۔ واختلفوا فی وجہ انتصابہ
فحکی عن عائشۃ و ابان بن عثمان انہ غلط من الکاتب ینبغی ان یصح و یکتب
والمقیمون الصلوۃ وکذالک قولہ فی سورۃ المائدۃ ان الذین آمنوا والذین
ھادوا والصابئون وقولہ ان ھذان لساحران قالوا ذالک خطاء من الکتاب
وقال عثمان ان فی المصحف لحنا ستقیمہ العرب بالسنتہا فقیل لہ الا تغیرہ فقال
دعوہ فانہ لا یحل حراما ولا یحرم حلالا۔ اس عبارت کا خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ آیت اول جو
۶ پارہ کے رکوع اول میں ہے۔ اسمیں والمقیمین کو بی بی عائشہ اور ابان بن عثمان نے غلط قرار
دیکر کاتب کو بدنام کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ صحیح کر لو اس کو۔ اور بجائے والمقیمین کے والمقیمون پڑہو۔
ایسا ہی سورہ مائدہ ۶ پارہ کے ۱۳ رکوع کی آیت مذکورہ میں والصابئون کو صحیح کر کے
والصابئین پڑہنے کا حکم دیا ہے۔ اور ایسا ہی پارہ ۱۶ رکوع ۱۱ میں ان ہذان لساحران

کو ان ہذین پڑھنے کو فرمایا ہے۔ اور کہا عثمان جامع قرآن نے کہ قرآن مجید میں نحوی
غلطیاں ہیں۔ اور اہل عرب اپنے لہجہ میں اس کی صحت کرلیں گے پس کہا گیا عثمان کو
آپ ان غلطیوں کو صحیح نہیں کر سکتے پس کہا عثمان نے ان غلطیوں کو رہنے دو۔ کیونکہ یہ
غلطیاں حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتیں۔
فی الجملہ بڑا تعجب ہے۔ کہ مخاطب کے پیدہ و برگزیدہ پیشوایان دین کا قول نقل کرنے کی وجہ
سے مرزا احمد علی صاحب قبلہ پر انگشت نمائی کیجاتی ہے۔ اور جو اشخاص ان ہفوات کے
موجد و مبتدی ہیں۔ انکو بدستور پوجا جاتا ہے۔ کاش مخاطب بی بی عائشہ صاحبہ کے حکم
کی تعمیل کرکے ان آیات کی اصلاح کرتے۔ تو مثل مشہور ؎ چہ خوش بود کہ برآید
بیک کرشمہ دو کار ✦ کے مصداق بنتے۔ کیونکہ عائشہ صاحبہ کی تعمیل حکم کے علاوہ حضرت عثمان
کی ایسی فروگذاشتوں پر پردہ ڈالنے والے افراد میں شمار ہوتے۔ فی الجملہ قرآن مجید کا
شیعوں کے یہاں یہ اعلیٰ اعجاز ہے۔ کہ باوصف اس کے کہ حضرت عثمان نے اس
کی ترتیب دی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ قرآن میں نحوی غلطیاں ہیں۔ اور ایک مقام کی
آیت کو دوسرے مقام میں ضم کردیا ہے۔ مگر اللہ رے اعجاز قرآن کہ فصاحت و بلاغت کے
اس اعلیٰ درجہ پر ممتاز ہے۔ کہ خلاف نزول ہونیکے باوجود اپنے منصب اعلیٰ طریق پر ہمیشہ
رہتا ہے۔ ہاں ان فی المصحف لحنا کو شیعہ معجزہ سے موسوم نہیں کر سکتے۔ تفاہم۔ قولہ زم الدین
مثال نمبر ا و نمبر ۲ ضمن فروع کافی جلد اول صفحہ ۴ پر درج ہے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ
السلام قال سالتہ عن الحبل یکون من شعر الخنزیر یستقی بہ الماء من البئر
ھل یتوضأ من ذالک الماء قال لا باس۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ امام جعفر
صادق سے کسی نے سوال کیا۔ کہ اس رسی جو خنزیر کے بالوں کی ہو۔ اور اس کے ساتھ کنوئیں سے
پانی نکالا جاوے۔ تو اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ کہ نہیں امام علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کچھ حرج نہیں
ہے۔ اس ضمن کے متعلق فروع کافی جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۰۳ پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ نقلت
لہ شعر الخنزیر یعمل حبلاً و یستقی بہ من البئر التی یشرب منھا او یتوضأ
منھا قال لا باس بہ وزاد فیہ علی بن عقبہ و علی بن الحسین بن رباط
قال والشعر والصوف کلہ ذکی۔ اخیری حصہ کا یہ ترجمہ ہے۔ اور پہلے کا وہی ہے
جو میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ اور خنزیر کے بال اور پشم سب پاک ہیں۔ **جواب شیعہ!**

... حدیث کافی ہے۔ نہ اس حدیث سے نہ موئے خنزیر کی حلت ثابت ہوتی ہے

نہ طہارت کیونکہ جن لوگوں نے ملک عرب کی سیر کی ہے۔ یا کتب سیر و تواریخ کو دیکھا ہے۔ وہ

خوب جانتے ہیں۔ کہ وہاں کے کنوئیں کسقدر عمیق ہوتے ہیں۔ اور کسطرح کے ڈول ہوتے

ہیں۔ کہ ایک آدمی نہیں کھینچ سکتا بلکہ بذریعہ نرگاوان کے کھینچا جاتا ہے۔ اور اسمیں ایسی

ترکیب ہوتی ہے۔ کہ پانی کے اندر جاکر خود منہ اس کا کھل جاتا ہے۔ اور پانی بھر آتا ہے۔

جب کھینچکر اوپر آتا ہے۔ تو خود پانی اس سے بہنے لگتا ہے۔ چنانچہ اسکے قریب ہندوستان کے

ڈول بھی ہوتے ہیں جسکو چوٹ بھی کہتے ہیں۔ اور علاقہ بندیلکھنڈ و راجپوتانہ وغیرہ میں مروج

ہے۔ اسمیں اکثر نہ رسا پانی میں ڈوبتا ہے۔ نہ تر ہوتا ہے۔ جو اس کی نجاست پانی میں سرایت

کرے۔ اسیوجہ سے حضرت نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حضرت کو معلوم تھا۔ کہ ہمارے

ملک کے قاعدے کے مطابق نجاست پانی میں سرایت نہیں کرتی۔ رہا وجہ سوال پس وہ یہ ہے۔

کہ چونکہ وہ زمانہ تھا حضرات اہل سنتہ کے امام مالک[1] کی امامت و اجتہاد کا جنہیں خلفائے

بنی عباس نے بمقابلہ ائمہ ہدیٰ علیہم السلام منجانب سلطنت امام بنایا۔ اور انہوں نے عام طور پر خنزیر

کی حلت و طہارت کا فتویٰ دیدیا تھا۔ اسیوجہ سے سائل نے ازراہ کمال احتیاط یہ سوال کیا۔

دیکھیئے آپ کے بڑے معتبر عالم کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ میں فرماتے ہیں۔ شعر

المیتۃ غیر الادمی نجس عند الشافعی وکذا الصوف والوبر وقال مالک

ھو طاھر مطلقا لانہ مما لا یحلہ الموت سواء یوکل لحمہ کالنعم والخیل

اولا کالحمار والکلب فعندہ شعر الکلب والخنزیر طاھران فی حال الحیوۃ و

الموت والصحیح من مذھب احمد طھارۃ الشعر والوبر والصوف وھذا مذھب

ابی حنیفۃ وزاد علی ذالک فقال بطھارۃ القرن والسن والریش والعظم

اذلا روح فیھا وحکی عن الحسن والاوزاعی ان الشعور کلھا نجس لا کنھا تطھر

بالغسل واختلف الائمۃ فی جواز الانتفاع بشعر الخنزیر فی الخرز فرخص

فیہ ابو حنیفۃ و مالک ومنع منہ الشافعی وکرھہ احمد وقال الخرز باللیف

احب الی صفحہ ۱ بر حاشیہ میزان الکبریٰ جس سے معلوم ہوا۔ کہ امام مالک کے نزدیک خنزیر اور

[1] کیونکہ امام جعفر صادق علیہ السلام ۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۴۸ھ ۶۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ از انوار نعمانیہ صفحہ ۱۲۳۔ اور امام مالک

۹۰ھ میں پیدا ہوکر ۱۷۹ھ میں بعمر ۸۹ سال فوت ہوئے۔ بنابریں امام مالک کی عمر بوقت فوتیدگی امام جعفر صادق علیہ السلام ۵۸ سال

کی تھی۔ از حیوۃ الحیوان جلد اول صفحہ ۷۰ ضمن خلافت امیر المومنین علی مرتضے۔ ۱۲ ۱۲

کتے کے بال وپشم اور رگ‌یان سب طاہر ہیں۔ خواہ خنزیر زندہ ہو۔ یا مردہ۔ اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور امام ابوحنیفہ نے اسپر یہ بھی اضافہ کیا۔ کہ خنزیر اور کتے کے دانت اور سینگ ہڈیاں وغیرہ بھی طاہر ہیں کیونکہ اسمیں روح حلول نہیں کرتی۔ اور حسن بصری اور امام اوزاعی کہتے ہیں۔ کہ اگرچہ کل چیزوں کے بال نجس ہیں۔ مگر دہونے سے پاک ہوجاتے ہیں! اب اسمیں اختلاف ہے کہ موئے خنزیر سے بذریعہ دوخت یا برش وغیرہ نفع اٹھا سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ امام مالک اور ابوحنیفہ نے تو پوری اجازت دی ہے۔ شافعی منع کرتے ہیں۔ اور احمد مکروہ جانتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔ فصل وسؤر الکلب والخنزیر نجس عند ابی حنیفه والشافعی واحمد وسؤر ماسواهما طاهر لکن الاصح من مذهب احمد ان سؤر سباع البهائم نجس وقال مالك بطهارة السور مطلقا صفحه۔ یعنے لس خوردہ کلب طاہر ہے۔ مگر صحیح مذہب احمدیہ ہے۔ کہ لس خوردہ پھاڑنیوالے جانوروں کا نجس ہے۔ اور امام مالک طہارت مطلق لسخوردہ کے قائل ہیں۔ نیز رحمۃ الامۃ میں ہے۔ قال النووی الراجح من حیث الدلیل انه یکفی فی الخنزیر غسلة واحدة بلا تراب وبهذا قال اکثر العلماء وهو المختار لان الاصل عدم الوجوب حتی یرد الشرع ومالك یقول بطهارته حیا ومیتا ولیس لنا دلیل واضح علی نجاسته فی حال حیوته صفحه ۸ مطبوعہ مصر کہا امام نووی نے راجح من حیث الدلیل یہ ہے۔ کہ سؤر خنزیر میں ایکدفعہ دہونا بلامٹی کے کافی ہے۔ اور یہی قول ہے۔ اکثر علماء کا۔ اور یہی مختار ہے۔ کیونکہ اصل عدم وجوب ہے یہانتک کہ حکم شرح وارد ہو۔ اور امام مالک قائل ہیں۔ ساتھ طہارت خنزیر کے خواہ زندہ ہو۔ خواہ مردہ اور ہمارے پاس بھی کوئی دلیل واضح نہیں ہے۔ خنزیر کی نجاست پر حالت حیات میں اسکے اس جملہ سے مالکیوں کا ہی فتویٰ نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ تمامی اہلحدیث کا فتویٰ ہے۔ کہ خنزیر جب تک زندہ ہے طاہر ہے۔ کوئی دلیل اسکے نجاست کی نہیں ہے۔ اگر مسٹر کرم الدین ان مضامین حیرت آگین پر غور کرینگے۔ تو انکو معلوم ہوجاویگا۔ کہ جب ان کے ائمہ اربعہ نے اسطرح خنزیر کی طہارت کا فتویٰ دیدیا تھا۔ اور محدثین پر یہ حالت طاری ہوگئی تھی۔ کہ باوصف وفور علم وکمال کوئی دلیل ہی انکے پاس خنزیر کی نجاست کی نہ تھی۔ تو آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ تمامی ممالک اسلام میں اس حکم نے کیسا رواج عام پایا ہوگا۔ تو پھر اگر اس رسی کی بھی ممانعت کی جاتی۔ جو پانی سے تر نہیں ہوتی۔ تو کس درجہ عسر وحرج لازم آتا۔ اور سنیئے علامہ دمیری حیوۃ الحیوان جلد اول صفحہ ۲۶۴ میں لکھتے ہیں۔ وقال

مخالفین میں خنزیر کے بالوں سے کپڑا سینا جائز ہے۔

[illegible] تفسیر سورۃ البقرۃ لا خلاف ان جملۃ الخنزیر محرمۃ الا الشعر فانہ یجوز الخرازۃ بہ ونقل ابن المنذر الاجماع علے نجاستہ وفی دعواہ الاجماع نظر لان مالکا یخالف فیہ نعم ھو اسوء حالا من الکلب فانہ یستحب قتلہ ولا یجوز الانتفاع بہ فی حالۃ بخلاف الکلب وقال شیخ الاسلام النووی رحمہ اللہ لیس لنا دلیل علے نجاستہ بل مقتضی المذہب طہارتہ کالاسد والذئب والفارۃ وقد روی ان رجلا سأل النبی عن الخرازۃ بشعرہ فقال لا باس بذالک رواہ ابن خویز منداد قال ولان الخرازۃ بہ کانت علے عہد النبی صلے اللہ علیہ وسلم وبعدہ موجودۃ ظاہرۃ ولم یعلم انہ صلے اللہ علیہ وسلم انکرھا ولا احد من الائمۃ بعدہ کہا قرطبی نے تفسیر سورۂ بقر میں کہ نہیں خلاف ہے۔ آپس۔ کہ جملہ خنزیر حرام ہے۔ مگر بال کہ اس سے سینا چوغہ وغیرہ کا جائز ہے۔ ابن منذر ناقل اجماع ہیں۔ اس کی نجاست پر مگر دعویٰ اجماع میں نظر ہے۔ کیونکہ امام مالک اس کے برخلاف ہیں۔ ہاں خنزیر کلب سے بدتر ہے۔ کیونکہ اس کا قتل مستحب ہے۔ اور کسی حالت میں اس سے انتفاع جائز نہیں ہے۔ بخلاف کلب کے۔ کہا شیخ الاسلام نووی نے ہم لوگوں کے پاس کوئی دلیل اس کی نجاست پر نہیں ہے بلکہ مقتضا مذہب اس کی طہارت ہے مثل شیر بھیڑیے چوہے کے اور حدیث میں ہے۔ کہ حضرت سے کسی نے سوال کیا خنزیر کے بال سے سینے کے بارے میں تو حضرت نے فرمایا۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جیسا کہ روایت ہے۔ ابن خویز منداد کی اور کہا کہ خنزیر کے بال سے سینا حضرت کے زمانہ میں جاری تھا۔ اور بعد اس کے بھی اور سب پر ظاہر تھا۔ مگر نہ حضرت نے منع کیا۔ اور نہ کسی اور امام نے بعد آنحضرت کے اس تحریر میں یہ فقرہ قابل غور ہے۔ کہ علامہ دمیری درمیان خنزیر اور کتے کے یہ فرق کرتے ہیں۔ کہ خنزیر سے کسیطرح انتفاع جائز نہیں۔ کیونکہ اگرچہ احادیث رسول اللہ میں بصراحت اسکی مخالفت موجود ہے۔ مگر اس پر بھی علماء اہل سنت کو تسکین نہ ہوئی۔ چنانچہ علامہ دمیری اس کے بھی ناقل ہیں۔ ورخص فیہ الحسن والاوزاعی واصحاب الرای صفحہ ۱۶۴ یعنے امام حسن بصری اور اوزاعی اور تمامی اصحاب الرائے۔ (یعنے حنفی لوگ اس کی اجازت دیتے ہیں۔ کہ خنزیر سے انتفاع حاصل کریں۔ اور یہ مسئلہ طہارت خنزیر کا اہل حدیث و دیگر مقلدین ائمہ اربعہ کے یہاں ایسا یقینی ہے۔ کہ مولوی محمد شاہ صاحب حنفی اپنی کتاب اعتراضات اہل السنۃ علی اہل البدعۃ مطبوعہ مطبع رائی بھوانی پرشاد واقع دہلی کے صفحہ ۳۱ میں لکھتے ہیں

ہیں۔ پیشاب کتے اور خنزیر اور گدہی اور خچر اور جمیع جانور غیر ماکول اللحم کا پاک ہے۔ چنانچہ
یہ مذہب ہے فرقہ ظاہریہ کا۔ اور مولوی نواب صدیق حسن خان کا۔ پھر لکھتے ہیں۔ اور خلاصہ کلام
مولوی صدیق حسن کا امر خنزیر میں یہ ہے۔ کہ خنزیر نجس اللحم کا سوائے دم حیض کے پاک ہے۔ نہ
نجس۔ چنانچہ مولوی صدیق حسن نے اپنی کتاب روضۃ الندیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۲ میں فرمایا لغایت
صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں مسئلہ ہشتم جانور مردار خوار ماکول اللحم ہو۔ یا غیر ماکول اللحم پاک ہے۔ نہ نجس
یعنے جلد اور گوشت اور رطوبت میتہ ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم جیسا کہ کتا اور خنزیر وغیرہ وہ پاک
ہے۔ نہ نجس صفحہ ۱۲۱۔ اور نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں۔ ومذہب لنا دس انہ یطھر
الجمیع والکلب والخنزیر ظاھرا وباطنا وھو مذھب داؤد واھل الظاھر صفحہ ۲۲
یعنے مذہب ششم یہ ہے۔ کہ پاک ہوتی ہیں جمیع جلود میتہ کے اور جلد کلب اور جلد خنزیر کا ظاہر اور
باطن ان کا یہ مذہب ہے داؤد اور اہل ظاہر کا معترض صاحب دیکھیے یہ کل علمائے اہل سنت
کے اقوال ہیں۔ اور سب خنزیر کو کسطرح حلال اور پاک بتا رہی ہیں۔ کھال اسکی پاک۔ نماز
پڑھو یا جو چاہو۔ خون اس کا حلال اور پاک۔ پس خوردہ اس کا پاک۔ اب غور کیجئے۔ کہ جب خنزیر
کے کل اجزا حالت حیوۃ اور موت دونوں میں اسطرح پاک ہے۔ تو پھر فروع کافی کی حدیث
مذکورہ بالا پر کیونکر اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور سنیئے موزہ کو خنزیر کے بالوں سے سلوا کر او پر
مسح کیجئے اور نماز پڑھیے۔ حیوۃ الحیوان میں ہے۔ وقال الشیخ النصر المقدسی لا یجوز
المسح علی خف خرز بشعرہ ولا الصلوۃ فیہ وان غسلہ سبعا احداھن
بالتراب لان التراب والماء لا یصلان الی مواضع الخرز المتنجسۃ
قال الامام النووی وھذا الذی ذکرہ الشیخ ابو الفتح ھو المشھور وقال القفال
فی شرح التلخیص سالت الشیخ ابا زید عنہ فقال الامر اذا ضاق اتسع ومرادہ
ان بالناس ضرورۃ الیہ فتصح الصلوۃ فیہ لذالک وفی الشرح والروضۃ
فی اواخر کتاب الاطعمۃ قریب من ذالک صفحہ ۲۶۵ کہا شیخ نصر مقدسی نے کہ نہیں

نوٹ:۔ بستان المحدثین شاہ عبد العزیز دہلوی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۸۷ سطر اخیر میں لکھا ہوا ہے۔ عن ابی سعید الخدری
ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یتوضأ من بئر بضاعۃ فقیل یا رسول اللہ انہ یلقی فیہا الجیف و
المحائض فقال ان الماء لا ینجسہ شیئ ترجمہ رسول خدا بضاعۃ کے کنوئیں سے وضو کرتے تھے پس آپ کو کہا گیا۔ کہ
اس کنوئیں میں مردار اور حیض کے چیتھڑے ڈالے جاتے ہیں۔ آپنے فرمایا پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔ اس حدیث پر ایمان
رکھنے والے امام جعفر الصادق ع کی حدیث مذکورہ پر اعتراض کرکے اپنی ناصبیت کا ثبوت دیتے ہیں ۱۲

بطرح ترنا۔ اوس موزہ پر جو خنزیر کے بالوں سے دوخت کیا گیا ہو۔ نہ اوس موزہ میں نماز
درست ہے۔ اگرچہ سات مرتبہ دھویا جاوے۔ کہا امام نووی نے اگرچہ مشہور یہی ہے۔ مگر قفال
نے شرح الملخص میں کہا ہے۔ کہ میں نے شیخ ابوزید سے اس بارے میں سوال کیا تو کہا۔ کہ جب
کسی امر میں دقت ہوتی ہے۔ تو بہت وسعت حاصل ہوتی ہے مطلب یہ کہ چونکہ آدمیوں کو اسکی
ضرورت ہے۔ لہذا نماز اسمیں صحیح ہے۔ یہی مضمون شرح اور روضۃ کے کتاب الاطعمۃ میں بھی
موجود ہے۔ فافہم وتدبر۔ المختصر حدیث ہذا میں چند صحیح احتمالات ایسے ہیں جن پر نظر کرنے
سے اعتراض وارد ہے نہیں ہوسکتا۔ اول یہ کہ سائل کا مقصد سوال سے یہ ہو کہ اگر ایسی رسی سے
پانی کھینچا ہوا میسر ہو تو اس سے وضو ہوسکتا ہے۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ اب اسمیں کھینچنے کی
کیفیت صرف ایسی صورت میں منحصر نہیں ہے۔ کہ خنزیر کی رسی پانی سے ملاقات کرسکے۔ اور اس
ملاقاتی حالت میں پانی کھینچا گیا ہو۔ ہرگز نہیں بلکہ ایسی رسی متنازعہ پانی نکالنے میں واسطہ
بعید واقع ہوئی ہو۔ قطعاً رسی موصوفہ کی پانی سے ملاقات نہو۔ پانی سے رسی کا ملاقی حصہ ذکی الاصل
اور پاک ہو۔ جیسا کہ ہمارے ملک میں بھی چرسہ کھینچنے والے چرسہ کیساتھ اور قسم کی رسی باندھ کر
اسکو بڑی رسی کیساتھ باندھ دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ بڑی رسی پانی سے ہرگز ملاقی نہیں ہوتی ہے۔
اور امام علیہ السلام نے بھی ایسی ہی صورت کیلئے اجازت فرمائی۔ کما مر دوئم اگر رسی موصوفہ
کی پانی سے ملاقات فرض کریجائے۔ جب بھی امام علیہ السلام کیطرف سے اجازت توضی
ممکن ہے۔ کیونکہ اہل زبان توضی کو نہ صرف وضو بلکہ کھیتی اور حیوانات کے سیراب کرنے میں
بھی استعمال کرتے ہیں۔ سوئم اگر توضی بمعنے طہارت مخصوصہ ہو تو بھی اس بنا پر اجازت ممکن
ہے۔ کہ مقدار پانی مسئولہ کثیر ہو جسمیں انفعال کی صلاحیت نہ ہو۔ جیسے وہ کوئیں جن کا مخزن
دریا ہوتا ہے۔ اور وہ دریا سے لبریز ہوتے ہوئے اُسے مل جاتے ہیں۔ اور اسکو ہمارے وطن میں جھلار
کہتے ہیں۔ جیسا کہ مہامرہ و آبادان بصرہ کے اردگرد دجلہ کے کنارہ پر دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ
راولپنڈی میں لئی ندی پر ایسے کنوئیں بکثرت ہیں جن کا مخزن لئی ندی ہے۔ اور لئی سے
ملے ہوئے ہیں۔ اب رہا کافی جلد دوئم صفحہ ۱۰۲ والی عبارت کا مطلب پس اسکی اصلیت یہ ہے
کہ کافی جلد دوئم صفحہ ۱۰۲ سطر ۲۵ میں ایک باب شروع ہوا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔ باب
ما ینتفع به من المیتة و ما لا ینتفع به منها یعنے حلال جانور جو بغیر ذبح و تکبیر مشروعہ
کے مرجائیں۔ تو ان کی کس کس چیز سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ پس اس باب کے ضمن میں

سطر ۲۶ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے سائل نے دریافت کیا۔ کہ حلال جانور جو بغیر ذبح و تکبیر مشروع مرجائیں۔ تو ان کے انڈے نجس ہیں۔ یا پاک امام علیہ السلام نے فرمایا یہ پاک ہیں۔ پھر سائل نے خنزیر کے بالوں کی بنی ہوئی رسی سے پانی نکالے ہوئے کی بابت دریافت کیا۔ وہ پینے اور توضئی میں استعمال ہوسکتا ہے۔ آپنے اُسے اجازت فرمائی۔ رسی موصوفہ سے پانی نکالے ہوئے کی بابت سوال درجواب کی عبارت بطور جملہ معترضہ تھی۔ اس کا ماقبل اور مابعد کی عبارت سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ قولہ تعالےٰ نے حافظوا علے الصلوات والصلوٰۃ الوسطےٰ وقوموا للّٰہ قانتین درمیان آیات طلاق ونکاح وعدۃ وفات وارد ہوئی ہے۔ اور اس کا ماقبل ومابعد سے کوئی تعلق نہیں (الیواقیت والجواہر) اس کے بعد جامع کافی اصل مضمون کے متعلق بروائیت علی بن الحسین بن رباط یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ بغیر ذبح و تکبیر مشروع حلال جانور مردہ کے دودھ وانڈے پاک ہونے کے علاوہ بال وریشم بھی پاک ہیں۔ اگر بخیال معترض خنزیر کی بالوں کی رسی سے پانی نکالے ہوئے کی بغرض توضئی امام علیہ السلام سے اجازت ملنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ خنزیر کے بال اور انکی بنی ہوئی رسی پاک ہے۔ تو بعبر علی بن الحسین بن رباط کے قول میں بال وریشم کا ذکر بالمقابل کیوں آیا۔ اور راوی روائیت سابقہ حسین بن زرارہ کے قول میں کیا فرق ہوا۔ علاوہ اس کے آنکے خیال جناب اگر شیعہ بھی معاذ اللّٰہ آپکے مجتہدین کیطرح خنزیر کے بالوں کو پاک سمجھتے ہیں۔ تو حسین بن زرارہ راوی حدیث متنازعہ مندرجہ کافی جلد دویم صفحہ ۳۰۱ سطر ۲۶ نے رسی مذکورہ سے نکلے ہوئے پانی کے استعمال کا کیوں سوال کیا۔ بلکہ وہ پوچھتے کہ خنزیر کے بال پاک ہیں یا پلید۔ قول کرم الدین مسئلہ نمبر ۳ ضمن نمبر ۲ کے متعلق کتاب فروع کافی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۲ میں درج ہے۔ عن ابی عبداللّٰہ علیہ السلام قال ان سال من ذکرک شئی من مذی او وذی وانت فی الصلوٰۃ فلا تغسلہ ولا تقطع الصلوٰۃ ولا تنقض لہ الوضوء وان بلغ عقبیک اس کا ترجمہ یہ ہے امام جعفر صادق سے روائیت ہے۔ آپنے فرمایا اگر تیری لت سے کوئی چیز مذی یا وذی جاری ہو۔ اور تو نماز میں ہے۔ تو اس کو مت دھو اور نہ نماز کو قطع کر۔ تیرا وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگرچہ ایڑیوں تک پہنچ جاوے۔

جواب شیعہ

کاش! اگر ہمارے مخاطب بمقتضائے لا یرمی بالحجارۃ من کان بیتہ من الزجاجۃ

تیسرے ہفوات سے متفوہ نہ ہوتے کہ خود احق واولی ان ہفوات کے ساتھ ہیں۔ پھر طرفہ یہ کہ
روائیت کی نقل کرنے میں تحریف کرتے ہیں۔ جو یہودیوں کا کام ہے۔ چنانچہ روائیت اول کا
تتمہ جعل سازی کے باعث نظر انداز کر دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ فانما ذالک بمنزلۃ النخامۃ
وکل شئی یخرج منک بعد الوضوء فانہ من الحبایل او من البواسیر ولیس
بشئ فلا تغسلہ من ثوبک الا ان تقذرہ ترجمہ سوائے اس کے نہیں۔ کہ یہ مثل رطوبت
ناک کے ہے۔ اور جو چیز بعد وضوء تم سے خارج ہو۔ پس مع حبایل (مردوں کی بیماری ہے)۔ اور
بواسیر سے ہوتی ہے۔ اور اس کا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ اگر تو اس کے دہونے پر قدرت رکھے۔ تو
اسکو دھو دے۔ اس سے بتصریح معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیماری کی وجہ سے ان کا دہونا اور ان کو مبطل وضوء
قرار دینا تکلیف مالا یطاق ہے۔ اور قدرت کے موقعہ پر دہونے کا حکم ہے۔ اور زیادہ وضاحت
کی ضرورت ہو تو۔ کتاب علم الابدان حکیم واجد علی صاحب مطبوعہ نولکشور لکھنؤ صفحہ ۴۴ سطر ۱۶ کا
مطالعہ کریں۔ کہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ در نفس قضیب سہ مجرا است یکے مجرائے بول دوم مجرائے منی۔
سوم مجرائے مذی است پس معلوم ہوا۔ کہ نفس الامر میں مذی بھی رطوبت منخرین کیطرح ایک پاک
رطوبت ہے۔ اور اس مسئلہ میں یعنے مذی کے ناقض وضوء نہ ہونے میں شیعہ وسنی کا اتفاق ہے۔ بلکہ سنیوں کے
نزدیک منی بھی ناقض وضوء نہ ہونے کے علاوہ پاک ہے۔ چنانچہ کتاب رحمۃ الامۃ میں ہے الخارج
المعتاد من السبیلین وھو البول والغائط ینقض الوضوء بالاجماع واما النادر
کالدود من الدبر والریح من القبل والحصاۃ والاستحاضۃ والمذی
فینقض ایضا الا عند مالک رحمۃ اللہ واستثنی ابو حنیفۃ من ذالک الریح
من القبل فقال لا ینقض والمنی ناقض عند الثلاثۃ والاصح من مذھب
الشافعی انہ لا ینقض صفحہ ۱۲ ترجمہ جو چیز عادۃً مجرائے بول وغائط سے خارج ہوتی ہے۔
اور وہ پیشاب وپاخانہ ہے۔ وضوء کو توڑتا ہے۔ اور اس پر اجماع ہے۔ اور غیر معتاد خارج ہونے
والی چیزیں۔ یعنے کیڑے دبر کے اور ہوا مخرج پیشاب کی اور کنکر اور استحاضہ اور مذی بھی وضوء
کو باطل کرتے ہیں لیکن امام مالک کے نزدیک سب چیزیں مبطل وضو نہیں ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ
کے نزدیک ہوا قبل کی بھی مبطل وضو نہیں ہے۔ اور منی مبطل وضوء ہے۔ نزدیک ائمہ ثلاثہ کے
اور امام شافعی کے مذہب میں صحیح تر یہ ہے۔ کہ منی مبطل وضوء نہیں ہے۔ اور امام مالک نے
موطا میں۔ کہ اصح الکتب ہے۔ ایک مستقل باب واسطے رخصت ترک وضوء کے خروج مذی سے

قائم کیا ہے۔ چنانچہ کتاب استذکار شرح موطا تصنیف ابن عبد البر صاحب استیعاب نے
باب مذکور کے ضمن میں لکھا ہے۔ عن سعید بن المسیب انہ سمعہ ورجل یسالہ
فقال انی لاجد البلل وانا اصلی فانصرف فقال لہ سعید لو سال علی
فخذی ما انصرفت حتی اقضی صلوتی وعن الصلت بن زبید انہ
سائل سلیمان بن یسار عن البلل یجدہ قال انضح ما تحت ثوبک و
الہ عنہ انتہی بلفظہ حاصل مضمون ان ہر دو روائیتوں کا بعینہ کافی کی دونوں روائیتوں کے
موافق ہے۔ جس سے کافی کی ہر دو روائیتوں کیطرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ مذی نہ منقض وضو
ہے۔ نہ نجس۔ اور کتاب رحمۃ الامۃ مذکور صفحہ ۱۱ میں ہے والاصح من مذہب الشافعی
طہارۃ المنی مطلقا الا من الکلب والخنزیر والاصح من مذہب احمد انہ
طاہر من الآدمی یعنے امام شافعی کے نزدیک کتے اور خنزیر کے سوا سب جانوروں
کی منی پاک ہے۔ جس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے۔ نہ کپڑا نجس ہوتا ہے۔ اور مذہب امام احمد
بن حنبل کے نزدیک آدمی کی منی پاک ہے۔ قول کرم دین مسئلہ نمبر ۹ ضمن نمبر ۲ فروع کافی جلد
نمبر ۲ صفحہ ۲۱۴ میں یہ عبارت درج ہے۔ عن علی بن جعفر قال سألت ابا الحسن علیہ
السلام عن الرجل یقبل قبل امرأتہ قال لا باس۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ علی بن
جعفر کہتے ہیں۔ میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا۔ کوئی مرد اپنی عورت کی شرمگاہ کو بوسہ
دے۔ تو آپ نے فرمایا کچھ ہرج نہیں۔ جواب شیعۃ اس کے متعلق سائل کی خدمت میں
عرض ہے۔ کہ ایک تو حلت و حرمت یا جواز یا عدم جواز کے معیار پر نظر کرنا ہے۔ اور احکام
دین الہی کے مقتضیات کو مد نظر کرتے ہوئے بقصد قربت امتثال و انقیاد کے درپے ہونا۔
اور ایک یہ رنگ ہے۔ کہ جہال و بطال کی طرح بیدینی اور لامذہبی کے باعث کسی کی تشنیع
بیجا اور تقبیح ناروا کے درپے ہونا ہے۔ یہ دونوں مستقل الگ الگ مقصد ہیں۔ آپ مذہبی
دائرہ میں اصول و فروع یا اعتقادی بحثوں سے پہلو تہی کر کے ایسی ہی خرافات بے سر و پا جہال
کے سامنے پیش کر کے انکو حق سے دور کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ لا جکم اللہ فی ہذا الجدال۔
بات اصل یہ ہے۔ کہ مخصوص آیات کلام مجید سے زوج کیلئے اپنی زوجہ کے بارے میں پورا
حق تصرف حاصل ہے۔ جو متفق علیہ ہے۔ مثلاً خدا نے فرمایا ہے۔ ھن لباس لکم وانتم
لباس لھن پارہ ۲۔ رکوع ۶ یا فأتوا حرثکم انی شئتم پارہ ۲۔ رکوع ۱۱۔ تو مقصود

حرمت سے خارج کرنے کیلئے معصوم نے فرمایا لا باس یعنے یہ فعل حرام نہیں ہے۔ یہاں
لا باس نفی حرمت میں مستعمل ہے۔ قرینہ اس پر یہ ہے کہ اور مقامات پر اس امر کی تصریح ہے۔ کہ زوجہ
کے شرمگاہ پر نظر کرنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ کتاب انوار نعمانیہ سید نعمت اللہ جزائری مطبوعہ طہران
در نور تزویج صفحہ ۲۰۷ سطر اخیر میں ہے۔ ولا ینظرن احد الی فرج امرئته ولیغض بصرہ
عند الجماع فان النظر الی الفرج یورث العمے فی الولد یعنے ہرگز کوئی شخص اپنی عورت
کے شرمگاہ پر بوقت جماع نظر نہ کرے۔ بلکہ جماع کیوقت اپنی آنکھیں بند رکھے۔ اسواسطے کہ
یہ حرکت بچے کو اندھا کرنیکی محتمل ہے۔ مخاطب کو اس عربی عبارت کے نون تاکید ثقیلہ اور لفظ
غض اور اس مکروہ فعل کے نتیجہ پر غور کرنے کے بعد اس ناشائستہ حرکت کی کراہت پر علم ہو جائیگا
پس جبکہ نظر مکروہ قرار پائی۔ تو بوسہ بطریق اولی مکروہ ہوگا۔ لہذا اس روایت سے نفی کراہت ہرگز
ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ نفی حرمت پر روایت کو دلالت ہوسکتی ہے۔ اور وہ
ظاہر ہے۔ کیا معترض صاحب کے مذہب میں بمقتضائے آیہ قرآنی یا حدیث صحیح ایسا فعل حرام ہے۔
تو استفادہ کا امیدوار ہوں۔ علاوہ اس کے حیوۃ الحیوان مطبوعہ مصر صفحہ ۷۹ سطر ۱ لغت دجاجہ میں
مرقوم ہے۔ وقال الامام النووی رطوبۃ الفرج طاھرۃ مطلقا سواء کان الفرج
من بھیمۃ او امرئۃ وھو الاصح یعنے رطوبت وتری شرمگاہ کی پاک ہے۔ بہر وجوہ
خواہ شرمگاہ چارپائے کی ہو یا شرمگاہ زنانہ۔ اور یہ بہت صحیح اور قول امام نووی ہے۔
انتہے۔ جناب عالی آپکے امام کے فرمودہ کے متعلق اگر کسی عامی شیعہ نے شرمگاہ زن خود کو
پاک سمجھکر بوسدیا۔ تو اسپر مواخذہ کرنا ایسا ہے۔ جیسا امام خود کو سنگسار کرنا۔ فافہم وتدبر۔
علاوہ اس کے کتاب روض الاخیار المنتخب من ربیع الابرار مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۱ سطر ۱ میں ہے۔
(قاضی خان) لا باس للرجل ان یمس فرج زوجتہ لکی تتحرک۔ (ابو یوسف)
سالت ابا حنیفۃ عن مس الرجل فرج زوجتہ فقال لا باس بہ وارجو ان
یعظم اجرہ ترجمہ تحریک شہوت کیلئے مرد کا اپنی عورت کے شرمگاہ کو چھونا ابو حنیفہ کے
نزدیک قابل صواب عظیم اور اسمیں کوئی حرج نہیں ہے۔ پس چونکہ سائل کے امام ابو حنیفہ
نے مطلق مس فرج عورت کو قابل صواب عظیم قرار دیا ہے۔ خواہ مس بالفم جس کا نام بوسہ
خواہ مس بالید ہو۔ پس جو کام سائل کے امام ابو حنیفہ کے نزدیک قابل اجر عظیم ہو۔ اسپر اعتراض

کرنا۔ ابوحنیفہ کے رسوا کرنے کے برابر ہے۔ قول کرم الدین مسئلہ نمبرہ کے متعلق اصول کافی صفحہ ۴۸۴ میں لکھا ہے۔ ان علیا علیہ السلام قال علے منبر الکوفۃ ایھا الناس انکم ستدعون الی سبی فسبوانی جس کا مطلب ہے کہ حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں منبر پر چڑھکر فرمایا۔ کہ لوگو تم بلائے جاؤ گے۔ مجھے برا کہنے کیطرف پس تم مجھے برا کہہ لو۔

جواب شیعہ۔ تفسیر بیضاوی مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۵۴۳ سطر ۲۱ ذیل آیہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان پارہ ۱۴ رکوع ۱۵ میں مرقوم ہے۔ روی ان قریشا اکرھوا عمارًا وابویہ یاسرًا وسمیتہ علے الارتداد فربطوا سمیتہ بین بعیرین ووجئ بحربۃ فی قبلھا وقالوا انک اسلمت من اجل الرجال فقتلت وقتلوا یاسرًا وھما اول قتیلین فی الاسلام واعطاھم عمار بلسانہ ما ارادو مکرھا فقیل یا رسول اللہ ان عمارًا کفر فقال ان عمارًا ملئ ایمانا من قرنہ الی قدمہ واختلط الایمان بلحمہ ودمہ فاتی عمار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو یبکی فجعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یمسح عینیہ وقال مالک ان عادوا فعدلھم بما قلت وھو دلیل علے جواز التکلم بالکفر عند الاکراہ ترجمہ کفار قریش نے عمار یاسر اور اس کے والدین کو مرتد ہونے پر مجبور کیا۔ پس کفار قریش نے سمیتہ والدہ عمار کو دو اونٹوں کے درمیان باندھ کر معاذ اللہ اس کی شرمگاہ میں سیخ آہنی داخل کی۔ اور اس کو کہنے لگے۔ کہ تو نے مردوں کے شوق ومحبت میں ایمان قبول کیا ہے۔ پس وہ مرحومہ شہید کر دی گئی۔ اور یاسر کو بھی کفار قریش نے قتل کر دیا۔ اور اسلام میں یہ سب سے پہلے شہید ہیں۔ اور عمار یاسر رضہ سے جو کلمات کفر کہلوانا چاہتے تھے۔ جبرًا وقہرًا عمار یاسر نے کہدئے۔ پس رسول خدا کو کہا گیا۔ کہ عمار کافر ہو گیا ہے۔ پس فرمایا رسول خدا نے ہرگز نہیں تحقیق عمار چوٹی سے ایڑی تک ایمان سے لبریز ہے۔ اور عمار کے خون وگوشت وپوست میں ایمان مخلوط ہے۔ پس آیا عمار پاس رسول خدا کے روتا ہوا۔ پس رسول خدا اس کے آنسو پونچھتے اور فرماتے تھے۔ کیا ہوا ہے تجھے۔ اگر کفار قریش پھر تجھے میرے اور خدا کے برا کہنے پر مجبور کریں۔ تو تو مجھے اور خدا کو برا کہدے۔ اور یہ دلیل ہے تکلم بالکفر کی بوقت مجبوری انتہے ہمارے مخاطب اگر کافی کی پوری حدیث نقل فرماتے۔ تو انکو اعتراض کا موقعہ نہ ملتا۔ کیونکہ جب مخاطب کے اپنے مسلمات میں بھی موجود ہے۔ کہ بوقت مجبوری خدا ورسول کو گالیاں دینے کی اجازت ہے

تاریخ الخلفاء مذکور صفحہ ۲۰۹ سطر اخیر در حالات ماموں عبداللہ ابو العباس بن ہارون الرشید جس نے امام رضا علیہ السلام کو شہید کیا۔ اور جو خلق قرآن کا قائل تھا۔ حالات میں مرقوم ہے۔ ایک اور نامہ لکھکر سات اشخاص محمد بن سعد کاتب یحیی بن معین۔ ابو خیثمہ۔ ابو مسلم۔ یزید بن ہارون اسمعیل بن داؤد۔ اسمعیل بن ابو مسعود۔ احمد بن ابراہیم دورقی کو بلوا بھیجا۔ اور ان کا خلق قرآن کے مسئلہ میں امتحان لیا۔ اور جب تک انہوں نے قرآن شریف کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کر لیا۔ انکو رقہ سے بغداد نہ جانے دیا۔ اور ان کے بلانے کا سبب تھا۔ کہ پہلے انہوں نے اس مسئلہ میں توقف کیا تھا۔ مگر آخر تقیہ کر کے قائل ہو گئے۔ حضرت مولویصاحب جب تمہارے ان بزرگان دین نے تقیہ کر کے اپنی جان بچائی۔ تو اب آپ یا تقیہ پر معترض نہوں۔ یا ان بزرگان دین خود کے کفر کا حکم اور فتوی لکھیں۔ اس موقعہ پر کتاب انوار نعمانیہ صفحہ ۳۴۸ سطر ۶ نور غیبت سے ایک تاریخی واقعہ بشاشت ناظرین کیلئے نقل کرتا ہوں۔ اور وہ یوں ہے۔ لما اتی الشاہ اسمعیل اعلی اللہ مقامہ الی الشیراز وکان ھناک اکثر علماءھا من المخالفین احضرھم وامرھم بلعن المتخلفین الثلاثۃ فامتنعوا من اللعن لان التقیہ لا تجوز عندھم فی اللعن واضرابہ فامر بقتلھم ثم قیل ان واحدا من افاضلھم وھو شمس الدین الخضری صاحب الحاشیۃ علی الھیئات شرح التجرید قد بقی فارسل الیہا وامرہ بلعن الثلاثۃ فلعنھم لعنا شنیعا فسلم من القتل ولما خرج من عندہ استقبلہ اھل نحلتہ وقالوا لہ کیف ارتددت عن دینک ولعنت ائمتک الثلاثۃ فاجابھم بالفارسیۃ یعنے از برائے دوسہ عرب کون برہنہ مرد فاضلے ہم چوں من کشتہ شود یعنے لاجل خاطر ھولاء الاعراب الثلاثۃ مکشوفی الدبر قتل انا مع ما انا علیہ من الفضل والکمال وھذا حالتھم لانھم یلعنون ائمتھم اذا اعطو درھما او اقل منہ کما شاھدناھم فی النجف ترجمہ جب آئے شیراز میں شاہ اسمعیل خدا ان کے درجات بلند کرے۔ اور وہاں کے سنی المذہب اکثر علماء کو بلوا کر لعنت متخلفین ثلاثہ پر مامور فرمایا۔ اور انہوں نے بوجہ ناجائز سمجھنے تقیہ کے ایسے امور میں لعنت سے انکار کیا۔ پس انکو قتل کر دیا گیا۔ پھر شاہ اسمعیل کو کہا گیا۔ کہ ایک فاضل سنی المذہب شمس الدین خضری محشی ہیئت

شرح تجرید باقی رہگیا ہے۔ پس اس کو بھی بلا کر مثل سابق لعنت پر مامور فرمایا پس اس نے
لعن شنیع کہکر اپنے آپ کو بچایا۔ پس جب وہ قتل سے بچ کر اپنے ہم خیالوں سے ملا تو وہ اس کو
کہنے لگے۔ کہ تو اپنے مذہب پر لعنت کر کے کیوں مرتد بن گیا ہے۔ پس اس نے زبان فارسی میں
جواب دیا۔ اور کہا۔ کہ دو تین چوتڑ ننگے عربوں کی خاطر مجھ سا فاضل قتل کیا جائے۔ یہ حال ہے منکرین
تقیہ کے فاضلوں کا جو دو چار آنہ بلکہ دو چار پیسوں پر اپنے ائمہ کو لعنت کرتے ہیں۔ انتہے
اس مضمون پر جسکو اعتبار نہ ہو۔ وہ سامرہ میں جاکر اس کی تصدیق کر سکتا ہے۔ المختصر شمس الدین
موصوف نے جس روائیت کے مضمون کو فارسی میں تعبیر کیا ہے۔ غالباً وہ یہ روائیت ہے۔ جو
ابن ابی الحدید مطبوعہ طہران جزو ۱۲ صفحہ ۵۵ سطر ۱۸ اس موقعہ میں لکھی ہوئی ہے۔ کہ جب حضرت
عمر کی خلافت میں عمرو بن العاص انکی طرف سے عامل تھا۔ اور حضرت عمر نے اس کی بددیانتی
معلوم کر کے محمد بن مسلمۃ کو روانہ کیا۔ کہ عمرو بن العاص سے وہ مال جو اس نے بددیانتی سے
پیدا کیا ہے۔ لے آ۔ جب محمد بن مسلمۃ عمرو بن العاص کا مال بادشاہ خلافت مآب عمر بن الخطاب
وصول کرنے لگا۔ تو عمرو بن العاص نے فرمایا لعن اللّٰہ یوماً کنت والیاً فیہ لابن الخطاب
واللّٰہ لقد رأیتہ ورأیت اباہ وان علی کل واحدٍ منھما عباءۃ قطوانیۃ
موتزرا بھا ما تبلغ بعض رکبتیہ وعلے عنق کل واحدٍ منھما حزمۃ من
حطب ترجمہ لعنت خدا کی ہو۔ اس دن پر جس میں میں عمر بن الخطاب کا عامل مقرر ہوا بخدا
میں نے عمر بن الخطاب اور ان کے باپ کو دیکھا۔ کہ وہ دونوں کھدڑ کی عبا بطور لنگوٹہ
پہنے ہوئے تھے۔ جو ان کے گھٹنوں تک نہیں پہونچتی تھی۔ دراں حالیکہ ان دونوں کی
گردن پر لکڑیوں کا گٹھہ تھا۔ فے الجملہ جو لوگ علے الاطلاق لفظ ص ح ب کی پرستش کنندہ
ہیں۔ وہ تو حضرت عمرو بن العاص وزیر معاویہ باغی کی چشم دید شہادت کو ضرور تسلیم کر لیں گے۔
لیکن ہم حیثیت مذکور کو تسلیم نہ کرنیکے علاوہ بحیثیت دیگر بھی اس شہادت کو قبول نہ کرنے میں
معذور ہیں۔ اور وہ یہ ہے مستطرف جلد اول صفحہ ۲۵۹ سطر ۴ میں مرقوم ہے۔ ورکب
یوماً عمرو بن العاص رضی اللّٰہ بغلۃ شہباء ومر علی قوم فقال من بعضھم
من یقوم للامیر فیسألہ عن امہ ولہ عشرۃ آلاف فقال واحدٌ منھم انا فقام
واخذ بعنان بغلۃ وقال اصلح اللّٰہ الامیر انت اکرم الناس خیلاً فلم رکبت
دابۃً اشھب وجھھا فقال انی لا امل دابتی حتیٰ تملنی ولا امل رفیقی حتےٰ

عمرو العاص نجیب الطرفین تھا

یملئی فقال صلی اللہ الامیر اما العاص فقل عرفناہ وعلمنا شرفہ ممن الام قال علی الخبیر سقطت امی النابغۃ بنت حرملۃ بن عزۃ سبیت بارماح العرب فاتی بہا سوق عکاظ فبیعت فاشتراہا عبداللہ بن جدعان و وھبہا للعاص بن وائل فولدت وانجبت وان کان قد جعل لک جعل فارجع وخذہ وارسل عنان ماہتی وقیل ان امہ کانت بغیاً عند عبداللہ بن جدعان فوطئہا فی طہر واحد ابولھب وامیہ بن خلف وابوسفیان بن حرب والعاص بن وائل فولدت عمرا فادعاہ کلہم فحکمت فیہ امہ فقالت ھو للعاص لان العاص ھو الذی کان ینفق علیہا وقالوا اشبہ بابی سفیان ترجمہ ایک روز عمرو بن عاص اشہب خچر (جسکی سپیدی سیاہی پر غالب ہوتی ہے) پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔ کچھ لوگوں کیطرف سے گذرا ان میں سے بعض نے کہا۔ کہ اگر کوئی شخص اس کی ماں کے متعلق اس سے دریافت کرے۔ تو اسکو دس ہزار درہم دیئے جائیں گے۔ ایک شخص نے کہا میں جاتا ہوں۔ اور جس سوال کو تم چاہتے ہو۔ دریافت کر کے واپس آتا ہوں۔ چنانچہ یہ شخص اس کے پاس گیا۔ اور لگام خچر پکڑ کر دعا دی اور کہنے لگا۔ کہ آپکے پاس تمام لوگوں سے اعلےٰ گھوڑے ہیں۔ پھر آپ نے اپنی سواری کیلئے اس سواری کو کیوں پسند کیا جس کا چہرہ اشہب ہے یہ سنکر عمر نے جواب دیا۔ کہ میں کسی چیز سے اس وقت تک ملول نہیں ہوتا۔ جب تک وہ مجھسے ملول نہ ہو۔ اور نہ میں اپنے کسی دوست سے اس وقت تک ملول ہوتا ہوں۔ جبتک کہ وہ مجھسے ملول نہ ہو جائے اس کے بعد اس شخص نے کہا۔ کہ آپ کے باپ کی شرافت سے تو ہم واقف ہیں لیکن آپ کی ماں کے حالات معلوم نہیں۔ مہربانی فرماکر کچھ بیان فرمایئے۔ عمر نے جواب دیا۔ کہ اس سوال کو تو نے اس شخص سے دریافت کیا ہے۔ جو اس کے جواب سے خوب واقف ہے۔ میری ماں کا نام نابغہ ہے جو حرملہ بن عزۃ کی بیٹی تھی۔ اور عرب کی باہمی جنگ میں وہ گرفتار ہو گئی تھی۔ پھر فروخت کرنے کے لیئے بازار عکاظ میں لائی گئی۔ عبداللہ بن جدعان نے خرید کر کے عاص بن وائل کو ہبہ کر دیا۔ اس سے میں پیدا ہؤا۔ اور بالکل نجیب و بزرگ ہوں۔ میں ولادت میں۔ اب اگر تم کو اس سوال کے دریافت کرنے پر کسی نے انعام کا وعدہ کیا ہے تو اس سے وصول کر۔ اور میری خچر کا لگام چھوڑ دے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ عمرو عاص کی ماں عبداللہ بن جدعان کے پاس زناکار تھی پس زنا کیا اس سے طہر واحد میں ابولہب اور امیہ بن خلف اور ابوسفیان بن حرب اور عاص

بن وایل سے پس تولد ہوئے عمر وعاص پس اس کی ابوت کا ان سب نے دعویٰ کیا۔ اور اُنکی والدہ مسماۃ نابغہ کو اس بارے میں حکم مقرر کیا گیا پس اُسنے عمر کو عاص کا بیٹا مقرر کیا۔ اسلیے کہ وہ اس کو نفقہ دیتا تھا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ عمر ابوسفیان کے ساتھ شکل میں بہت مشابہ تھا۔ اُنجھے راقم الحروف کے نزدیک قول اخیر معتبر ہے۔ کیونکہ اس نجیب الطرفین لاوت نے مشارکت ومخالطت دموی کے ذریعہ معاویہ کی علی مرتضےٰ کے مقابلہ میں امداد کی۔ اس موقعہ پر معاویہ ابوسفیان کے خاندانی حالات کیطرف اشارہ کرنا بیجا نہ ہوگا۔ اور وہ یوں ہیں مستطرف جلد اول صفحہ ۵۹ سطر ۱۳ میں مرقوم ہے۔ وکان الواثق یتشبہ بالمامون فی اخلاقہ وحلمہ وکان یقال لہ المامون الصغیر نقل عنہ انہ دخلت علیہ ابنۃ مروان بن محمد فقالت السلام علیک یا امیر المومنین فقال لست بہ فقالت السلام علیک ایہا الامیر فقال لہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقالت لیسعنا عدلکم فقال اذا لا یبقے علے وجہ الارض منکم احد لانکم حاربتم علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ وکرم وجہہ ومنعتم حقہ وسممتم الحسن رضی اللہ عنہ ونقضتم شرطہ وقتلتم الحسین رضی اللہ عنہ وسبیتم اہلہ ولعنتم علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ علے منابرکم وضربتم علی عبداللہ ظلما بنیا طکم فعدلنا لا یبقے منکم احدا فقالت فلیسعنا عفوکم قال اما ھذا فنعم وامر برد اموالہا علیہا وبالغ فی الاحسان الیہا۔ ترجمہ واثق باللہ اخلاق اور بردباری میں ماموں سے مشابہ ہونیکی وجہ سے ماموں صغیر سے موسوم تھا۔ اس سے منقول ہے۔ کہ اس کے پاس مروان بن محمد کی بیٹی آئی۔ اور اس نے اُسے امیر المومنین سے مخاطب کرکے سلام کیا۔ اس نے کہا میں اس لقب امیر المومنین کا شایاں نہیں۔ پس اس خاندان بنی امیہ کی عورت نے بلفظ امیران پر سلام کیا۔ واثق نے بطریق احسن اسکو جواب سلام دیا۔ پھر اس عورت نے کہا آپ کے عدل میں ہمارے خاندان کیلئے گنجائش ہے۔ پس کہا واثق نے بروئے عدل تمہارا کوئی متنفس زندہ رکھنا مناسب نہیں۔ کیونکہ تمہارے خاندان نے علی مرتضےٰ سے جنگ کرکے انکو اپنے حق سے باز رکھا۔ اور حسن مجتبےٰ کو زہر پلایا۔ اور ان کے شرائط کو توڑ دیا۔ اور حسین علیہ السلام کو قتل کیا۔ اور ان کی اہلبیت کو قید کرکے دربدر پھرایا۔ اور علی مرتضےٰ پر اپنے منبروں پر لعنتوں کا مینہ برسایا۔ پس ہمارا عدل تمہارے خاندان سے کسی کو باقی نہیں رکھسکتا۔ پھر کہا اس نے آپ کی درگذر

و معانی میں بھی ہمارے خاندان کی گنجائش ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مثل مہر اس مال واپس دیے
کا حکم دیا۔ اور اس کے ساتھ غائیت درجہ کا احسان کیا۔ المختصر یہ ہمارا مطلب نہیں بلکہ ہمارا مقصود
موارد تقیہ کا اظہار ہے۔ نجم الدین طوفی کہ اعاظم علماء و ائمہ اہل سنت سے ہیں۔ شرح اربعین
نووی میں لکھتے ہیں۔ اور ان کے اس شرح کا ذکر کشف الظنون میں اربعین نووی کے ذیل
میں تفصیل درج ہے۔ واعلم ان النزاع الطویل بینھم فی التقیۃ استدلالاً
وجواباً ذاھب فی الغالب ھدراً فان محل الخلاف انما ھو مبایعۃ علی
ابا بکر تقیۃ ادعاہ الشیعۃ لما مر ونفاہ السنیۃ لانہ نفاق وھو لا ینبغی نسبتہ
الی علی اما التقیۃ فی غیر ذالک فلا مبالاۃ باثباتھا وجوازھا وانما یکرہ
عامۃ الناس لفظھا لکونھا من مستندات الشیعۃ والا فالعالم مجبول علی
استعمالھا ولبعضھم یسمیھا مداراۃ ولبعضھم مصانعۃ ولبعضھم عقلاً
معیشیا ودل علیھا دلیل الشرع کذا فی الاستقصاء ترجمہ جانتو تقیہ کے مسئلہ میں
سنی و شیعہ کا تنازعہ اسقدر طول پکڑ چکا ہے۔ کہ اکثر خونریزی پر منتہی ہوتا ہے۔ اسلیئے کہ محل مخالفت
فریقین بیعت علی مرتضےٰ ساتھ ابوبکر کے ہے۔ شیعہ اس بیعت کے بطور تقیہ قائل ہیں۔ اور سنی
اس بیعت میں تقیہ علی مرتضےٰ سے منکر ہیں۔ کیونکہ یہ نفاق ہے۔ اور نسبت نفاق بطرف علی مرتضےٰ
مناسب نہیں ہے۔ اور بیعت علی مرتضےٰ کے علاوہ تقیہ کے اثبات و جواز میں کوئی خرابی نہیں ہے
اور عامۃ الناس لفظ تقیہ کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ اسلیئے کہ وہ شعائر و عادات شیعہ سے ہے۔ ورنہ
تو تمام عالم جبلتاً و فطرتاً استعمال تقیہ پر مجبور ہے۔ اور بعض لوگوں نے تقیہ کا نام مصانعۃ اور بعضوں
نے عقل معیشی رکھا ہے۔ اور تقیہ کے جواز پر دلیل شرعی راہنمائی کرتی ہے۔ (نوٹ) بمصداق
مثل مشہور ہے "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔" نجم الدین طوفی نے باوجود عظمت و جلالت
مرتبہ اپنے اس کلام میں شیعہ کو بیعت علی مرتضےٰ با ابوبکر کے معاملہ میں متہم کیا ہے۔ شیعہ ہرگز اس
امر کے قائل نہیں۔ کہ علی مرتضےٰ نے بیعت ابوبکر بطیب خاطر کی۔ علی مرتضےٰ تو انکو خائن آثم
غادر سمجھتے رہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد دوئم صفحہ ۹۱ کتاب الجہاد باب حکم الفئ میں عمر فاروق
کے بیان سے پتہ چلتا ہے۔ علاوہ اس کے شرح نقاصد ذکر امامت میں مرقوم ہے۔ کہ علی
مرتضےٰ نے ابوبکر کو مخاطب کر کے فرمایا بارک اللہ فی امرھا عنی و عنکم یعنے تمہیں
اس کام کی مبارک ہو۔ جس نے مجھے ایذا دیا۔ اور تمکو خوش کیا۔ اور ایذا دہی مرتضےٰ کفر ہے۔ فافہم و تدبر

علی مرتضیٰ نے ابوبکر کی بیعت بطیب خاطر نہیں کی

قول کرم الدین مسئلہ نمبر ۶ کے متعلق فروع کافی جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۷۴ میں لکھا ہے۔ قال سألت ابا جعفر عن رجل زنا بام امرأته او باخت ها فقال لا یحرم ذالک علیه امرأته اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کہ اس مرد سے جو اپنی ساس یا سالی سے زنا کرے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس کی وجہ سے اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہو جاتی۔ مسئلہ نمبر ۷ کے متعلق فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۷۶ میں درج ہے۔ قال ابو جعفر صلوات اللہ علیہما ان زنا رجل بامرئۃ ابیه او جاریۃ ابیه قال ذالک لا یحرمها علی زوجها ولا تحرم الجاریۃ علی سیدها جس کا مطلب ہے۔ کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی ماتر کیساتھ زنا کرے۔ یا اپنے باپ کی لونڈی کیساتھ زنا کرے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ فعل اس عورت کو اس کے خاوند پر حرام نہیں کرتا۔ اور نہ وہ لونڈی اپنے مالک پر حرام ہوتی ہے۔ **جواب شیعہ** جن لوگوں کا خدا اور رسول پر ایمان ہے۔ اور خدا سے برتر حضرت محمد مصطفےٰ خیر البشر کے مقابلہ میں ابو حنیفہ کو الوہیت و رسالت کا تمغہ دینے میں آپ کے مخالف ہیں۔ ان کی نظروں میں آپ کے اس سوال کی وقعت گوز شتر سے زیادہ نہیں ہے خصوصاً جبکہ وہ آپ کی نقل کو اصل کتاب سے مقابلہ کریں۔ کیونکہ آپ نے ملحدین کیطرح لا تقربوا الصلوٰۃ سے مستدل ہو کر وانتم سکاریٰ سے قطع نظر کر کے نماز سے انکار کیا ہے۔ اور ان متعصبانہ حرکات و جاہلانہ تحریرات کے جہال و بطال کے بہکانے و بھڑکانے کے علاوہ کیا نتیجہ مترتب ہو سکتا ہے۔ بات اصل یہ ہے۔ کہ شارع علیہ السلام جونکہ خدا کیطرف سے کمل دین لیکر مبعوث ہوئے جس کے احکام تاقیامت نافذ رہیں گے۔ اسلئے۔ ہر چیز کی حدود اور ضوابط آنحضرت نے منضبط فرمائے۔ جن کی کامل حفاظت اور اشاعت ان کے نواب ائمہ اثنا عشر علیہم السلام نے فرمائی۔ اور تکمیل دین میں اس حد تک اہتمام فرمایا۔ کہ ہزاروں کلیات و جزئیات مکلفین کی دریافت پر اور بے شمار احکام از خود بغیر سوال آنحضرت تعلیم امت کیلئے ارشاد فرماتے تھے۔ اب سائل نے جب سوال متنازعہ دریافت کیا۔ تو معصوم نے اس کا مکمل جواب ارشاد فرمایا۔ اور اس طور پر جواب فرمایا۔ کہ اس خاص جزئی مسئلہ میں بھی کفایت کرتا ہے۔ اور ایک کلیہ قاعدہ بھی اس سے مستنبط ہوتا ہے چنانچہ جس عبارت سے معترض نے سوال کیا ہے۔ اس سے چند سطور قبل ایک قاعدہ کلیہ ہے جس کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ انه علیه السلام سئل عن الرجل یفجر بالمرئۃ یتزوج

لم یحرم علیہ ان الحرام لا یفسد الحلال ترجمہ حضرت امام علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ کہ اگر کوئی کسی عورت سے زنا کرے۔ تو اس مزنیہ عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ لیکن اگر اس شخص کے پاس نکاح صحیح کی بیوی موجود ہو۔ اور وہ شخص اپنی بیوی شرعیہ کی ماں یا بیٹی یا ہمشیرہ سے زنا کرے۔ تو اس شخص کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوتی۔ اسلیئے۔ کہ حرام حلال میں خرابی نہیں پیدا کر سکتا۔ اس حدیث میں حضرت امام نے دو مسئلہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ اول یہ کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا۔ تو اسکی لڑکی سے عقد کر سکتا ہے۔ فرمایا نہیں۔ کیونکہ مدخولہ کی لڑکی نص صریح سے حرام ہے۔ بقولہ تعالیٰ و ربائبکم اللتی فی حجورکم من نساءکم اللتی دخلتم بھن یعنے تمہاری مدخولہ عورتوں کی لڑکیاں جو تمہارے گھروں میں ہیں۔ تم پر حرام ہیں۔ اس آیت سے تصریحاً یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ مدخولہ ہا کی لڑکی بعد دخول عقد میں نہیں آسکتی۔ اب رہی دوسری صورت کہ اپنی عورت جو اپنے عقد میں ہے۔ اسکی ماں یا بیٹی یا ہمشیرہ سے زنا کرنا اگرچہ حرام اور اس کا مرتکب سزا کا مستحق و معذب ہے۔ لیکن اس فعل سے اپنی عورت سابقہ اوس پر حرام نہیں ہوتی ہے۔ اسلیئے۔ کہ حرام حلال میں خرابی اور رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتا اور اسطرح حدیث ثانی جسکو سائل نے صفحہ ۱۷۰ کافی سے نقل کیا ہے۔ اور اس کا تتمہ نظر انداز کیا ہے۔ اس کی بقیہ عبارت یہ ہے۔ انما یحرم ذالک منہ اذا اتی الجاریۃ وھی حلال فلا تحل بذالک الجاریۃ ابداً لابنہ ولا لابیہ واذا تزوج رجل امرءۃ تزویجاً حلالاً فلا تحل تلک المرءۃ لابیہ ولا بنہ ترجمہ سوائے اس کے نہیں۔ کہ حرام ہوتی ہے زنا سے ایسی جاریہ جو بوقت جماع جماع کنندہ پر حلال ہو۔ پھر ایسے جماع کے بعد وہ جاریہ کبھی حلال نہیں ہو سکتی۔ جماع کنندہ کے باپ اور بیٹے کے لئے اور جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح شرعی جائز طور پر کرے پس نہیں حلال ہو سکتی۔ عورت منکوحہ نکاح کنندہ کے باپ اور بیٹے کے باپ اور بیٹے کیلئے اس دلیل سے جو حدیث اول مندرجہ کافی صفحہ ۱۷۰ سے معترض نے نظر انداز کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ ان الحرام لا یفسد الحلال یعنے حرام حلال میں خرابی اور رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتا۔ فی الجملہ اگر معترض مرد میدان ہے۔ تو اس دلیل کو قرآن کی آیت یا حدیث نبوی مرفوع سے باطل کرے۔ تو ہم اس کے ساتھ اتفاق کیلئے تیار ہونے کے علاوہ

اگر وہ پسند کریں. تو اس دلیل مذکورہ کے ابطال بطریق مذکورہ کے معاوضہ میں ایکصد روپیہ انگریزی
انعام دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اور جس جگہ وہ حکم دیں. جمع کرنے کے لئے تیار ہیں. کاش اگر
مخاطب اپنے ائمہ دین کی کفریات و ہفوات پر نظر کرتا جنہوں نے اپنی لڑکی سے نکاح کی اجازت
فرمائی ہے. جیساکہ میزان الکبریٰ جلد دوئم صفحہ ۹۶ سطر دوئم میں لکھا ہے. یحرم علی الرجل
نکاح المتولدۃ من زناہ مع قول الشافعی و مالک فی روایۃ الاخریٰ انھا تحل
مع الکراھۃ یعنے حرام ہے نکاح اپنی اس لڑکی سے جو زنا سے پیدا ہو. باوجود قائل ہونے
امام شافعی کے ایسے نکاح میں اور ایک روائیت امام مالک میں بھی ایسے نکاح کی اجازت
ہے مع الکراہت اور امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم. شاگرد رشید امام اعظم نے ہارون رشید کو
اوس کے باپ مہدی کی مستعملہ جاریہ سے دل خوش کرنے کا فتویٰ دیا جیساکہ تاریخ الخلفاء
سیوطی سے نقل کیا جا چکا ہے. فافہم قول کرم الدین مسئلہ نمبر ۸ کے متعلق فروع کافی جلد نمبر ۲ صفحہ
۲۴۴ میں درج ہے. عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سئلتہ من الدلک قال ناکح نفسہ
لاشئ علیہ جس کا ترجمہ یہ ہے. کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا مشت زنی کے متعلق
تو آپ نے فرمایا. کہ وہ اپنے وجود سے جماع کرتا ہے. اوسپر کوئی بات نہیں ہے.

جواب شیعہ بے حیا جو چاہے کرسکتا ہے. اور کہہ سکتا ہے. ورنہ اس حدیث میں سائل مشت زنی
کے جواز یا عدم جواز سے استفسار نہیں کرتا. بلکہ سائل کا اس امر کے متعلق سوال ہے. کہ جو شخص
اس لغو فعل کا مرتکب ہو. اسپر دنیوی شرعی عذاب یا جرمانہ کیا ہے. آپ نے فرمایا اس جرم کی
پاداش میں اسپر دنیا میں شرعی عذاب یا جرمانہ کوئی شے نہیں ہے. گو وہ زانی ہے. کیونکہ
اس نے کسی اور کے حق اور حرمت میں خرابی نہیں کی. بلکہ اپنے نفس کی ہتک کی ہے. قرینہ
اس بات پر اس کے ساتھ دوسری حدیث ہے. جو بالکل اس حدیث کے ساتھ منضم ہے. اور
وہ یہ ہے. عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الرجل ینکح بہیمۃ او یدلک فقال کل ما انزل بہ الرجل
ماءہ من ھذا و شبہہ فھو زنا ترجمہ امام علیہ السلام سے ایسے شخص سے سوال کیا گیا. جو کسی چہارپائی
سے جماع کرے. یا مشت زنی کرے. پس آپ نے فرمایا. ہر وہ فعل جس کے ذریعہ کوئی شخص اپنا
منی خارج کرے. بطریق مذکور یا اس کے مشابہ فعل سے پس وہ زنا ہے. کہاں ہیں حق شناس
کہ اس خارجی کی گستاخانہ و رندانہ حملات جو خاندان رسالت پر کررہا ہے وزن کریں. کیونکہ جس
فعل کو امام زنا قرار دیتے ہیں. اس کا جواز امام کیطرف منسوب کرکے ناصبیت کا بیج بو رہا ہے

ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ قاضیخان مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۹۸ سطر ۱۲ میں ہے من الناس من قال لایفسد صومه فی الاستمناء بالکف وهل یباح له ان یفعل ذالک فی غیر رمضان ان اراد الشهوة لا یباح وان اراد تسکین الشهوة قالوا نرجوا ان لا یکون آثماً ترجمہ کچھ لوگ کہتے ہیں۔ کہ مشت زنی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور آیا رمضان کے علاوہ مشت زنی کی اجازت ہے۔ اگر رمضان کے علاوہ بغرض مسرت و فرحت مشت زنی کرے۔ تو اباحت نہیں۔ اور اگر شہوت بجھانے کی غرض سے مشت زنی کرے۔ تو اس کے نہ گنہگار ہونیکے ائمہ قائل ہیں۔ انتہی اسقول کو قاضی خانصاحب کا مجروح و مردود نہ کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ حنفیہ کا یہی مذہب ہے۔ اور قاضی خان کی صداقت و ثقاہت کا اندازہ کرنا ہو تو فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیۃ مذکور صفحہ ۶۷ سطر ۲۱ میں ہے حسن بن منصور بن محمود فخر الدین قاضی خان الاوزجندی الفرغانی کان اماماً کبیراً وبحراً عمیقاً غواصاً فی المعانی الدقیقة مجتهداً فهامة یعنی قاضی خان اوزجندی امام کبیر اور دریائے عمیق معانی دقیقہ کے تیراک اور اعلیٰ پایہ کے مجتہد تھے الی آخرہ۔ قول اکرم دین مسئلہ نمبر ۹ کے متعلق فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ میں درج ہے۔ سألت اباعبدالله علیه السلام عن الفارة والکلب یقع فی السمن والزیت ثم یخرج منه حیاً فقال لا باس باکله جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سوال کیا۔ کہ چوہا اور کتا جو گھی اور تیل میں گر جاویں۔ اور پھر ان سے زندہ نکالے جاویں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس کے کھانے میں مضائقہ نہیں ہے۔ **جواب شیعہ** اگر سائل کو علم حدیث شیعہ کے قواعد و ضوابط کا علم ہوتا۔ یا تحقیق حق کے متلاشی ہوتے۔ تو حقیر شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور شیخ حر ابن عاملی علیہ الرحمۃ کی تقریر بغرض جواب ہدیتہً معترض کی خدمت میں پیش کرتا لیکن ان کا تکبر و غرور مانع ہے کیوجہ سے ایک اپ جواب تحریر کرتا ہوں جسکو طفل مکتب بھی پڑھکر آپ کے علم و عقل کی داد دے۔ اور وہ یہ ہے۔ حدیث میں سائل کے سوال کا تعلق تیل اور گھی میں گرنے سے ہے نقط اس طور پر ہے کہ اگر چوہے کے پیچھے کتا دوڑے۔ اور چوہا گھی میں گر جائے۔ اور زندہ خارج ہو۔ تو معصوم نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ اور معترض صاحب نے حدیث مذکورہ بالا سے یہ مترشح کیا ہے۔ کہ کتا اور چوہا دونوں اگر تیل میں یا گھی میں واقع ہوں۔ تو بقول امام اس کے استعمال میں مضائقہ نہیں جانتا

وکلا۔ بجھے معترض صاحب کے ایسے استخراج مطلب پر ہنسی بھی آتی ہے۔ اور افسوس بھی کیونکہ وارثان علم الہی اور ماہران علم شریعت کے دامن چھوڑنے اور حق سے منہ موڑنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ الفاظ عربیہ سے قواعد عربیہ کی پابندی کے ساتھ مطلب استنباط کرنے سے محرومی ہوگئی۔ اس بھلا مانس سے ذرا کوئی نحو میر پڑھنے والا دریافت کرے۔ کہ سائل کے سوال کا تعلق اگرچہ ہے اور کتے دونوں سے ہے۔ تو کیا عبارت جواب میں فارۃ اور کلب کے بعد یقع اور نزیت کے بعد یخرج صیغہ واحد غائب مضارع صحیح ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے۔ کہ فعل کے بعد جب فاعل اسم ظاہر آئے۔ تو خواہ وہ اسم ظاہر واحد ہو۔ یا تثنیہ یا جمع اس وقت اس فعل کا صیغہ واحد غائب استعمال کیا جاتا ہے۔ بخلاف اس فعل کے جس کا فاعل ضمیر ہو۔ تو اسوقت واحد کیلئے صیغہ واحد اور تثنیہ کے لیے صیغہ تثنیہ اور جمع کیلئے صیغہ جمع استعمال ہونا ضروری ہے۔

زبیری کی عربی دانی

پس بزعم معترض بجائے یقع۔ یقعان اور بجائے یخرج منہ یخرجان ہونا لازم تھا۔ ع بریں عقل و ہمت بباید گریست محض حدیث ہے۔ سئل عن الفارۃ والکلب یعنی مقرونا بالکلب یا معاقبا بالکلب فی السمن والزیت الخ معاذ اللہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ معصوم وقوع کلب کے بعد گھی یا تیل کو پاک قرار دیں۔ باوجودیکہ کتے کو باب اعیان نجسہ میں نجس العین قرار دے چکے ہیں۔ قول کرم دین مسئلہ نمبر ۱۰ کے متعلق فروع کافی جلد ۲ نمبر صفحہ ۲۵ میں درج ہے۔

شیعہ پر محرمات ابدیہ کی بابت طعن اور اس کا جواب

نظیر الذی یتزوج ذوات المحارم التی ذکر اللہ عزوجل فی کتابہ تحریمھا فی القرآن من الامہات والبنات الی آخر الآیۃ کل ذالک حلال من جہۃ التزویج۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ جو شخص اپنی محرم عورتوں سے نکاح کرے جن کی حرمت قرآن میں ہے۔ مثلاً ماؤں سے اور بیٹیوں سے وغیرہ وغیرہ تا اخیر تک یہ سب نکاح کرنیکی وجہ سے حلال ہیں۔ اور یہ بھی اسی صفحہ پر درج ہے۔ ولا یکون نکاحھم زناء ولا اولادھم من ھذا الوجہ اولاد زنا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان کا یہ نکاح زنا نہیں ہے۔ اور نہ وہ اولاد جو اس نکاح سے پیدا ہوئی ہے۔ ولد زنا ہے۔ اور اسی صفحہ پر یہ عبارت بھی ہے۔ ومن قذف المولود من ھؤلاء الذین ولدوا من ھذا الوجہ جلد الحد لانہ مولود بتزویج مستحق۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو شخص اس اولاد کو تہمت زنا کی دیں۔ ان کے حد قائم ہوگی۔ یعنے سزا ملیگا۔ اسلیئے۔ کہ وہ نکاح سے پیدا ہوئے ہیں۔ جواب۔ شیعہ پر خود اسلاف مخاطب شیعہ وسنی کی مخالفت کے بانی مثل شاہ عبدالعزیز وشاہ

ولی اللہ وشاہ عبدالحق وحید علی وغیرہ وغیرہ مسایل متنازعہ میں ایڑی سے چوٹی تک زور دیکر تھالیا
کر گئے تھے لیکن نجیب الولادت ہونیکی وجہ سے ہمارے مخاطب کو خاندان رسالت کی مخالفت و معاندت
پر جہال و بطال کو بھڑکانے اور چمکانے کی ایسی تجاویز و تدابیر یاد ہیں۔ کہ حضرات مذکورہ بالا
کے علاوہ عمرو عاص و معاویہ بھی اگر زندہ ہوتے۔ تو ان کی اس جدت و فطنت کی داد دیتے۔
اور کہتے بیٹا جیسا تمہارا ذہن تحقیر و تنقیص خاندان رسالت میں کام کرتا ہے۔ ویسا کام ہمارے ذہن نے
نہ دیا۔ اور نہ ہم نے کیا۔ بہرحال خاندان رسالت اصحاب عصمت و ولائیت تمہاری طرح اپنے
گاؤں کی مسجد کے ملاں نہ تھے۔ کہ ان کے اقوال کسی گاؤں یا کسی قوم خاص سے متعلق ہوں۔ بلکہ وہ
مقننین قوانین الٰہی و مخاطبین مخلوق ارضی و سماوی کے تھے۔ لہذا ان کے ملفوظات و مقولات
جیسے اہل اسلام کے احکام شریعت و حقیقت و طریقت و تمدن و معاشرت و سیاست پر مشتمل
ہوتے تھے۔ ویسے ہی یہود نصاریٰ۔ زنادیق۔ نواصب و خوارج و ہنود۔ و جہال و بطال کے
امور معاشرت تمدن و سیاست پر بھی محتوی ہوتے تھے۔ پس احادیث میں جو طویل الذیل ہے
سیاسی و معاشرتی نقطۂ نگاہ سے نکاح و سفاح۔ زنا کے درمیان فرق بیان فرمایا ہے۔ بایں طور
کہ اول (نکاح) من کل الوجوہ حلال یعنے تمام جہات سے شان حلت پر مشتمل ہے۔ تیسرا زنا ر
نکاح کے بالکل برعکس جسمیں تمام جہات سے حرمت ہے۔ اب رہا سفاح اس کے متعلق فرمایا ہے۔ سفاح کو
عین زنا نہ کہئے۔ تاکہ تینوں قسمیں تین مستقل حیثیتوں کیوجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز رہیں۔
کیونکہ سفاح کے معنے شرعی محرمات کے ساتھ تزویج کرنا۔ اب محرمات کی فہرست شمار فرمائی ہے
مثلاً ماں بہن۔ بیٹی۔ جو قرآن کی آئیت تحریم میں مذکور ہیں۔ یا عدت میں کسی عورت سے تزویج
کرنا۔ یا زن محصنہ سے نکاح کرنا۔ یا چار عورتوں والے شخص کا چار سے زائید یا پانچویں عورت
سے عقد دائمی کرنا۔ اور کئی مثالیں ذکر فرمائیں۔ اور سب کے بارہ میں فرمایا۔ یہ تمام سفاح
کی مثالیں ہیں۔ جن میں جہت تزویج کا تقاضا تحلیل ہے۔ مگر چونکہ اس جہت تزویج کا محلل
کا تعلق ایسے محل سے ہوا جس سے خداوند عالم نے منع فرمایا ہے۔ لہذا یہ تمام صورتیں جنکو سفاح
قرار دیا ہے۔ سب حرام ہونگی جس پر خود روائیت کے الفاظ دال ہیں۔ فلذالک صار
سفاحاً مردوداً ذالک کلہ غیر جائز المقام علیہ ولا ثابت لھم التزویج بل
یفرق الامام بینہم یعنے یہ تمام صورتیں مذکورہ کا نام سفاح مردود ہے۔ اور ان سب صورتوں
میں ان پر ثابت رہنا منع اور ناجائز ہے۔ بلکہ امام ان سب صورتوں میں ایسے زوج و زوجہ

میں علیحدگی اور تفریق کا حکم دیں گے ۔ اس کے بعد ماہیت سفاح کو واضح کرنیکے لئے
ارشاد فرمایا ہے ۔ کہ ایسی تزویج اور نکاح زنا نہیں ہے ۔ (جسمیں تمام جہات حرمت ہوتے
ہیں ۔ اور تقسیم سفاح سابق میں فرما چکے ہیں ۔) اور اولاد انکی صرف اس تزویج اور نکاح
کے اطلاق کیوجہ سے اولاد زنا نہیں کہلائیگی ۔ بلکہ اولاد سفاح کہلائے گی ۔ اگرچہ وہ سفاح
مردود و فاسد ہے ۔ جہات حرمت کی کسی جہت سے اور ایسا لڑکا جو باپ کیطرف منسوب ہوگا
بوجہ ایسے نکاح کے جو کسی ملت و مذہب نوع انسانی میں صحیح و جائز قرار دیا جا چکا ہو خواہ
وہ ملت مجوس ہو ۔ یا یہود ۔ یا ہنود ۔ یا وہ ملت طلاق عمری کی پابند ہو ۔ حد زنا سے خارج
ہے لیکن اس نکاح کا فاعل معاقب ہوگا ۔ ساقہ فرقت و رجوع کے ۔ بطرف جائز و حلال
کے اب اصل روایت کا مضمون بیان کرنے کے بعد مخاطب کی خدمت میں اس حدیث کے
بعد کی دوسری حدیث پیش کرتا ہوں جس سے سارا عقدہ کھل جاتا ہے ۔ کافی جلد دوئم صفحہ ۲۵
سطر ۱ میں ہے ۔ قذف رجل رجلا مجوسیا عند ابی عبد اللہ علیہ السلام
فقال مہ فقال الرجل انہ ینکح امہ و اختہ فقال ذالک عندہم نکاح
فی دینہم یعنے امام جعفر صادق علیہ السلام کی موجودگی میں ایک آدمی نے کسی مجوسی کو نسبت
زنا کی دی حضرت امام علیہ السلام نے اوس شخص کو اس حرکت سے منع فرمایا پھر اس شخص نے
کہا ۔ کہ یہ مجوسی اپنی ماں بہن سے جماع کرتا ہے ۔ حضرت امام نے فرمایا ۔ مجوسیوں کے مذہب
میں یہ نکاح ہے ۔ پس صاف طور پر حدیث تنازعہ کے بعد اس کے مضامین پر حدیث
مستفرع کرنا ۔ اس امر پر دلالت کرتا ہے ۔ کہ ائمہ ہدی علیہم السلام نے اپنے معتقدین کو مفصلاً
و مشرحاً اس امر کی ہدائیت فرمائی ہے ۔ کہ جو اولاد کسی مذہب و ملت کے جائز نکاح سے پیدا
ہو ۔ اس کو نسبت ولاد زنا اور اس ملت و مذہب کو نسبت زنا نہ دو ۔ گو وہ ناجائز اور فاسد
طریق پر چلتے ہیں ۔ اب بغرض زحمت و مسرت مخاطب اس مسئلہ کے متعلق مذہب حنفیہ کی
معتمد و مستند کتاب فتاوی قاضیخان مطبوعہ نولکشور کتاب الحدود صفحہ ۵۷ سطر ۸ کا حوالہ پیش
کرتا ہوں ۔ وکذالک لو تزوج بذات رحم محرم نحو البنت والاخت والعمۃ
والخالۃ وجامعہا لاحد علیہ فی قول ابی حنیفۃ وان قال علمت انہا
علے حرام ترجمہ اور اسی طرح اگر کوئی مرد نکاح کرے ۔ ساتھ محرمات ابدیہ کے یعنے
اپنی لڑکی اور ہمشیرہ اور والدہ اور پھوپھی اور خالہ کے اور ان سے مجامعت کرے ۔ اور ان

حد نہیں ہے۔ نزدیک ابو حنیفہ کے اگرچہ اس کو علم ہو۔ کہ یہ عورتیں مجھپر حرام ہیں۔ اس مضمون کے متعلق شرح وقایہ مطبوعہ مطبع کریمیہ بمبئی جلد اول صفحہ ۱۶۸ کے حاشیہ نمبر ۳ میں چلپے نے توضیح فرمائی ہے ھذا ھو الضرب الثالث الذی وعدناك فی اول الباب وتفصیل ذالك ان الاعظم رحمۃ اللہ ان لم یقل بذالك بوجوب الحد علیہ ولاکن قال بالضرب الموجع عقوبتہ وتعزیرا فاعلہ اذ علم بحرمۃ وقال الثانی والربانی والشافعی رحمہم اللہ یجب الحد علیہ اذا علم بذالك لان ھذا لا یصادف فاعلہ وکل عقد کذالك کان لغوا وذالك لان محل التصرف ما یکون محلہ لحکمہ وھذا المحل لیس کذالك لان حکمہ الحل وھی من المحرمات وللاعظم رحمۃ اللہ صادف محلہ لان محل التصرف ما یکون قابلا للمقصود وھو التوالد ھھنا وبنات آدم قابلۃ لذالك ترجمہ یہ وہ قسم سوئم ہے جس کا ابتدائے باب میں وعدہ کیا تھا۔ اور تفصیل اسکی یہ ہے۔ کہ امام اعظم گو محرم ابدیہ کے ساتھ نکاح کرکے وطی کرنیوالوں پر حد جاری کرنے کے قائل نہیں لیکن ایسے شخص کو ضرب شدید اور تعزیر دینے کے قائل ہیں۔ جبکہ اونہیں علم ہو۔ محرمات ابدیہ کیساتھ حرمت نکاح کا اور امام دوئیم اور امام ربانی اور امام شافعی ایسے اشخاص پر حد کو واجب سمجھتے ہیں۔ جو باوجود علم حرمت محرمات ابدیہ سے نکاح کریں۔ کیونکہ یہ نکاح اپنے محل میں واقع نہیں ہوا۔ اور جو عقد اس طرح پہ ہو۔ وہ لغو قرار پاتا ہے۔ اسلیئے کہ محل تصرف وہ ہوتا ہے۔ جو محل ہو حکم کا۔ اور یہ محل ایسا نہیں کیونکہ حکم اسکا حلت ہے۔ اور یہ محرمات سے ہیں۔ اور امام اعظم کی دلیل یہ ہے۔ کہ نکاح اپنے محل میں واقع ہوا ہے۔ اس لیئے کہ محل تصرف وہ ہوتا ہے۔ جو مقصود کی قابلیت رکھتا ہو۔ اور وہ بچے جنانا ہے۔ اور تمام دختران آدم بچے پیدا کرنیکی قابلیت رکھتی ہیں۔ انتہیٰ

اب اس مفتی کے معتقد ان سے بچے پیدا کریں۔ اور شرمانیکے علاوہ کافی کی حدیث مذکورہ کے ساتھ اس فتویٰ اور حکم کا مقابلہ فرماویں۔ علاوہ اس کے کافی جلد سوئیم کتاب الحدود صفحہ ۱۹۴ میں ایسی حرکات شنیعہ وبدعات قبیحہ کے مرتکبین کی سزائے قتل کیلئے ایک مستقل باب ہے بطور نمونہ اس میں سے ایک حدیث یہ ہے۔ قال ابو عبد اللہ علیہ السلام من اتی ذات محرم ضرب ضربۃ بالسیف اخذت منہ ما اخذت یعنی ماں بہن پھوپھی۔ خالہ وغیرہ محرمات ابدیہ کے ساتھ جو شخص مناکحت ومجامعت کرے۔ اوس کی گردن ماردی جائے۔

اور اس کا مال لوٹ لیا جائے۔ اب ہر ایک مستبصر ذکی الطبع معترض کی شرارت سفیہانہ و وقاحت جاہلانہ کا اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ خاندان رسالت جس کام کیلئے سزائے قتل کا حکم دیتے ہیں۔ اس کام کے جواز کو انکی طرف منسوب کرتا ہے۔ قول کرم دین نتیجہ بحث میں اشتہار میں متعہ کے متعلق شیعہ کا جو مسئلہ لکھا گیا ہے۔ اسکے متعلق کتاب برہان المتعہ مؤلفہ سید ابو القاسم والد بزرگوار سید علی حائری صاحب مجتہد اہل شیعہ صفحہ ۵۲ میں یہ عبارت درج ہے۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من تمتع مرۃ درجتہ کدرجۃ الحسین ومن تمتع مرتین درجتہ کدرجۃ الحسن ومن تمتع ثلاث مرات درجتہ کدرجۃ علی ومن تمتع اربع مرات درجتہ کدرجتی جسکا ترجمہ یہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جو ایک مرتبہ متعہ کرتا ہے۔ اوسکا درجہ امام حسین کے درجہ کے برابر ہوتا ہے۔ اور جو شخص دو مرتبہ متعہ کرتا ہے اوسکا درجہ امام حسن کے درجہ کے برابر ہوتا ہے۔ اور جو شخص تین مرتبہ متعہ کرتا ہے۔ اسکا درجہ حضرت علی کے درجہ کے برابر ہوتا ہے۔ اور جو چار مرتبہ متعہ کرتا ہے۔ اس کا درجہ میرے درجہ کے برابر ہوتا ہے یعنے پیغمبر علیہ السلام کے درجہ کے برابر ہے۔ متعہ شیعہ کے نزدیک وہ نکاح ہے۔ جس میں گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور ایک معین وقت کیلئے ہوتا ہے۔ اور ایک مٹھی بھر دانہ گندم دینے پر بھی ہو سکتا ہے۔ اور ہزار عورت تک متعہ کر سکتا ہے۔ سید علی حائری اسوقت شیعوں کے ایک بڑے پیشوا ہیں۔ **جواب شیعہ** متعہ کی فضیلت و منزلت کو وہ لوگ کیا سمجھ سکتے ہیں۔ جنکو جمیع اقسام کی عورات سے مطلب نکالنے کی اجازت ہے۔ صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد ثالث کتاب التفسیر کی ابتدا ذیل آیہ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج صفحہ ۶۶ سطر ۳۰ میں ہے۔ عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما قال انزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ ففعلناھا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولم ینزل قرآن یحرمہ ولم ینہہ عنہا حتی مات قال رجل برایہ ما شاء قال محمد یقال انہ عمر ترجمہ عمران بن حصین فرماتے ہیں۔ کہ آیت متعہ قرآن میں نازل ہوئی۔ پس ہم نے رسول خدا کے زمانہ میں متعہ کیا۔ اور بعد اس آیت مجوز متعہ کے قرآن میں کوئی ایسی آیت نازل نہ ہوئی۔ جو متعہ کو حرام کرے۔ اور رسول خدا نے بھی ہمکو متعہ سے منع نہ فرمایا۔ یہانتک کہ آپ فوت ہو گئے اور ایک شخص نے اپنی رائے سے متعہ کے متعلق جو چاہا حکم دیا۔ اور وہ شخص عمر ہے۔ علاوہ اس کے شرح تجرید ملا علاؤ الدین قوشجی مطبوعہ طہران صفحہ ۴۹۳ سطر ۱۰ میں ہے۔ فانہ

صعد المنبر وقال ایها الناس ثلاث کن علی عهد رسول اللہ انا انهی عنهن واحرمهن واعاقب علیهن وهی متعة النساء ومتعة الحج .و حی علی خیر العمل
واجیب عن الوجوه الاربعة بان ذالك لیس مما یوجب قدحًا فیه فان مخالفة المجتهد لغیره فی المسائل الاجتهادیة لیس ببدع ترجمہ حضرت عمر نے منبر پر فرمایا۔ اے لوگو تین امر جو رسول اللہ کے زمانہ میں جائز تھے۔ میں انکو حرام کرتا ہوں جو ان سے باز نہ آئیگا اس کو میں سزا دونگا۔ اور وہ متعة النسا اور متعة الحج اور حی علی خیر العمل ہے۔ اور ان امور اربعہ کا یہ جواب ہے۔ کہ عمر کا ان امور کو حرام کرنا اس کی قباحت و شناعت کا سبب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسائل اجتہادیہ میں ایک مجتہد کا دوسرے مجتہد کی مخالفت کرنا بدعت نہیں ہے۔ پس جو لوگ عمر کے مقابلہ میں رسول خدا کو بھی مجتہد اور عمر کے اجتہاد کے مقابلہ میں احکام قرآنیہ وارشادات نبویہ کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ اگر وہ لوگ متعہ کے مقابلہ میں زنا کو ترجیح دیکر اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح بخاری کو پوچ قرار دیں۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد فی الجملہ جن لوگوں کے دلوں میں رسول خدا کی یہ وقعت ہو۔ وہ ملفوظات رسول خدا کی تہ تک کیونکر پہنچ سکتے ہیں۔ ورنہ حدیث مشتمل بر فضیلت متعہ جسکو معترض نے تعریضاً پیش کیا ہے صاف ہے۔ گو اس کے ترجمہ میں معترض نے کاف حرف تشبیہ کو گم کر دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ متعہ کرنیوالوں کے درجات مثل درجات حضرات مذکورہ کے ہونگے۔ نہ عین کیونکہ مشبہ کو مشبہ بہ کے تمام صفات میں شراکت نہیں ہوتی۔ بلکہ مشبہ بہ کی کسی خاص صفت میں مشابہت ہوتی ہے۔ اب رہی وجہ ممانعت کہ عمر نے متعہ کی کیوں ممانعت کی۔ پس وہ انوار نعمانیہ نور طہارت وصلوٰۃ صفحہ ۳۲ سطر ۲۱ میں مرقوم ہے۔ وحکی فی سبب تحریم عمر متعة النساء انه قد طلب امیر المومنین من منزله لیلة فلما مضٰی من اللیل جانب طلب منه ان ینام عنده فنام فلما صبح خرج عمر من داخل بیته معترضا علی امیر المومنین بانك قلت انه لاینبغی للمومن ان یبیت لیلة عزبًا اذا کان فی البلد وها انت بت هذه اللیلة عزبًا فقال امیر المومنین ما یدریك بانی بت عزبًا وان هذه اللیلة قد تمتعت بامراة فلان فتم تاسرها فی قلبه حتی تمکن من التحریم فحرمها ترجمہ ایک شب کو عمر نے علی مرتضٰے کو اپنے گھر بلایا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا۔

حرمت متعہ

ثبوت متعہ

. . . . . . تو عمر نے علی مرتضےٰ کو وہیں سو رہنے کیلئے کہا پس علی مرتضےٰ نے وہیں آرام فرمایا پس بریح کے وقت جب گھر سے باہر آیا۔ تو بطور تعریض علی مرتضےٰ کو کہنے لگا۔ کہ آپ تو فرماتے تھے۔ کہ مومن کو مناسب نہیں ہے۔ کہ اپنے شہر میں بغیر عورت کے مجرد شب بسر کرے۔ پس فرمایا علی مرتضےٰ نے میرے مجرد رہنے کا تمہیں کہاں سے علم ہوا تحقیق میں نے آج رات کو تمہاری فلاں ہمشیرہ سے متعہ کیا۔ پس عمر کو اس واقعہ سے جو قلق وخفت حاصل ہوئی اس کو مخفی رکھا۔ اس وقت کہ انکو متعہ کی حرمت کی قدرت حاصل ہوئی پس متعہ کو عمر نے حرام کر دیا۔ اس حکایت سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ اول یہ کہ یہ وقوعہ خلافت ابوبکر سے پہلے کا ہے۔ کیونکہ خلافت ابوبکر برائے نام تھی۔ درحقیقت اس وقت بھی خلافت عمر ہی تھی۔ ورنہ فوراً متعہ کو بند کر دیتا پس معلوم ہوا۔ کہ زمانہ رسول خدا کی حیات کا تھا جبکہ عمر کی ایسے امور میں دال نہ گلتی تھی۔ دوئم یہ قلق بطور وراثت عمر کے مریدوں میں منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ مریدان عمر نے بھی بغرض مسرت عمر حضرت رسول خدا کی اس سنت اور اس کے عامل علی مرتضےٰ سے نفرت اور بغض پیدا کر لیا حتیٰ کہ اس بغض خاص کی وجہ سے بنیت حقارت علی مرتضےٰ قصہ نکاح ام کلثوم بنت علی باعمر تراشا گیا۔ ورنہ درحقیقت جس ام کلثوم کا عمر کے ساتھ نکاح ہوا۔ وہ ام کلثوم دختر ابوبکر تھی جیسا کہ تاریخ الخلفاء مذکور کے صفحہ ۵۵ سے پتہ چلتا ہے۔ مالک نے حضرت عائشہ سے روائت کی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک کھجور کا درخت حضرت عائشہ کو دیدیا تھا۔ اس سے ہمیشہ ۲۰ وسق کھجوریں اترا کرتی تھیں۔ آپ نے مرض موت میں آ نے فرمایا۔ کہ تم میری بیٹی ہو۔ واللہ مجھے تم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ میں ہر حال میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ تمہاری خوش حالی سے مجھے راحت ہے۔ اور غربت سے رنج۔ اس درخت سے ابتک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے۔ وہ تمہارا تھا۔ لیکن میرے بعد یہ ترکہ ہو گا اور بہن بھائیوں کو محروم نہ کرنا۔ اور مطابق حکم کتاب اللہ اس کو تقسیم کرنا حضرت عائشہ نے فرمایا۔ والد بزرگوار واللہ بھلا ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن میری بہن تو صرف ایک اسماء ہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہیں ایک اپنی ماں کے پیٹ میں بھی ہے۔ سعد کہتے ہیں۔ کہ جن کا خیال حضرت ابوبکر صدیق نے حالت حمل میں رکھا۔ وہ ام کلثوم تھیں۔ قول کرم دین مسئلہ تقیہ کے متعلق بہ نتیجہ تحسینی ذکر ہے۔ اس کے متعلق کتاب اصول کافی صفحہ ۴۸۲ میں یہ عبارت درج ہے۔ قال لی ابوعبداللہ علیہ السلام یا ابا عمر ان تسعۃ اعشار الدین

... تقیہ کا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا
کہ نو حصہ دین تقیہ میں ہے۔ اور ایک حصہ اس کے ماسوا میں اور جو تقیہ نہیں کرتا۔ اس کا کوئی
دین نہیں ہے۔ تقیہ اُسے کہتے ہیں۔ جو خلاف واقعہ بات کہی جاوے۔ جیسا کہ حضرت علی کو واجب
التعظیم سمجھنے کے باوجود اہل شیعہ کو جائز ہے۔ کہ انہیں بُرا کہدیں۔ اور جیسا کہ اس کی مثال
حیات القلوب صفحہ ۳۰۴ میں لکھا ہے۔ ودر چند حدیث معتبر دیگر موجود کہ تقیہ ہیچکس بتقیہ اصحاب
کہف نمے رسد بدرستیکہ ایشاں زنارمے بستند وبعید گاہ مشرکاں حاضر میشدند پس خدا ثواب ایشاں
رامضاعف گردانید۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ چند معتبر حدیثوں میں درج ہے۔ کسی شخص کا تقیہ
اصحاب کہف کے تقیہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ جنجو باندھتے تھے اور کافروں کی عید
گاہوں میں حاضر ہوتے تھے۔ پس ان کا ثواب خدا نے دوچند کر دیا۔ جواب شیعہ
سابق بحوالہ تفسیر بیضاوی بیان ہو چکا ہے۔ کہ عمار یاسر نے کفار کے جبر سے مجبور ہو کر رسولخدا
کو برا بھلا کہا۔ اور رسول خدا نے باوجود اس امر کے اسکو چوٹی سے ایڑی تک ایمان سے پر
ظاہر کرنیکے علاوہ اس کو دوبارہ ایسی مجبوری کیوقت کلمات نامشروعہ کی اجازت فرمائی۔ پس
رسول خدا کو برا کہنے کے مقابلہ میں علی مرتضے کو بُرا کہنا قابل تعجب و اعتراض نہیں ہو سکتا۔
اور جو معنے تقیہ کے آپ نے فرمائے ہیں۔ شیعہ کے یہاں تقیہ کا یہ مفہوم نہیں۔ البتہ آپ
نے جو معنے تقیہ کے بیان کئے ہیں۔ ان کی بنا پر سب سے پہلے تقیہ باز بانی دین اسلام حضرت
ابراہیم ہیں۔ جیسا کہ ترمذی ابواب تفسیر سورۃ الانبیاء صفحہ ۲۰۵ میں مرقوم ہے۔ لم یکذب ابراہیم
علیہ السلام فی شیءٍ قط الا فی ثلاث قولہ انی سقیم ولم یکن سقیماً وقولہ
لسارۃ اختی وقولہ بل فعلہ کبیرھم ھذا حدیث حسن صحیح یعنے حضرت ابراہیم
نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ مگر تین باتوں میں اول کہا کہ میں بیمار ہوں۔ حالانکہ بیمار نہ تھا دوم
سارہ کو اپنی بہن کہا سوم کہا کہ بت ان کے بڑے نے توڑے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم نے یہ تین باتیں خلاف واقعہ فرمائیں۔
کیونکہ نہ وہ بیمار تھے۔ اور نہ سارہ انکی بہن تھی بلکہ زوجہ تھی۔ اور نہ بڑے بت نے ان بتوں
کو توڑا تھا۔ پس اس تقیہ بازی کیوجہ سے حضرت ابراہیم و صاحب ترمذی کیلئے جو سزا آپ
تجویز کریں گے۔ اوسی سزا کے مستحق صاحب حیات القلوب و اصحاب کہف پائیں گے۔ اور
کنز العمال مطبوعہ مصر جلد دویم الکتاب الثالث من حرف الہمزۃ فی الاخلاق من قسم الافعال

صفحہ ۲۲ حدیث نمبر ۵۹ میں ہے۔ لادین لمن لا تقیۃ لہ یعنے بیدین ہے وہ شخص جسمیں تقیہ نہیں ہے۔ فافہم۔

ضربیس۔ مینے ان تمام واقعات کو سنا اور اصل سے مطابق پایا۔ اور انپر کاربند ہونیکے لیئے تیار ہوں لیکن مہربانی فرماکر مولانا مولوی محمد اسحاق مانسہروی کے اوس اشتہار کا جواب باصواب بیان فرمادیں۔ جو انہوں نے محرم ۱۳۴۳ھ میں شیعہ کے برخلاف شایع کیا تھا۔ کیونکہ بعض مقامات میں لوگوں نے اس اشتہار کو صحیح سمجھکر مجالس مصایب امام حسین علیہ السلام کو ترک کر دیا ہے۔

ضمیر۔ بڑی خوشی سے اشتہار مذکور کا جواب مفصلاً و مشرحاً بیان کرتا ہوں۔ قول محمد اسحاق صاحب سوال راولپنڈی میں زیادہ آبادی اہل سنت والجماعت حنفی کی ہے۔ شیعہ صاحبان کی آبادی قلیل ہے۔ وہ یہ کام کرتے ہیں۔ کہ محرم میں تعزیہ بناتے ہیں۔ اور مہندی چڑھاتے ہیں۔ اور علم نکالتے ہیں۔ اور تاشے ڈھول بجاتے ہیں۔ اب یہ عرض ہے۔ کہ تعزیہ بنانا جائز ہے۔ یا نہیں۔ اور اسمیں کوئی شے مثل فرش وغیرہ سایبان روشنی دینا جائز ہے یا نہیں۔ شیعہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ تعزیہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی نقل ہے۔ مکان کی نقل جائز ہے۔ جاندار کا شبیہہ حرام ہے۔ آیا یہ صحیح ہے۔ یا نہیں۔ **جواب شیعہ** اس سوال کے سایل کا اشتہار سے پتہ نہیں چلتا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ فرضی اور جعلی سوال جو جھوٹ اور افترا سے مملو ہے کسی مسلمان کی طرف سے بغرض استفتار محمد اسحاق صاحب کے پاس نہیں آیا۔ بلکہ یہ خود مفتی صاحب کا اختراع اور جعل ہے۔ جن کے اختراع اور جعل نے ہزاروں مسلمانوں کو برباد و بے آبرو کیا۔ اور وہ فتوی ہجرت کا تھا۔ اور عبارت سوال میں شیعوں کی قلت . . اور سنیوں کی کثرت کو تمام مفتیوں نے نظر انداز کر دیا ہے۔ کیونکہ قلت تعداد شیعہ انکی حقیت و صداقت کا نشان ہے۔ جیساکہ قرآن میں ہے۔ وما آمن معہ الا قلیل پارہ ۱۲ رکوع ۴۔ یعنے حضرت نوح پر ایمان نہ لائے تھے۔ مگر تھوڑے جنکی تعداد مطابق تفسیر بیضاوی ۹ تھی۔ اور پارہ ۱۴ رکوع دوئیم میں ہے۔ لاغوینھم اجمعین۔ الا عبادک منھم المخلصین۔ یعنے شیطان نے کہا میں تمام مکلفین کو گمراہ کردوں گا۔ اور تیرے تھوڑے اور مخلص بندے میرے کہنے اور بہکانے سے نہ بہکینگے۔ ان دونوں آیات سے بتصریح اس امر کا پتہ چلتا ہے۔ کہ حق پسند جماعت کی تعداد قلیل اور ضالین و مضلین کی تعداد کثیر ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ شیعہ ہی حق پرست و حق پسند ہیں۔ اور ان کے مخالف ضال و مضل ہیں۔ اور تاشے اور ڈھول بجانیکی نسبت شیعوں کی

طرف کرنا۔ جھوٹ صریح ہے۔ اور اس کے جواب میں لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کے سوا اور کچھ کہنے کیلئے ہم تیار نہیں۔

نظم!

کیا ہو گیا ہے مفتیٔ اشرف مقام کو
کہتا ہے شام روز کو اور روز شام کو

ظاہر میں ادعا رہے کہ نہیں تابع نبی صلعم
تجویز کر رکھا ہے قیاس حرام کو

ظاہر میں نام اور ہے باطن میں کچھ عمل!
بدنام کر رہے ہیں۔ یہ سُنت کے نام کو

عُرسوں میں صوفی ناچتے ہیں ڈوم کیطرح
سمجھے ہوئے ہو خوب تم اس دھوم دھام کو

طبلے پہ تم پچھڑ ملتے ہو۔ نام اس جناب کا
کیا منہ دکھا سکوگے رسول انام کو؟

گمراہ! کیوں ہے تعزیہ داری پہ طعنہ زن
کیا تو جواب دیگا شۂ خاص و عام کو

دیکھا تھا ام سلمہ نے غم میں حسین کے!
بیتاب و سر بخاک رسول انام کو!

(دیکھو ترمذی)

اور حیوۃ الحیوان جلد دویم صفحہ ۹۰ سطر ۲۸ لغت عجل میں ہے۔ نقل القرطبی عن ابی بکر الطرطوشی رحمہما اللہ تعالیٰ انہ سُئل عن قوم یجتمعون فی مکانٍ یقرؤن شیئاً من القرآن ثم ینشد لهم منشدٌ شیئاً من الشعر فیرقصون ویطربون ویضربون بالدف والشبابۃ هل الحضور معهم حلالٌ ام لا فاجاب مذهب السادۃ الصوفیۃ ان هذا بطالۃٌ وجهالۃٌ وضلالۃٌ الی آخر کلامہ قلت وقد رئیت انه اجاب بلفظ غیر هذا وهو انه قال مذهب الصوفیۃ بطالۃٌ وجهالۃٌ وضلالۃٌ وما الاسلام الا کتاب اللہ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیه وسلم واما الرقص والتواجد فاول من احدثه اصحاب السامری لما اتخذ لهم عجلاً جسداً له خوار قاموا یرقصون حوله ویتواجدون فهو دین الکفار وعباد العجل وانما کان مجلس النبی صلی اللہ علیه وسلم مع اصحابه کانما علی رؤسهم الطیر من الوقار فینبغی للسلطان ونوابه ان یمنعوهم من الحضور فی المساجد وغیرها ولا یحل لاحد یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یحضر معهم ولا یعینهم علی باطلهم هذا مذهب مالک والشافعی وابی حنیفه واحمد وغیرهم من ائمۃ المسلمین۔ اور مضمون مذکور تفسیر سیر

مستطرف جلد دوئم صفحہ ۱۶۸ لغنت مذکور میں ہے۔ خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ قرطبی نے نقل کیا ہے
ابی بکر طرطوشی سے ایسے لوگوں کے متعلق جو ایک مکان میں جمع ہو کر کچھ قرآن کریم پڑھنے
کے علاوہ غزلیات پڑھکر ناچنے اور ڈھونک بجاتے ہیں۔ کیا ایسی مجلس میں ایسے لوگوں میں شمولیت
جائز ہے۔ استفسار کیا گیا۔ آپنے جواب دیا۔ کہ صوفیائے کرام و اولیائے عظام کے نزدیک
یہ تمام امور باطل اور ان کے مرتکب جاہل اور گمراہ ہیں۔ میں کمال الدین دمیری کہتا ہوں
کہ تحقیق میں نے دیکھا ہے۔ کہ ابو بکر طرطوشی نے اور طریق پر اس جواب کے مخالف جواب دیا
ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مذہب صوفیوں کا عین جہالت و بطالت و ضلالت ہے۔ کیونکہ نہیں
اسلام مگر اطاعت قول خدا اور رسول۔ بہر حال ناچنا کودنا قوالی سے کام لینا پس پہلے پہل اس
کے موجد اصحاب سامری ہیں۔ جبکہ سامری نے ان کے لئے گوسالہ بنایا۔ انہوں نے اس کے
اردگرد کھڑے ہو کر ناچ مجرا کیا۔ پس ناچ۔ مجرا۔ قوالی۔ اچھلنا کودنا۔ طریق کفار سامری
پرستوں کا ہے۔ بجز این نیست کہ صحبت پیغمبر خدا کے صحابہ کی آنحضرت کیساتھ ایسی تھی۔ کہ گویا
ان کے سروں پر وقار کے پرندے متمکن تھے۔ پس بادشاہ اور اس کے نائبوں کو چاہیئے۔
کہ ایسے لوگوں کو مسجدوں میں نہ ہونے دے۔ اور کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے۔ کہ ان کی ایسی
مجلس میں داخل ہو۔ اور نہ انکو اس فعل باطل میں مدد دے۔ یہی مسلک ہے۔ ائمہ اربعہ
ابوحنیفہ۔ مالک شافعی۔ احمد وغیرہ۔ ائمہ اسلام کا انتہےٰ۔ بموجب اس روائیت کے مفتی کا
فرض تھا۔ کہ اپنے بنی نحلہ کو جو نارون امت محمدی کو چھوڑ کر سامری امت محمدی کی پیری
کر کے عرسوں میں ان تمام بدعات شنیعہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ممانعت کرتا۔ والا مثل مشہور
ہے خود را نصیحت و دیگراں را نصیحت کے مصداق قرار پانے کی وجہ سے شیعہ ان کے ہفوات
سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ نیز سوال کے ضمن میں شیعہ کیطرف اس امر کو منسوب کرنا کہ شیعہ لوگ
کہتے ہیں۔ کہ تعزیہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ کی نقل ہے۔ مکان کی نقل جائز ہے
جاندار کا شبیہہ حرام ہے۔ بالکل محمد اسحاق صاحب کا افترا و بہتان ہے۔ اگر وہ سچے ہیں۔ تو
شیعہ کی کسی کتاب کا حوالہ معہ سطر صفحہ مطبع وغیرہ تحریر فرماویں۔ یا کسی شیعہ عالم سے اپنے
دعویٰ کی تصدیق کرائیں۔ کیونکہ شیعہ امام حسین علیہ السلام کے گھوڑے کی شبیہہ بناتے اور
اس کو کار ثواب عظیم سمجھتے ہیں۔ اگر ان کے ہاں جانور کا شبیہہ حرام ہوتا۔ تو پھر وہ گھوڑے
موصوف کی شبیہہ کیوں بناتے۔ آپ شیعہ کو رہنے دیں۔ ذرا اپنی کتابوں کو ملاحظہ فرماویں

تفسیر بیضاوی جلد دویم صفحہ ۹۰ ذیل آیہ یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات ط اعملوا آل داؤد شکرًا وقلیل من عبادی الشکور پارہ ۲۲ رکوع ۷ سورہ سبا میں ہے۔ وصورًا وتماثیل للملٰئکۃ والانبیاء علٰی ما اعتادوا من العبادات لیراھا الناس فیعبدوا نحو عبادتھم۔ ترجمہ بناتے تھے۔ دیو واسطے حضرت سلیمان کے جو کچھ حضرت سلیمان چاہتے تھے۔ قلعہائے محکم وپختہ اور تصویریں فرشتوں اور انبیاء کی اس حالت میں جب کہ وہ عبادت کیا کرتے تھے۔ تاکہ لوگ اون کی طرح عبادت کریں۔ انتہےٰ اگر آپ کا قرآن پر ایمان ہے۔ تو قرآن پیغمبروں اور ملائکہ وغیرہ ذی روح کی تصاویر بنانے کی اجازت دیتا ہے۔ اور شریعت جدیدہ کا اس حکم کو منسوخ کرنا خیال لغو و باطل ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد ثالث صفحہ ۲۴۸ کتاب النکاح باب نکاح ابکار میں ہے۔ عن عائشۃ قالت قال رسول اللّٰہ صلے اللہ وعلیہ وسلم اریتک فی المنام مرتین اذا رجل یحملک فی سرقۃ حریر فیقول ھذہ امرءتک فاکشفھا فاذا ھی انت ترجمہ بروایت بی بی عائشہ رسولخدا نے فرمایا۔ تجھے آپ بی بی دو دفعہ خواب میں دکھائی گئی تھی پس ناگاہ ایک شخص ریشمی رومال میں تجھے اٹھاکر لایا۔ اور اس نے کہا۔ اور اس نے کہا۔ اس کو کھولیے۔ یہ آپ کی بی بی ہے پس جب میں نے اس کو کھولا۔ تو اوسمیں تو تھی اے عائشہ۔ دیکھئے دوران شریعت محمدی میں بھی خداوند عالم نے بدست قدرت خود تصویر بی بی عائشہ صدیقہ کو بناکر بذریعہ جبرئیل رسول خدا کے پاس بھیجکر اس امر کو ظاہر فرمایا۔ کہ تصویر ذی روح بنانیکی اباحت واجازت ہے۔ ہاں آیت قرآنیہ میں تو تصاویر ملائکہ وانبیاء حالت عبادت کی بغرض ترغیب عبادت ہیں اور حدیث مذکور میں تصویر موصوف شاید حالت جنگ کی ہو۔ ساتھ علی مرتضےٰ کے جسکی وجہ سے خیر القرون کے بقیہ اشخاص نے علی مرتضےٰ کے ساتھ محاربت ومخالفت کا سبق لیا۔ قول محمد اسحاق صاحب ذی روح کا شبیہ اوسیوقت جائز ہے جب اسپر کوئی مفسدہ یعنی خرابی مرتب نہو۔ ورنہ حرام ہے۔ فی در المختار بغیر ذی روح لا یکرہ لانہا لا تعبد قلت علل عدم الکراھۃ بانہا لا تعبد فھذا نص علی انہ لو کانت تعبد لا یجوز اور تعزیہ کے ساتھ جو معاملات کئے جاتے ہیں۔ ان کا معصیت و بدعت بلکہ بعض کا قریب بہ کفر و شرک ہونا ظاہر ہے۔ اسلئے اسکا بنانا ناجائز ہے۔ اور چونکہ معصیت کی اعانت معصیت ہے۔ اسلئے اس میں

چندہ دینا یا فرش فروش وسامان روشنی سے اسمیں شرکت کرنا سب ناجائز ہے۔ اور بنانیوالا اور اعانت کرنیوالا دونوں گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالٰے اعلم (دستخط محمد اسحاق ہزاروی عفی عنہ مقیم راولپنڈی) جواب شیعہ بمصداق من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیہ شیعوں کو کفر کے کنوئیں میں گراتے ہوئے خود اسمیں گر گئے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ وان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر یعنے مومنوں کو خدا حکم دیتا ہے۔ کہ اگر تمہارا کسی دینی امر میں تنازعہ ہو۔ تو اس کے تصفیہ میں کتاب خدا وقول رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کام لو۔ اور مفتی صاحب اس آیت سے اعراض فرما کر اپنے مصنوعی وتراشیدہ بتوں کے اقوال سے کام لیکر روز روشن میں کفر کے کنوئیں میں گرتا ہے۔ علاوہ اس کے عبارت درمختار بھی مفتی نے اپنے محل پر نقل نہیں کی۔ اور نہ اسمیں ممانعت تعزیہ سازی کا ذکر ہے۔ کیونکہ عبارت درمختار کا صرف اسیقدر مفہوم ہے۔ کہ غیر ذی روح کی تصویر بغرض عبادت بنانی منع ہے۔ اور کوئی شیعہ تعزیہ کی عبادت کا نہ قائل نہ عامل ہے۔ اس لیئے۔ کہ شیعہ کے ہادی۔ خدا کے علاوہ اور تمام چیزوں کی عبادت پر کفر وشرک جلی کا فتوی دیتے ہیں۔ آپ ذرا مرد میدان بنیں اور شیعوں کے علمی وعملی خزانہ میں سے روائیۃ یا درایۃً تعزیہ کی عبادت کا ثبوت دیں۔ اور ایسا آپ قیامت تک نہ کر سکیں گے۔ علاوہ اس کے یہ روشنی کا زمانہ ہے۔ ایسے خارجیانہ وناصبیانہ فتووں پر کوئی مسلمان اعتنا نہیں کرتا۔ دیکھیئے باوجود آپ کے فتوی کے راولپنڈی کے امام باڑوں میں ایام محرم میں ہزاروں مسلمان مرد اور عورتیں جمع ہو کر گریہ زاری کرنے کے علاوہ جمیع ضروریات تعزیہ داری میں امداد دیتے ہیں۔ خصوصاً تعلیم یافتہ حضرات کا طبقہ جنکی تعداد کے مقابلہ میں شیعہ کی تعداد عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ فافہم۔

قول محمد اسحاق الجواب صحیح۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا مالیس فیہ فھو رد۔ بلکہ یہ تمام امور جو روافض کرتے ہیں۔ شرک فی الامر ہیں۔ قال اللہ تعالے ام لہم شرکاء شرعوا من الدین مالم یاذن بہ اللہ و قال تعالے الا لہ الخلق والامر الآیۃ جس طرح اللہ تعالے کا خلق میں کوئی شریک نہیں۔ اسیطرح امر میں یعنے شریعت میں بھی کوئی شریک نہیں۔ اور بدعتی اللہ تعالے کے ساتھ امر میں شریک کرتا ہے۔ اوروں کو (کتبہ اضعف العباد عبدالاحد خانپوری عفا اللہ عنہ)

نمبر ۱۳ فتویٰ مولوی عبدالاحد خانپوری

مدعیان اسلام کے بیانات کا جواب اثر نامہ سلطانی

عبدالاحد خانپوری نمبر ۱۲

جواب شیعہ اس مفتی کے فتوی میں خط کشیدہ فقرات ان کے خلل دماغی پر دال ہوئیے علاوہ شیعوں کے مقابلہ میں مفتی نمبر اول پر تعریض ۔ عریض ہے ۔ کیونکہ بجائے صیغہ واحد غائب ماضی کے صیغہ امر حاضر اور بجائے الا لہ الخلق والامر کے الآیۃ الخلق والامر سے کام لینا صحیح الدماغ کا کام نہیں ہے ۔ علاوہ اس کے امر کی تفسیر بمعنے شریعت الا لہ الخلق والامر کی تفسیر میں قول خداوند جل وعلا واولی الامر کی تحقیر کے علاوہ انکار رسالت اور تائید فرقہ چکڑالویہ ہے ۔ اور مفسرین نے تو اس آئیت کے ذریعہ خدا کی خلقت کے دو قسم (۱) ایک خلقت تدریجی با اسباب عقلیہ اور خلقت امری فوری بلا اسباب عقلیہ قرار دیئے ہیں ۔ آپ اپنی اس بدعت تفسیر بالرائے کی سند پیش کریں ۔ کیونکہ خداوند عالم نے اپنے امر کی تعریف میں فرمایا ہے ۔ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ۔ فی الجملہ اس حدیث اور آئیت کے مصادیق آپ اور آپ کے بنی نحلہ ہیں ۔ جنہوں نے اپنے مصنوعی طواغیت بت پرستوں کے مقابلہ میں احکام الاہیہ واحادیث نبویہ کو منسوخ قرار دیکر حلالہائے شرعیہ کو حرام اور حرامہائے شرعیہ کو حلال قرار دیکر مخالفین اسلام کو اسلام پر دست درازی کا موقعہ دیا ہے ۔ فافہم وتدبر ۔ قول محمد اسحاق صاحب ۔ سوال تعزیہ داری کس کی رسم ہے ۔ اور کب سے جاری ہوئی اور مرثیہ خوانی کا حکم ہے ۔ کیا قرآن اور حدیث میں ان کی صریح ممانعت موجود ہے ۔ تعزیہ داری کرنیوالے اور مرثیہ خوانی کرنیوالے محروم الشفاعت ہوں گے ۔ یا نہ الجواب تعزیہ داری و مرثیہ خوانی یہ تحقیق نہیں ہے ۔ کہ کس کی رسم ہے ۔ البتہ تیمور کیطرف منسوب ہے ۔ مگر رسم شیعہ کی ہے ۔ اور عادات قبیحہ سے ہے ۔ اور امثال ان بدعات میں وارد ہیں ۔ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور خلود سوائے کفار کے کسی کیلئے نہیں ہے ۔ بقولہ علیہ السلام من قال لا الہ ثم مات علیہ دخل الجنۃ سو بعد سزا پانے جنت میں داخل ہوں گے ۔ اور محروم الشفاعت بھی کفار ہوئے ۔ سب اہل اسلام کیلئے خواہ سنی ہو یا بدعتی شفاعت ہوگی ۔ بقولہ علیہ السلام فھی نائلۃ انشاء اللہ تعالے من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئاً رواہ مسلم مخالفت تعزیہ اور تعظیم اس کی اس آئیت سے مستنبط ہوتی ہے ۔ اتعبدون ما تنحتون واللہ خلقکم وما تعملون اور حدیث میں ہے ۔ من زار قبراً بلا مقبور فھو ملعون ۔ اور نہی مرثیہ اس حدیث سے ثابت ہے ۔ نہی رسول اللہ صلعم عن المراثی رواہ ابن ماجہ ھذا عندی واللہ تعالے اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب فقط محمد اسحاق ناہری

مرثیہ خوانی سنت

جواب شیعہ مرثیہ خوانی سنت سلف صالحین اور ائمہ دین ہے۔ کتاب معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ مصنفہ عالم اجل فاضل اکمل قدوۂ محققین زبدۂ مدققین علامۂ دوران سرامد کملائے جہان سالک مسالک طریقت برگزیدہ درگاہ حضرت رب العالمین ملا معین کاشفی سنی حنفی مطبوعہ نولکشور رکن چہارم باب سیزدہم فصل چہارم صفحہ ۳۴۹ میں مرقوم ہے۔ نقل است کہ اصحاب عزت و احباب آنحضرت بر مفارقت ذات عالی صفات او صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر یکے مرثیۂ کہ جگر ہا خون کردہ واز ممر دیدہ بیروں فرستادہ در سلک نظم آوردہ وکتب مبسوطہ متضمن آنہا گشتہ ودریں مختصر بدو قطعہ کہ از فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا است اکتفا رافتاد۔ کہ درحین زیارت قبر آں سرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انشا کردہ است یکے آنکہ چوں بزیارت آمد قبضۂ خاک برداشت ببوسید وببوئید وبر چشماں نہادہ گریہ آغاز کردہ ایں بیت گفتہ قطعہ

ماذا علی من شم تربۃ احمد ان لا یشم یدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

نیز مرثیۂ دیگر درحین زیارت پدر بزرگوار خود گفتہ است ؎

اذا اشتدت شوقی زرت قبرک باکیا انوح واشکو ما اراک مجاوبی
ایا ساکن الغبراء علمتنی البکا وذکرک انسانی جمیع مصائبا
فان کنت عنی فی التراب مغیبا ماکنت فی قلب الحزین لغائبا

یعنے خاک پاک احمد مجتبےٰ ایسی معطر وخوشبودار ہے۔ جس کی وجہ سے میں اسپر کسی خوشبو کو فوقیت نہ دونگی۔ مجھپر ایسی مصیبتیں نازل ہوئی ہیں۔ کہ اگر وہ مصیبتیں دنوں پر نازل ہوتیں۔ تو وہ دن رات سے بدل جاتے جب آپکا فراق اے اباجان مجھے ستاتا ہے۔ تو میں روتی ہوئی آپ کی قبر کی زیارت کرتی ہوں۔ آپ کی جدائی پر نوحہ اور اپنے ستانے اور ظلم کرنیوالوں کی شکایت آپ کے سامنے کرتی ہوں۔ اور مجھے آپ کیطرف سے کوئی جواب نہیں ملتا۔ اے حضرت زمین میں بسیرا کرنیوالے آپ کی جدائی نے مجھے گریہ زاری کی تعلیم دی ہے۔ اور آپ کی یاد نے میری تمام مصیبتوں کو بھلا دیا ہے۔ گو آپکا جسد اقدس میری آنکھوں سے پوشیدہ ہے لیکن آپ کی نورانی شکل میرے دل میں ہر وقت موجود رہتی ہے۔

ترجمہ

اے زہجرانت زمین وآسمان بگریستہ ! | جسم وجاں خوں گشتہ وروح رواں بگریستہ
کن فکاں چوں قالبند تو چو جانی لاجرم | در عزائے تو مکان ولامکاں بگریستہ
نے ہمیں ما خاکیاں بہر تو ماتم داشتیم | بلکہ رضواں نیز در باغ جناں بگریستہ !
نے ہمیں صدیق وفاروق است وعثمان وعلی | بلکہ ذرات جہاں از عرش وفرش بحر و بر
اندریں ماتم باشکِ خوں نشاں بگریستہ | خوں بگری ای دیدہ بہر سرورے کز ماتمش
جبرئیل اندر فلک با قدسیاں بگریستہ | آدم ونوح وخلیل وموسیٰ وعیسیٰ بہم
در عزائے ایں رسولِ انس وجاں بگریستہ | جائے آں دارد کہ بکشائید ز دیدہ جوئے خون

اندریں ماتم کہ ذراتِ جہاں بگریستہ

انتہےٰ موضع الحاجتہ بلفظہ۔ پس جن حضرات کو خاتون قیامت فاطمہ زہرا رصلوۃ اللہ علیہا کی سنت سے رغبت والفت ہے۔ وہ مرثیہ پڑھتے اور نوحہ کرتے ہیں۔ اور خارجیوں اور ناصبیوں کے فتویٰ سے متاثر نہیں ہوتے۔علاوہ اس کے امام شافعی رکن چہارم از ارکان اربعہ مذہب مخاطب المحم جنکی کرامات جلیہ مشہورہ میں سے ایک کرامت یہ ہے۔کہ آپکے والد ماجد کو کوئی طویل سفر درپیش آیا۔اور امام صاحب موصوف اپنے والد کے سفر میں چلا جانیکے بعد پانچویں سال میں پیدا ہوئی۔کیونکہ اس وقت امام اعظم واقدم ابو حنیفہ صاحب زندہ تھے۔اور لوگ ان کے انوار قیاسیہ سے مستفیض ہوتے تھے پس امام شافعی حیاکے باعث ابو حنیفہ کی جلالت سے ماں کے شکم میں قیام پذیر رہے۔پس جسوقت امام ابو حنیفہ نے انتقال فرمایا پس باعلام والہام الہی امام شافعی نے دنیا کو منور فرمایا۔کذا فی الانوار النعمانیہ نور ہوئی اولاد کے رحم میں صفحہ ۱۸۲۔ اور امام شافعی کی اس کرامت کو مجتہدین نے تقرر ایام مدت حمل میں ملحوظ رکھکر دو سال سے سات سال تک محدود کیا ہے۔چنانچہ رحمتہ الامتہ مطبوعہ برحاشیہ میزان الکبریٰ صفحہ ۱۱۲ جلد دوئم میں مرقوم ہے۔ مرثیہ پڑھتے اور بناتے تھے۔جیسا کہ کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان حنفی نقشبندی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵۶ سے میں منقول ہے۔ ؎

وما نفی نومی وشیب لمتی !	تصاریف ایام لھن خطوب
جس نے میری نیند کھودی اور میرے بالوں کو سفید کردیا	وہ زمانہ کی گردشیں اور شدائد ہیں۔

تاوّب ھمّی والفواد کئیب	وارق عینی والرقاد غریب
میرا غم پھر آیا اور دل غمگین ہے۔	جسنے میری آنکھوں کو بیدار کردیا اور نیند نایاب ہوگئی ہے
تزلزلت الدنیاء لآل محمدؐ	وکادت لہم صم الجبال تذوب
دنیا آل محمد کیوجہ سے زلزلے میں آگئی۔	اور قریب ہے۔ کہ بڑے بڑے سخت پہاڑ پگھل جائیں
فمن یبلغ عنی الحسین رسالۃ	وان کرھتہا النفس وقلوب
کون ایسا ہے۔ جو حسین کو میرا پیغام پہنچادے؟	اگرچہ لوگ اس بات کو ناپسند کریں!
قتیل بلاجرم کان قمیصہ	صبیغ بماء الارجوان خضیب
حسین بلاجرم شہید ہوئے۔ انکی قمیص	ارغوانی رنگ کے خون سے رنگین ہے۔
یصلی علی المختار من ال ھاشم	ویودی لہ ابن ان ذا العجیب
تعجب تو یہ ہے۔ کہ آل ہاشم مختار نبی	پر درود بھیجا جاتا ہے اور انہیں کا فرزند قتل کیا جائے۔
لئن کان ذنب حب ال محمدؐ	فذلک ذنب لست منہ اتوب
اگر آل محمد سے محبت رکھنا گناہ ہے۔	تو ایسا گناہ ہے جس سے میں توبہ نکروں گا۔
ھم شفعای یوم حشری وموقفی	وحبہم للشافعی ذنوب ؟
یہی لوگ تو میرے شفیع ہیں۔ بروز حشر	اور انسے محبت رکھنا شافعی کیلئے گناہ سمجھا جاتا ہے

علاوہ اس کے کتاب مستطرف مطبوعہ مصر جلد دوئم صفحہ ۳۹۸ میں منقول ہے۔ الفصل الثالث فی المراثی لما توفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رثاہ جماعۃ من صحابہ والہ بمراثٍ کثیرۃ منہا ماروی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالے عنہ فانہ کان اقرب الناس الیہ وھو اول من رثاہ فقال

لما رئیت نبینا متجندلاً ! ضاقت علیَ بعرضہن الدور

فارتاع قلبی عند ذاک لموتہ والعظم منی ما حییت کسیرٌ

اعتیق ویحک ان خلک قد ثوی والصبر عندک ما بقیت یسیرٌ

یا لیتنی من قبل مہلک صاحبی غیبت فی لحد علیہ صخورٌ

فلتحدثن بدائع من بعدہ تعیبہن جوانح وصدورٌ

ترجمہ جب رسول خدا نے انتقال فرمایا۔ ایک جماعت صحابہ اور اقارب نے بہت سے مرثیے بنائے۔ انہیں سے ایک مرثیہ ابوبکر صدیق ہے۔ جو تمام لوگوں سے رسول خدا کے زیادہ قریبی

تھے۔ اور سب لوگوں سے پہلے ابوبکر ہی نے رسول خدا کا مرثیہ اسطرح فرمایا۔

جب میں نے درشت اور کنکریلی زمین میں اپنے رسول کو قرار پذیر دیکھا۔ بڑی بڑی وسیع حویلیاں میری نظر میں تنگ ہوگئیں۔ رسول خدا کی موت کے باعث میرے دل پر جزع فزع طاری ہوئی۔ میری ہڈیوں پر جو اثر واقع ہوا ہے۔ اوسکی کوئی دوا نہیں ہے۔ وائے ہو تجھپر اے ابوبکر کیا تیرے دوست کی موت نے ذرہ بھر صبر تیرے پاس رہنے نہیں دیا۔ کیا اچھا ہوتا۔ اگر تو اپنے دوست کی موت سے پہلے اپنی لحد میں سنگین پتھروں کے نیچے چھپ جاتا۔ ان کے بعد بدعتیں پیدا ہونگی۔ جنکو دل معیوب سمجھیں گے۔

مرثیہ عمر بر ابوبکر

علاوہ اس کے اسی کتاب کے صفحہ مابعد یعنے ۳۹۹ میں وہ مرثیہ ہے۔ جو ابوبکر کی موت پر عمر بن الخطاب نے کہا۔ اور وہ یوں ہے۔

ذھب الذین احبّھم ؛؛ فعلیك یا دنیا السلام

لا تذکرین العیش لی ؛؛ فالعیش بعدھم حرام

انی رضیع وصالھم ؛؛ والطفل یولمہ الفطام

ترجمہ۔ جن لوگوں کو میں چاہتا۔ اور ان سے محبت کرتا تھا۔ وہ چلدیئے۔ پس اسے دنیا تجھپر سلام ہے۔ میرے لیئے کوئی خوشی باقی نہ چھوڑ۔ کیونکہ ان کے بعد خوشی حرام ہے۔ میں ان کے شیر وصال کیلئے گویا شیرخوار طفل ہوں۔ اور شیرخوار طفل کو جیسے نشار شیر نہ ملنے سے صدمت پہنچتی ہے المختصر۔ ان واقعات و روایات پڑھنے کے بعد مفتی صاحبان خدا سے ڈریں۔ اور مرثیہ خوانی اشعار صحابہ کبار کو بدعت قبیحہ کہکر منافقانہ لباس نہ پہنیں۔ آئیے آپ کو رسول خدا کے زمانہ کا ماتم اور انعقاد مجلس ماتم بحکم رسول خدا کا پتہ دینے کے علاوہ تمہارے پیشوا عمر فاروق کو معمولی مصیبت میں سر پر خاک اڑاتا ہوا دکھاؤں۔ معارج النبوۃ رکن چہارم باب پنجم دربیان وقایع سال سوم از ہجرت صفحہ ۹۴ میں منقول ہے۔ نقل است کہ حفصہ خاتون رضی اللہ عنہا درمیان امہات مومنین بہ تند خوئی شہرتے داشت۔ دراحیانا بایں جہت خاطر عاطر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ملول میشد۔ چنانکہ مہمش بجائے رسید کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواست کہ اورا طلاق دہد۔ و در روایتے آنست کہ طلاقش داد۔ چوں امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ ایں معنے معلوم کرد۔ خاک برسر ریخت و فغاں برآورد۔ کہ بعد ازیں مرا چہ آبرو بماند۔ کہ فرزند من از حبالہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیروں آمد۔ انتہے۔ موضح الفاجعہ۔

حضرت عمر کا بیٹی حفصہ کی طلاق پر پیٹنا

مفتی صاحبان! آپ کے امیر المومنین عمر کی دختر کو طلاق یا تہدید طلاق کی سزا زشت خوئی
کیوجہ سے رسولخدا نے دی تو۔ اس واقعہ کو خلاف آبرو سمجھکر عمر فاروق اپنے سر پر خاک ڈالیں۔
اور پیٹیں۔ تو یہ بدعت نہو۔ اور اگر شیعہ اوس مقدس بزرگ کیلئے روئیں یا پیٹیں۔ جس کی
مصیبت پر آسمان رویا۔ اور ہر چیز اوس صدمہ سے متاثر ہوئی۔ جیسا صواعق محرقہ وغیرہ
کتب سنیہ میں مرقوم ہے۔ تو یہ بدعت ہو۔ انصاف سے بمراتب بعید ہے۔
علاوہ اس کے معارج النبوۃ رکن چہارم باب ششم دربیان واقعات غزوہ احد صفحہ ۴۴ میں
مرقوم ہے۔ کہ آواز شیطان کہ بقتل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دادہ ندا میکرد۔ آں آواز
شوم او بمدینہ رسید۔ تا درخانہائے مدینہ شنیدند فاطمہ رضی اللہ عنہا چوں آواز شنید دست برسر
زناں ازخانہ بیروں آمد وزار زار میگریست۔ واثر یتیمی بر روئے مبارک او ظاہر شدہ بود۔ و ہمہ
زنان ہاشمیہ دستہا بر سر میزدند و گریہ وزاری و نوحہ بطارم اعلےٰ افلاک میرسانیدند ہر عینہ
خواجۂ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحاب را کہ خبر موحش قتل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
شنیدہ روئے بفرار آوردہ بودند برایشاں میخواند۔ کہ یا ایہا الناس انی رسول اللہ علیکم قد عدنی
النصر فانی این الفرار۔ ایشاں ایں آوازے شنودند وقطعا بازنے ایستادند۔ واقعۂ ہفتم
نقل است کہ چوں مسلماناں از صعوبت آنحال روئے بہزیمت نہادند ہر چند آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایشاں را میخواند اجابت نمی نمودند غضب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم براآمد ونشان
غضبش آں بود۔ کہ عرق از پیشانی ہمایونش متقاطر گشتے۔ و بر مثال مروارید بر جبین مبین اوفرود ویدے
دراں حال نظر فرمود علی را دید۔ برابر دست خود ایستادہ فرمود کہ چونست کہ با برادراں خود ہمراہ نگشتی
جواب داد کہ یارسول اللہ اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ۔ دراں حین جمعے از مخالفان متوجہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شدند فرمودا ے علی مرا ازیں جمع نگاہدار۔ حیدر کرار بزخم تیغ آبدار
نوح مشرکان خاکسار را متفرق گردانید واول زخمیکہ زد برکافرے چناں زد کہ تا بد بر نخاست
انتہےٰ موضع الحاجتہ۔ اس عبارت نصیحہ سے باواز صریح چند امور کا پتہ چلتا ہے۔ (۱) واقعۂ
جنگ احد میں رسولخدا کے قتل کے متعلق شیطان کی ندا جب مدینہ میں پہنچی اور مشتہر ہوئی۔ تو جناب
فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا بمعہ جمیع مستورات بنی ہاشم روتی اور پیٹتی ہوئیں۔ گھروں سے باہر ایسے
بلند آواز سے نکلیں کہ ساتویں آسمان تک اون کا آواز پہنچتا تھا۔ کیا بخیال مفتی صاحبان فاطمہ زہرا
پروردۂ رضاعت نبوت وبقیہ بنی ہاشم خاندان رسالت کو آپ جتنا علم نہ تھا۔ کہ ایسی مصائب

جنگ احد میں سوائے علی مرتضےٰ سب صحابہ بھاگ گئے

عظیم میں رونا پیٹنا منع ہے۔ کیا؟ آپ یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ رسولخدا نے اس واقعہ کے بعد ان عصمتشانان کو اس حرکت سے منع فرمایا۔ وائے بر حماقت و منافقت شما۔

(۲) جن صحابہ کو ایسی مصیبت میں رسولخدا باواز بلند چیخ چیخ کر پکارتے تھے۔ کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ مجھے چھوڑ کر کہاں بھاگے جاتے ہو۔ اور وہ نہ سنتے تھے۔ حتی کہ رسول خدا کو ان کے اس فرار نے ایسا رنج پہنچایا۔ کہ بوجہ غضب حضور انور کا چہرہ غرق عرق ہو گیا۔ کیا ایسے صحابہ مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ (۳) جب رسولخدا نے علی مرتضےٰ کو اپنے پہلو میں شمشیر بدست دیکھکر مستقل مزاج پایا۔ اور اُنسے دریافت فرمایا۔ کہ اے علی تو کیوں باقی لوگوں کیطرح نہیں بھاگا۔ آپ نے کہا کیا میں بعد اسلام لانیکے پھر کافر ہو جاتا۔ مفتی صاحبان فرماویں۔ کہ جس فرار کو علی مرتضےٰ نے کفر قرار دیا۔

جنگ میں بھاگنا کفر ہے۔

اگر وہ صحیح تھا۔ تو تم بھگوڑوں کی پرستش کیوں کرتے ہو؟ اور اگر وہ صحیح نہ تھا تو رسولخدا نے کیوں اسکو مسترد نہ فرمایا۔ (۴) اس خطرناک وقت میں جبکہ تمام صحابہ رسولخدا کو نرغۂ کفار میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ علی مرتضےٰ ہی کی تیغ آبدار نے بانیٔ اسلام کی بقیہ تعلیم کے فیوضات سے اہل اسلام کو مستفیض فرمایا۔ اب میں مفتی صاحبان سے پوچھتا ہوں۔ کہ ایسے محسن اسلام کی شکر گذاری کا یہی وطیرہ ہے۔ کہ ان کے غلاموں اور نام لیوؤں پر کفر عائد کیا جاوے۔ وائے بر مسلمانی شما۔ علاوہ اس کے بعد معارج النبوت رکن چہارم باب ششم در بیان واقعات غزوۂ احد فصل چہارہم در فضائل شہدا صفحہ ۱۲۳ میں ہے۔

حضرت حمزہ کے ماتمداروں پر رسولخدا کی دعا۔

چوں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بمدینہ نزول فرمود از اکثر خانہائے انصار آواز گریہ نسوان شنید مگر از خانۂ حمزہ فرمود ولاکن حمزۃ لا بواکی لہ یعنے بر حمزہ ہیچکس گریہ کنندہ نیست۔ سعد بن معاذ و اسید بن حضیر و بواقی انصار رضی اللہ عنہم ایں سخن شنیدند عورات خود را گفتند کہ اول بخانۂ حمزہ روند و بروے گریہ کردہ آنگاہ بخانہ خویش آیند و بر عزیزان خویش بگریند و زنان انصار میان شام و خفتن در خانۂ عم رسول صلے اللہ علیہ وسلم رفتند و تا قریب نیم شب بروے بگریستند و دریں اثنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خواب در آمدہ پرسید کہ ایں چہ آواز است۔ چوں از حقیقت حال آگاہ شد فرمود رضی اللہ عنکن و عن اولادکن۔ انتہے موضع الحاجۃ۔

رسولخدا نے حضرت حمزہ پر رونے والوں کی کثرت قلت محسوس فرما کر تاسفانہ لہجہ میں فرمایا۔ کہ حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں ہے۔ پس انصار نے بوجہ مصاحبت رسولخدا آپ کے رموز و اشارات سے بخوبی واقف تھے۔ اپنی مستورات کو تاکیدی حکم فرمایا۔ کہ پہلے حضرت حمزہ کے گھر جا کر حضرت

حمزہ کا ماتم بپا کرو۔ پھر اپنے عزیزوں کا ماتم کرو پس ازواج انصار درمیان شام و خفتن سے لیکر نصف شب تک حضرت حمزہ کا ماتم کرتی رہیں جب رسولخدا کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ تو آپ نے اونہیں دعا دی اور فرمایا۔ کہ خدا تم سے راضی ہو۔ اور تمہاری نسل سے راضی ہو۔ پس مفتی صاحبان رسولخدا کے اس طرز عمل سے بے بہرہ ہونیکی وجہ سے عامہ مسلمین کو گمراہ نہ کیجئے۔ اور رسول خدا حکیم تھے۔ اور فعل حکیم حکمت سے خالی نہیں ہوتا پس شہیدان راہ خدا پر نوحہ و مرثیہ پڑھنے کی حکمت انوار نعمانیہ نور صبر صفحہ ۳۲۴ میں یوں مرقوم ہے۔ مروی یونس بن یعقوب عن الصادق انہ قال قال لی ابا جعفر فرق مالی کذا وکذا علی نوادب یندبنی عشر سنین بمنی ایام منے قال الاصحاب رضی اللہ عنہم والمراد بذالک تنبیہ الناس علی فضائلہا واظہادہا۔ لیقتدی بہا و تعلم ما کان علیہا اہل البیت لیقتی آثارھم ترجمہ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہ دس سال میرے اسقدر مال کو بطور اجرت دیکر ایام حج میں منیٰ کے مقام پر نوحہ کرنیوالوں سے میرا ماتم قائم کرنا۔ فرمایا صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہ مطلب اس وصیت سے حضرت کا یہ تھا۔ کہ مخلوق خدا خاندان رسالت کی جلالت و عظمت سے متنبہ ہوکر اونکی پیروی کریں۔ اور ان کے علوم آسمانی کی قدر و حفاظت کرنیکے علاوہ ان کی اعمال کی تاسی کرکے حدود اسلام کی نگہداشت کریں۔ اور اسی مطلب کیلئے رسول خدا نے حضرت حمزہ کی شجاعت و معاونت اسلام کی صفت کو بذریعہ ماتم مشتہر کرایا۔ تاکہ آئندہ جھگڑے بھی شائد اس عظمت و یادگار کی تمنا میں ثابت قدم رہیں۔

تنبیہ سفیہ!

مفتی نے جواب نمبر ۲ میں دو حدیثوں سے متمسک ہوکر شیعہ کے لئے شفاعت مصطفوی کو ثابت کیا ہے۔ (۱) من قال لا الہ ثم مات علیہ دخل الجنۃ یعنے جس نے لا الہ کہا اور اس عقیدہ پر مرگیا بہشت میں داخل ہوا۔ (۲) فھی نائلۃ انشاء اللہ تعالیٰ من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئاً رواہ مسلم یعنے شفاعت محمدی پہنچے گی۔ ہر اس شخص کو امت آنحضرت سے جس نے اپنی زندگی میں خدا کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو۔ اور تمام اشتہار میں یہی ایک واقعہ صحیح باعجاز خاندان رسالت مفتی کی قلم سے صادر ہوا ہے۔ جس نے مفتی اور ان کے معاونین کی تمام مکاری عیاری کو طشت از بام کرکے صداقت و حقانیت شیعہ کو ظاہر کردیا ہے۔ اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ مفتی محمد اسحاق صاحب نے تعزیہ کو غیر ذی روح کی تصویر قرار دیکر بعلت

معبود قرار دینے شیعہ کے تعزیہ کو ممانعت تعزیہ کا فتوی دیا ہے لیکن اس دعوی کی دلیل پیش نہیں فرمائی۔ بلکہ محض اول من قاس کی تقلید سے کام لیا ہے۔ اور ایسا ہی اندھے دہندہ قاضی عبدالاحد صاحب نے آیۃ ام لھم شرکاء شرعوا من الدین مالم یأذن بہ اللّٰہ سے متدل ہوکر بغیر کسی دلیل کے شیعہ کو مشرک قرار دیا ہے۔ پس اگر مفتی صاحبان اپنے اس خیال میں صادق اور راسخ ہوتے تو احادیث مندرجہ بالا سے شیعہ کو مستثنےٰ کرتے۔ کیونکہ ان احادیث کا مصداق مشرک نہیں ہوسکتا پس ان کا شیعہ کو ان احادیث سے مستثنے نہ کرنا۔ بلکہ ان احادیث کا شیعہ کو مصداق قرار دینا شیعہ کی سچائی۔ اور انکی افترا پردازی پر شاہد ہے۔ علاوہ اس کے حدیث ابن ماجہ نھی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم عن المراثی سے متدل ہوکر مرثیہ خوانی کی ممانعت کرنا۔ اور پھر سوال سوئیم کے جواب کے ذیل میں سہ

صبت علی مصائب لو انها ! صبت علی الایام صرن لیالیا

مرثیہ خاتون قیامت کو پڑھنے کی اجازت دینا اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ حدیث ابن ماجہ بنی امیہ شجرۂ ملعونہ کے معتقدین ومقلدین کی تراشی ہوئی ہے۔ اور اسی طرح تمہاری حدیث مشہورہ من زار قبراً بلا مقبور فھو ملعون۔ ہمارے لئے مضرت رساں نہیں ہے۔ بلکہ مفید ہے۔ کیونکہ ہم تعزیہ کو قبر حسین سمجھکر اوسکی تعظیم نہیں کرتے۔ بلکہ تعزیہ کو شعائر خدا و یادگار سید الشہدا سمجھکر اوس کی عزت کرتے ہیں۔ البتہ یہ حدیث بنی امیہ ملاعنہ کے مقلدین کو روسیاہ کرتی ہے۔ جو لبنی طوا خبیث ظلمتہ کو لعنتہ سے مستثنےٰ کرنے کی وجہ سے شیطان کو بھی ملعون کہنے کی اجازت نہیں دیتے۔ کیونکہ اس حدیث کا مفاد یہ ہے۔ کہ رسول خدا مرتکبین کبائر بلکہ صغائر کو بھی تہدیداً ملعون کہدیتے تھے۔ فافہم وتدبر۔ ہاں خوب یاد آیا۔ تعزیہ وعلم وذوالجناح شعائر خدا ہیں۔ اور شعائر خدا کی تعظیم منصوص من اللّٰہ ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ ومن یعظم شعائر اللّٰہ فانہا من تقوی القلوب پارہ ١٧ رکوع ١۔ یعنے جو کوئی تعظیم کرتا ہے۔ خدا کی نشانیوں کی پس تحقیق یہ تعظیم پرہیزگاروں کا کام ہے۔ اب خدا کی نشانیوں کی تفصیل سنیئے جنکی تعظیم پرہیزگاری کے نشانات میں سے ہے۔ والبدن جعلنا ھا لکم من شعائر اللّٰہ پارہ ١٧ رکوع ١١۔ اور کیا ہمنے تمہارے لیئے نشانیوں خدا سے اونٹوں قربانی کو جن کے گلے میں عربی جوتہ یا چھال درخت معلق ہو۔ جیسا کہ سورۂ مائدہ کی ابتدا میں مذکور ہے۔ دیکھئے خداوند عالم نے قربانی کے اونٹ کو جس کے گلے میں عربی جوتہ یا چھال درخت بحیثیت نشانی قربانی ہو۔ اپنے شعائر سے شمار کیا

تعزیہ و ذوالجناح شعائر اللہ سے ہیں

ہے۔ اور اپنے شعائر کی تعظیم کو پرہیزگاری کا نشان قرار دیا ہے۔ کوئی عقلمند تعظیم اونٹ کو بحیثیت
مطلقہ قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتا لیکن جب اس اونٹ قربانی کے منسوب الیہ حضرت اسمٰعیل ذبیح
اللہ جگر گوشۂ ابراہیم خلیل اللہ کو مدنظر رکھا جاوے۔ تو فوراً ہر بابصیرت اس نسبت کے لحاظ سے اوس
اونٹ کی تعظیم کیلئے گردن تسلیم خم کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ کیا مذہب اسلام میں شہید راہ
خدا امام ابن الامام حضرت حسین علیہ السلام فرزند حضرت محمد مصطفےٰ علیہ السلام کی حضرت اسمٰعیل جتنی
وقعت نہیں۔ کہ ان کی یادگار منسوب الیہ تعزیہ کو شعائر خدا سے سمجھکر اوسکی تعظیم کی جاوے۔ اس موقعہ
پر بعض اموی الملت مفسرین تعظیم شعائر خدا کے معنے حیوان قربانی کی جسامت و عظمت خلقی بتا کر مخلوق
خدا کو گمراہ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر تعظیم شعائر سے خدا کا مطلب جسامت ظاہری و عظمت ہیکلی
ہو۔ تو قول باری تعالےٰ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پارہ ۲ رکوع ۳ میں یہ معنے کسطرح
مراد لیا سکتا ہے۔ کیونکہ صفا و مروۃ دونوں پہاڑ ہیں۔ اونکی جسامت کی ترقی و زیادتی کسی شخص کے
امکان میں نہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ تعظیم کے معنے ومن یعظم شعائر اللہ میں وہی ہیں۔ جو ہم
نے لکھے ہیں۔ فی الجملہ ہر ذکی الطبع اس امر کو سمجھ سکتا ہے۔ کہ صفا و مروہ کی تعظیم کا حکم من جانب اللہ
محض ابہ برکت قدوم میمنت لزوم حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ ہے۔ ورنہ نفس الامر میں
صفا و مروہ بھی اور پہاڑوں کیطرح پہاڑ ہی ہیں۔ ایسا ہی تعزیہ امام حسین کی حقیقت واقعیہ کاغذات
وغیرہ ایسی اشیاء سے ہے۔ جو بلحاظ اصلیت قابل عظمت نہ تھی لیکن نسبت حسینی نے اُسے واجب
التعظیم بنا دیا۔ جن لوگوں کے دل میں حضرت امام حسین کی محبت و عظمت ہے۔ اور تعزیہ کو واجب التعظیم
سمجھتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے بزرگوں نے خود حسین علیہ السلام کو واجب القتل سمجھا وہ تعزیہ کی
مخالفت میں معذور ہیں۔ علاوہ اس کے قرآن مجید بحیثیت مضامین تین اقسام پر منقسم ہے۔
احکام۔ توحید۔ تذکرہ۔ قسم ثالث یعنی تذکرہ مشتمل ہے۔ حالات انبیاء و مقابلین انبیاء پر جیسا کہ
قصۂ حضرت آدم۔ وابلیس۔ وقصہ حضرت موسیٰ و فرعون وقصہ حضرت ابراہیم خلیل و نمرود وغیرہ جو
روزمرہ اہل اسلام قرآن مجید میں بغرض ترہیب و ترغیب پڑھکر اوس سے نیکوں کی تاسی اور
بدوں کی مخالفت کا سبق لیتے ہیں۔ اباحت تذکرہ حالات امام حسین علیہ السلام کیلئے خصوصاً
و تذکرہ حالات بقیہ ائمہ معصومین علیہم السلام کیلئے عموماً اہل ایمان معتقدین قرآن کیلئے بہت بڑی
دلیل ہے۔ پس اگر بنی امیہ فراعنہ امت محمدی کے ہوا خواہان حسین موسائی۔ امت محمدی کے
حالات کا اظہار بغرض تستر مثالب بزرگان خود ثلث قرآن کو منسوخ قرار دیکر حرام کرتے ہیں تو کیا ہوا

۵۔ شپرہ گر وصل آفتاب نخواہد + رونق بازار آفتاب نہ کاہد قول محمد اسحاق صاحب ایام محرم الحرام میں شہادت نامہ پڑھنا مجمع عام میں۔ اور حالات سید الشہدا رعلیہ السلام بیان کرنا۔ جیساکہ پنجاب ہندوستان میں رواج ہے۔ کیونکہ حضرت غوث پاک و امام غزالی غنیۃ الطالبین و احیار العلوم میں اس امر کو حرام و مکروہ و اشعار روافض سے فرماتے ہیں۔ مثل مشاجرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جواب شیعہ جن حضرات کے پیشوا قرآن مجید میں نحوی غلطیوں کے قائل ہیں۔ انکی لفظی وعبارتی غلطیوں کا تعاقب بیفائدہ سمجھکر ہم نہیں کرتے۔ ورنہ عبارت مندرجہ بالا مخاطب میں لفظ اشعار بجائے شعائر اور لفظ مثل بجائے بوجہ کے انکی حماقت وو قاحت کا بجتہ نشان ہے۔ بہرحال ہمارے مخاطب کے امام غزالی کا فتوی المشتمل برحرمت مصائب امام حسن وحسین علیہما السلام کتاب صواعق محرقہ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۳۲ سطر ۳ میں یوں مرقوم ہے جسکی طرف مخاطب نے اشارہ فرمایا ہے۔ قال الغزالی وغیرہ ویحرم علے الواعظ وغیرہ روایتہ مقتل الحسن والحسین وحکایاتہ وما جری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یھیج علے بغض الصحابۃ والطعن فیھم ترجمہ کہا غزالی وغیرہ علمائے نے حرام ہے واعظ پر بیان کرنا روایات شہادت امام حسن و حسین علیہما السلام کو اور ایسا ہی حرام ہے واعظ پر صحابہ کی باہمی مخالفت ومشاجرت کی حکایات کا بیان کرنا اس لیئے۔ کہ ایسی روایات وحکایات کا بیان واظہار بغض صحابہ پر برانگیختہ کرتا ہے۔ گویا مفتی اپنے اس فتوی میں اپنے ہم مشربوں سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ امام حسن وحسین کے قاتل صحابہ تھے۔ اگر تم حسنین کی شہادت کے واقعات نشر ومشتہر کروگے تو تمہارے مصنوعی ارباب من دون اللہ کا سب پول کھل جاویگا۔ اور درحقیقت یہ سچ ہے۔ کیونکہ امام حسن کو معاویہ نے زہر دلاکر قتل کیا۔ جیساکہ کتاب استیعاب فی معرفۃ الاصحاب علامہ عبدالبر ترجمہ امام حسن علیہ السلام میں لکھا ہوا ہے۔ الحسن بن علے سمتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفۃ کان ذالک بتدلیس معاویۃ الیھا فی ذالک یعنی امام حسن علیہ السلام کو انکی زوجہ جعدہ نے معاویہ کی سازش سے زہر پلوایا۔ اگر ابن عبدالبر کو اس روایت کی صحت میں کچھ شک ہوتا۔ تو اس پر جرح کرتا جیسا محققین کا قاعدہ ہے۔ زیادہ وضاحت کی ضرورت ہو تو روض الاخیار المنتخب من ربیع الابرار صفحہ ۵۰ سطر ۲ میں ہے۔ لما بلغ معاویۃ موت الحسن بن علے رضی اللہ عنہما

سجد وسجد من حوله فدخل علیه ابن عباس رضی الله عنهما فقال له یا ابن عباس امات ابو محمد قال نعم رحمه الله و بلغنی سجودك والله یا ابن اٰکلتہ الاکباد لایسد حسدك ایاه حفرتك ولایزید انقضاء اجله فی عمرك جب خبر موت امام حسن علیہ السلام معاویہ کو پہنچی۔ معاویہ اور اس کے حاشیہ نشینوں نے سجدۂ شکر کیا۔ پھر داخل ہوئے معاویہ پر حضرت عبد اللہ بن عباس۔ تو انکو معاویہ نے کہا۔ اے ابن عباس کیا امام حسن فوت ہو گئے ہیں۔ فرمایا حضرت ابن عباس نے ہاں آپ فوت ہو گئے ہیں۔ اور مجھے تیرے سجدۂ شکر کی خبر اس خوشی پر پہنچی ہے۔ بخدا اے فرزند ہند جگر خوار عم پیغمبر تیرا حسد ساقہ حسن مجتبےٰ کے تیری قبر کے گڑھے کو پر نہیں کر سکتا۔ اور ان کی فوتیدگی تیری عمر میں زیادتی نہیں کر سکتی۔ فی الجملہ جعدہ دختر ام فروہ ہمشیرہ حضرت ابوبکر بھی بی بی عائشہ کیطرح بڑی بہادر تھیں۔ جنہوں نے امام حسن علیہ السلام کو زہر پلانے کے عوض میں دس ہزار اشرفی اور دس مربعے زمین کوفہ کے رقبہ میں معاویہ سے انعام حاصل کیا۔ (دیکھو مناقب شہر آشوب جلد چہارم صفحہ ۵۸) ناظرین کو یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ معاویہ صرف علی مرتضےٰ اور انکی اولاد کا دشمن تھا۔ بلکہ معاویہ نفس رسالت کا منکر تھا۔ چنانچہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ جزو دہم صفحہ ۵۵۳ میں لکھا ہے۔ ان معویة سمع المؤذن یقول اشهد ان لا اله الا الله فقال اشهد ان محمد رسول الله فقال لله یا ابن عبد الله لقد کنت عالی الهمته مارضیت لنفسك الا ان یقرن اسمك باسم رب العالمین۔ انتہیٰ۔ ترجمہ معاویہ نے مؤذن سے شہادت وحدانیت کے بعد جب شہادت رسالت کو سنا۔ تو معاویہ کہنے لگا۔ بخدا اے ابن عبد اللہ تو بڑا عالی ہمت تھا۔ نہیں پسند کیا تو نے اپنے لیئے مگر خدا کے نام سے اپنا نام ملا ہی دیا۔ اور یہ عقائد معاویہ نے اپنے باپ ابوسفیان سے اخذ کیئے ہیں۔ جیسا کہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ جزو نہم صفحہ ۴۸۶ سطر ۲۱ میں لکھا ہے۔ قال الشعبی فلما دخل عثمن رحله دخل الیه بنو امیة حتی امتلئت بهم الدار ثم اغلقوها علیهم فقال ابوسفیان بن حرب اعندکم احد من غیرکم قالوا لا قال یا بنی امیة تلقفوها تلقف الکرة فوالذی یحلف به ابوسفیان ما من عذاب ولا حساب ولا جنة ولا نار ولا بعث ولا قیامة ترجمہ کہا امام شعبی نے عثمان اپنے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد جب اپنے دولتخانہ میں آیا پس

معاویہ کا امام حسن کی وفات سے خوش ہو کر سجدہ شکر کرنا

معاویہ منکر رسالت تھا

اون کے بعد بنی امیہ بھی ان کے گھر میں اسقدر جمع ہوئے۔ کہ وہ گھر بنی امیہ سے بھر گیا۔ پھر انھوں نے اس حویلی کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر ابوسفیان والد معاویہ نے کہا۔ کہ کیا تم میں بنی امیہ کے سوا کوئی اور بھی ہے۔ کہا حاضرین نے نہیں۔ کہا ابوسفیان نے اے بنو امیہ گھماؤ تم خلافت کو مثل گھمانے گیند کے۔ پس قسمیہ ابوسفیان کہتا ہے۔ نہ کوئی عذاب ہے۔ نہ حساب نہ بہشت ہے۔ نہ دوزخ۔ نہ مرنے کے بعد زندہ ہونا۔ نہ قیامت یہ سب امور لغو اور بیہودہ ہیں۔

ابوسفیان منکر اسلام تھا

اسی فرقہ کی تعریف میں مستطرف جلد اول صفحہ ۱۸۱ میں مرقوم ہے۔ لما قدم معاویۃ المدینۃ صعد المنبر فخطب وقال من ابن علے رضی اللہ تعالے عنہ فقام الحسن فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال ان اللہ عزوجل لم یبعث بعثا الا جعل اللہ لہ عدوا من المجرمین فانا ابن علے وانت ابن صخر وامک ھند وامی فاطمۃ وجدتک قتیلۃ وجدتی خدیجۃ فلعن اللہ الأمنا حسبا واخملنا ذکرا واعظمنا کفرا واشدنا نفاقا فصاح اھل المسجد آمین آمین فقطع معاویۃ ودخل منزلہ۔

امام حسن کی زبانی معاویہ کے حسب و نسب کا اعلان

ترجمہ معاویہ مدینہ میں آیا منبر پر چڑھا۔ اور خطبہ پڑھا۔ اور کہا علی مرتضےٰ کا بیٹا کون ہے پس حسن مجتبےٰ کھڑے ہوئے۔ اور پس حمد خدا و تعریف الہ کے بعد فرمایا۔ انہوں نے خداوند عالم نے کوئی پیغمبر مبعوث نہیں فرمایا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں گنہگاروں سے ایک دشمن اوس پیغمبر کے لیئے بنایا۔ پس ہوں میں فرزند حیدر کرار اور تو ہے فرزند سنگ خار۔ تیری ماں ہند جگر خوار ع م پیغمبر میری ماں فاطمہ بنت جگر پیمبر۔ تیری دادی قتیلہ نشانہ دار۔ میری دادی خدیجہ زوجہ رئیس الاخیار پس لعنت کرے۔ خدا اس پر جو ہم سب میں پست ہے۔ بڑے شرافت اور گمنام ہے بڑے ذکر اور بزرگ ہے بڑے کفر اور شدید ہے بڑے نفاق۔ پس حاضرین مسجد نے چلا چلا کر آمین آمین کہا۔ اور معاویہ قبل از اتمام خطبہ اٹھکر گھر چلا گیا۔ اس روائیت کے ترجمہ میں معاویہ کی دادی کی صفت میں جو میں نے نشانہ دار کا کلمہ اضافہ کیا ہے۔ اس کی دلیل سنیئے۔ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ جزو دوئیم صفحہ ۹۰ میں لکھتے ہیں۔ فلما ارتحل عن امیرالمومنین اتا معاویۃ فنصب لہ کراسیہ واجلس جلسائہ حولہ فلما ورد علیہ امر بمائۃ الف فقبضھا ثم غدا علیہ یوما بعد ذالک بعد وفاۃ امیرالمومنین وتبعہ الحسن لمعویۃ وجلساء معویۃ حولہ فقال یا ابا یزید اخبرلی عن عسکری وعسکر اخیک فقد وردت علیھما قال اخبرک مررت واللہ بعسکر اخی فانا لیل کلیل رسول

اللہ ونہار کنہا ر رسول اللہ لیس فی القوم ما رئیت الا مصلیا ولا سمعت
الا قاریا و مررت بعسکرک فاستقبلنی قوم من المنافقین ممن نفر برسول اللہ
لیلۃ العقبۃ ثم قال من ھذا عن یمینک یا معویۃ قال ھذا عمرو بن العاص
قال ھذ الذی ختصم فیہ ستۃ نفر فغلب علیہ جزار قریش فمن الآخر
قال الضحاک بن قیس الفہری قال اما واللہ لقد کان ابوہ جید الاخذ لعب
التیوس[1] فمن ھذ الآخر قال ابوموسیٰ الاشعری قال ھذا ابن السراقۃ فلما

[1] "لمبی ڈاڑھی" لمبی ڈاڑہی والوں کو بعض کتابوں میں بوک بکرے کیساتھ مشابہت دگئی ہے۔ اور بعض کتابوں میں نسبت بیوقوفی و کم عقلی کی چنانچہ حیوۃ الحیوان جلد اول صفحہ ۱۴۰ سطر ۳ لغت تیس میں بحوالہ تہذیب الکمال منقول ہے۔ کہ عبد العزیز بن منیب قرشی کی ڈاڑہی لمبی تھی۔ اسکی طرف علی بن حجر سعدی نے دیکھا اور کہا کہ تم لمبی ڈاڑہی کیوجہ سے مستحق منصب قضا نہیں ہو۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو بوک بکرا رحچیلا) قاضی عادل قرار پاتا۔ اور توراۃ میں لکھا ہوا ہے۔ کہ تم لمبی ڈاڑہی پر غرور مت کرو۔ کیونکہ بوک بکرے میں بھی یہ وصف موجود ہے۔ اور مستطرف جلد اول صفحہ ۲۲ سطر ۱۷ میں ہے۔ اور استدلال کیا جاتا ہے۔ بیوقوفی پر بحیثیت صورت ساتھ لمبی ڈاڑہی کے۔ اس واسطے کہ خارج ہوتی ہے۔ ڈاڑہی دماغ سے پس جسکی ڈاڑہی حد سے لمبی ہو۔ دماغ اسکا کم ہوتا ہے۔ اور جس کا دماغ کم ہو۔ اس کی عقل کم ہوتی ہے۔ اور جس کی عقل کم ہو۔ وہ احمق اور بیوقوف کہلاتا ہے۔ اور ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ جلد ۸ صفحہ ۲۸۱ سطر ۱ میں ہے۔ ہشام بن عبد الملک نے ایکروز اپنے مصاحبوں سے کہا۔ کہ کسی شخص کی بیوقوفی چار باتوں سے معلوم ہوسکتی ہے۔ (۱) ڈاڑہی کی لمبائی سے (۲) شناعت کنیت سے (۳) نقش انگوٹھی سے (۴) کثرت حرص سے۔ پس داخل ہوا ان پر ایک لمبی ڈاڑہی والا پس کہا ہشام نے پس یہ شخص صفات چہارگانہ حمق میں سے ایک کا حامل ہے۔ پس باقی صفات ثلاثہ حماقت تلاش کرو۔ کہا حاضرین نے اس لمبی ڈاڑہی والے کو جناب کی کنیت کیا ہے اس نے ابو الیاقوت۔ پھر انہوں نے اس سے نقش انگشتری کا دریافت کیا پس وہ جاؤا علی قمیصہ بدم کذب۔ تھا پس اس لمبی ڈاڑہی والے سے انہوں نے دریافت کیا۔ کہ کونسی غذا آپکو مرغوب ہے۔ کہا اس نے کدو روغن زیتون کے ہمراہ کہا ہشام نے یہ شخص کامل بیوقوف ہے۔ المختصر۔

لمبی ڈاڑہی ایسی بری بلا ہے۔ جسکی وجہ سے ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ نے اپنے ایک پیارے بیٹے کو نعثل یہودی (جو لمبی ڈاڑہی والا تھا) سے مشابہت دی۔ پس اے دوستداران خاندان رسالت لمبی ڈاڑہی والوں سے بچو۔ اور ان کے اشتہاروں اور فتووں کی پرواہ مت کرو۔ کیونکہ یہ لوگ اپنی بیوقوفی کی وجہ سے ان امور میں مرفوع القلم ہیں۔ فقط ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

رئی معاویۃ انہ قد اغضب جلسائہ علم انہ استخبرہ عن نفسہ قال فیہ و
واحب ان یسالہ لیقول فیہ مایعلمہ من السوء فیذھب بذالک غضب
جلسائہ قال یا ابایزید فما تقول فی قال دعنی من ھذا قال لتقولن قال
اتعرف حمامہ قال و من حمامہ یا ابایزید قال قد اخبرتک ثم قام فمضی
فارسل معاویۃ الی النسابہ فدعاہ فقال من حمامہ قال ولی الامان قال نعم
قال حمامہ جدتک ام ابی سفیان کانت بغیاً فی الجاھلیۃ صاحبۃ رائیۃ
فقال معویۃ لجلسائہ قد ساویتکم وزدت علیکم فلا تغضبوا ترجمہ عقیل بن ابو طالب
علی مرتضےٰ سے لشکر رنجی کیوجہ سے رخصت ہوکر معاویہ کے پاس آیا۔ اسنے ان کے لئے کرسیاں
منگوا کر اپنے مصاحبوں کو ان کے اردگرد بٹھایا۔ اور حضرت عقیل کے لئے معاویہ نے ایک لاکھ درہم
دینے کا حکم دیا۔ پھر حضرت عقیل نے انکو وصول فرمایا۔ پھر حضرت عقیل اسواقعہ کے بعد جبکہ
امیرالمومنین نوت ہوچکے تھے۔ بعد صلح امام حسن علیہ السلام کے ساتھ معاویہ کے ایک روز معاویہ
کے پاس ایسے موقعہ پر تشریف لائے۔ کہ مصاحبین معاویہ اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔
پس کہا معاویہ نے اے عقیل بیان کیجئے۔ مجھے حالات میرے لشکر کے اور اپنے برادر علی مرتضےٰ کے
لشکر کے۔ کیونکہ آپ نے دونوں کا ملاحظہ فرمایا ہے۔ فرمایا عقیل نے سنیئے۔ میں نے عبور کیا لشکر
علی مرتضےٰ میں پس رات اس لشکر کی مثل رات رسولخدا کی اور دن اس لشکر کا مثل دن رسولخدا کے
ہوتا تھا۔ میں نے اُس لشکر میں کسیکو نہیں دیکھا۔ مگر نماز یا قرآن پڑہتے۔ اور عبور کیا میں نے
تیرے لشکر میں۔ پس دیکھا اُس گروہ میں اُن منافقین کو جنہوں نے عقبہ کی رات کو رسولخدا کی
اونٹنی کو بھڑکایا تھا۔ چونکہ حضرت عقیل نابینا تھے۔ اس لئے انہوں نے معاویہ سے دریافت کیا
کہ تیری دہنی طرف کون ہے۔ کہا معاویہ نے یہ عمرو بن العاص ہے۔ کہا حضرت عقیل نے
یہ وہ شخص ہے جسکو بیٹا بنانے کی وجہ سے چھ شخصوں نے آپس میں تنازعہ کیا۔ پس غالب ہوا
اس دعوےٰ میں وہ شخص جو قصاب قریش تہا۔ پس دریافت کیا حضرت عقیل نے اور کون ہے۔
کہا معاویہ نے ضحاک بیٹا قیس فہری کا۔ فرمایا حضرت عقیل نے اسکا باپ بوک بکروں کو خصی
کرنے میں ماہر تھا۔ پھر پوچھا حضرت عقیل نے اور کون ہے۔ کہا معاویہ نے ابوموسیٰ اشعری ہے
فرمایا حضرت عقیل نے یہ بیٹا ہے سراقہ کا (یعنے حرامزادہ ہے) پس جب معلوم کیا معاویہ نے کہ
عقیل نے میرے مصاحبوں کو آزردہ کیا ہے۔ تو اسنے مناسب سمجھا۔ کہ حضرت عقیل سے کوئی

اپنا ذاتی عیب ظاہر کرائے۔ تاکہ اس کے مصاحبوں کا دل خوش ہو جائے۔ اس لئے معاویہ
نے حضرت عقیل سے دریافت کیا۔ کہ میری بابت آپ کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا حضرت عقیل
نے اس سے مجھے معاف رکھیئے۔ کہا معاویہ نے یہ آپکو ضرور کہنا پڑیگا۔ فرمایا حضرت عقیل نے
حمامہ کو پہچانتے ہو۔ کہا معاویہ نے کون حمامہ۔ کہا حضرت عقیل نے میں تم سے جو کہنا تھا۔
کہہ چکا۔ پھر حضرت عقیل اٹھکر چلے گئے۔ پس معاویہ نے قاصد بھیجکر کسی عالم علم نسب کو بلوایا
اور اس سے دریافت کیا۔ کہ حمامہ کون تھی۔ کہا اس نے میرے لیئے امن ہے۔ کہا معاویہ
نے ہاں۔ کہا اس نے حمامہ تیری دادی ابوسفیان کی ماں نشاندار زانیہ تھی۔ پس کہا معاویہ
نے اپنے مصاحبوں کو میں بھی تم سے مساوی بلکہ بڑھ گیا ہوں۔ پس تم ناخوش نہ ہو۔ اور
مستطرف جلد اول صفحہ ۸۲ میں مرقوم ہے۔ دخل شریک بن الاعور علی معاویۃ و
کان دمیماً فقال لہ معاویۃ انک لدمیم والجمیل خیر من الدمیم وانک
لشریک وما للہ من شریک وان اباک لاعور والصحیح خیر من الاعور
فکیف سدت قومک فقال لہ انک معاویۃ وما معاویۃ الا کلبۃ عوت
فاستعوت الکلاب وانک لابن صخر والسہل خیر من الصخر وانک لابن
حرب والسلم خیر من الحرب وانک لابن امیۃ وما امیۃ الا امۃ صغرت
فکیف صرت امیر المومنین ترجمہ داخل ہوا شریک بن اعور معاویہ پر اور تھا وہ
کریہہ المنظر پس کہا اس کو معاویہ نے تو کریہہ المنظر ہے۔ اور کریہہ المنظر سے خوش منظر
اچھا ہوتا ہے۔ اور تحقیق تو شریک ہے۔ اور خدا کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور تیرا باپ
اعور ہے۔ اور صحیح اعور سے اچھا ہوتا ہے۔ پس تو کس طرح اپنی قوم میں سردار ہو گیا
ہے۔ پس کہا شریک نے معاویہ کو تو معاویہ ہے۔ اور معاویہ اس کتیا کا نام ہے۔ جو
عالت بہار میں اپنے پیچھے کتوں کو جمع کرتی ہے۔ اور تو بیٹا ہے۔ صخر کا اور سہل صخر
سے بہتر ہوتا ہے۔ اور تو بیٹا ہے حرب کا اور صلح حرب سے بہتر ہوتی ہے۔ اور تو بیٹا
ہے امیہ کا اور وہ تصغیر ہے امۃ (لونڈی) کی۔ پس تو کیونکر امیر المومنین ہو گیا ہے۔
اور مستطرف جلد اول صفحہ ۸۶ میں ہے۔ معاویہ کے پاس لوگ جمع ہوئے۔ اور خطیب
بغرض ترغیب بیعت یزید کھڑے ہو گئے۔ لوگوں کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ پس
یزید بن مقنع خطیب خطبہ پڑھنے کیلئے ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر ۔ ۔ ۔ ۔ کھڑا ہوا۔ اور معاویہ

صحابہ کی تعریف از تاریخ فرشتہ

کیطرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ یہ ہیں امیرالمومنین اگر یہ مر جائیں۔ تو پھر یہ ہیں امیرالمومنین اور یزید کیطرف اشارہ کیا پس جو کوئی اس کو قبول نہ کرے۔ تو ' ریہ ہے۔ اور تلوار کیطرف اشارہ کیا پس معاویہ نے اس کو کہا تو سردار ہے خطیبوں کا۔ المختصر اس امیرالبغاۃ نے بزور شمشیر یزید عنید کو اپنا جانشین کر کے امام حسین علیہ السلام کو قتل کرا کر انکی حرم سرا کو در بدر پھرایا اور اسی میر الفساق کے پیرو لفظ مصاحبت کی آڑ میں تیرہ سو سال سے ذکر مصائب حسین کو تسترا معاہم حرام اور منع کرتے چلے آتے ہیں۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ صحابہ کی تعریف لکھکر انکے متعلق آیات قرآنیہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

تاریخ فرشتہ فارسی مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۳۴۷ میں مرقوم ہے۔ کہ چوں سلطان محمود بخراسان رفت خواست کہ زیارت شیخ ابوالحسن خرقانی کند اما بخاطرش گذشت کہ من از خانۂ خود بعزم زیارت نیامدہ ام وامسال برعزم مصالح خراسان آمدہ ام بطفیل آں کار دوستان خدارا زیارت کردن شرط ادب نباشد درآں سال از خراسان بازگشت و بہندوستان رفت وانجا برگشتہ بغزنین آمد واحرام زیارت شیخ بستہ روانہ خرقان گشت چوں بخرقان رسید کس فرستادہ بشیخ پیغام داد۔ کہ سلطان برائے تو از غزنین بخرقان آمدہ است اگر تو نیز از خانقاہ بقصد دیدن او ببارگاہ آئی۔ دور نخواہد بود۔ و برسول گفت اگر شیخ ازیں معنے ابا کند ایں آیہ کریمہ برو بخواں۔ یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم رسول پیغامے کہ داشت بشیخ بگذرانید چوں اباکرد ایں آئت رابخواند شیخ گفت معذور دارد محمود بگو کہ در اطیعوا اللہ چناں مستغرقم کہ از اطیعوا الرسول خجالت مے برم وباولی الامر منکم نمے پردازم۔ رسول بسلطان باز نمود سلطان رقت نمودہ گفت برخیزید کہ ایں نہ آں مرد است کہ ما گماں بردہ ایم۔ پس جامہ خویش بایاز پوشانید وده کنیزک را جامہ غلامانہ دربرکردہ خود بجائے ایاز بایستاد وامتحاناً روئے بصومعہ شیخ نہاد چوں ہمہ از در صومعہ درآمدند وسلام کردند شیخ جواب داد اما برنخاست پس سوئے سلطان محمود کرد و در ایاز ننگریست محمود گفت سلطان را برنخاستی وتعظیم ننمودی ایاایں ہمہ دام است شیخ گفت جملہ دام است اما مرغ اونیست ہاں پیش آئی۔ کہ پیشت داشتہ اند سلطان محمود بنشست وبگفت مرا سخنے بگوی گفت نامحرماں را بیروں فرست۔ سلطان اشارت کرد۔ تاکنیزکاں بیروں رفتند بعدگفت مرا از بایزید حکایتی برگوی۔ شیخ گفت بایزید چنیں گفتہ است کہ ہر کہ مرا دید از رقم شقاوت ایمن شد سلطان محمود

گفت قدر پیغمبر ز یادشت از بایزید پسید بوجہل و ابوسفیان کہ اورا دیدہ اند چرا از اہل شقاوتند
شیخ گفت محمود ادب نگاہدار و تصرف در ولایت خود کن۔ مصطفیٰ را کسے جز چار یار و بعضے از
صحابہ او ندیدہ و دلیل بریں قول خدائے عزوجل است "وتراہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون۔
پارہ ۹۔ رکوع ۱۴ سلطان محمود را ایں سخن خوش آمدہ انتہے موضع الحاجتہ۔ اس عبارت مخزن
نصفت و معدن حکمت سے جس کا متکلم عالم علم حقیقت و ماہر فن شریعت و ولی خدا اور مخاطب سلطان
علے الشان ناصر دین سرور پیغمبران خلیفہ برحق و ولی مطلق ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ صحابہ دو
قسموں پر منقسم ہیں۔ (۱) جنہوں نے بچشم ظاہری رسولخدا کو دیکھا۔ اور بصیرت باطنی سے نہ دیکھا۔
مثل معاویہ و ابوسفیان و ابوموسیٰ اشعری و عمرو مروان وغیرہ جنکی تعداد کثیر ہے۔ اور یہ اہل
شقاوت سے ہیں۔ (۲) جنہوں نے رسولخدا کو بصیرت باطنی سے دیکھا مثل ابوذرؓ۔ مقدادؓ عمار یاسرؓ
و امیر خیبر گیر چہار یار وغیرہ انکی تعداد قلیل ہے۔ اور یہ اصحاب سعادت و عظمت ہیں قسم اول
کی نسبت خدا فرماتا ہے۔

(۱) تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ واللہ عزیز حکیم پارہ دہم رکوع
پنجم۔ یعنے چاہتے ہو تم مال دنیا کو اور خدا ارادہ کرتا ہے۔ آخرت کو۔

(۲) وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اہل المدینۃ مردوا علے
النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم سنعذبہم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم
پارہ ۱۱۔ رکوع دوئم ترجمہ اور ان لوگوں میں سے کہ گرد تمہارے شہر کے ہیں صحرا نشینوں سے
منافق ہیں۔ اور اہل مدینہ سے بھی کہ خوگر ہوئے ہیں۔ اور سرکشی کی انہوں نے اوپر نفاق کے
نہیں جانتا تو انکو ہم جانتے ہیں۔ انکو قریب ہے۔ کہ عذاب کریں۔ ہم انکو دو مرتبہ پھیر پھیرے
جائیں گے۔ وہ طرف عذاب بزرگ کے۔

(۳) یا ایہا الذین آمنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی
الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الآخرۃ الا
قلیل پارہ دہم رکوع ۱۱ ترجمہ اے مدعیان ایمان کیا ہوا ہے تمہیں۔ جب کہا جاتا ہے۔
تمکو کہ باہر نکلو راہ خدا میں کاہلی اور سستی کرتے ہو تم۔ اور جھک جاتے ہو تم زمین کیطرف کیا پسند
کیا ہے تم نے زندگی دنیا کو قیامت کے مقابلہ میں پس نہیں ہے۔ فائدہ زندگانی دنیا کا قیامت
کے مقابلہ میں مگر تھوڑا۔

(۴) واذا رأیتہم تعجبک اجسامہم وان یقولوا تسمع لقولہم کانہم
خشب مسندۃ یحسبون کل صیحۃ علیہم ہم العدو فاحذرہم پارہ ۲۸
رکوع ۱۳۔ اور جسوقت دیکھتا ہے۔ تو اے حبیب تعجب میں ڈالتے ہیں۔ تجھکو جسم اُنکے۔
اور اگر بات کریں۔ وہ تو سنتا ہے۔ تو بات انکی۔ مثال انکی مثل خشک لکڑیوں کے ہے۔ جو دیوار
پر رکھی گئی ہوں۔ گمان کرتے ہیں۔ ہر آواز کو اپنے لیئے وہ تیرے اور مومنین کے دشمن ہیں۔
پس ڈر توانکی شرارت سے (۵) وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا
القرآن مھجورا پارہ ۱۹۔ رکوع اول۔ فرمایا حضرت محمد مصطفےٰ نے اے میرے رب تحقیق میری
قوم نے اس قرآن مجید کو ہذیان و مہمل سمجھ رکھا ہے۔ (۶) ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم
فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین۔
پارہ ۱۰۔ رکوع ۹ ترجمہ اور بروز جنگ حنین جسوقت تعجب میں ڈالا تمکو کثرت تمہاری نے پس اس
کثرت نے تمسے کسی چیز کو دفع نہ کیا۔ اور تنگ ہوگئی تھی تمپر زمین باوجود فراخی کے۔ پھر بھاگے تم
پیٹھ دکھا کر (۷) یا ایہا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم
الادبار ومن یولہم یومئذٍ دبرہ الا متحرفاً لقتالٍ او متحیزاً الی فئۃٍ فقد باء
بغضب من اللہ وماواہ جہنم وبئس المصیر پارہ ۹ رکوع ۱۵ ترجمہ اے مومنو جب ملو تم
کافروں سے لڑائی کی حالت میں پس نہ بھاگو تم مگر واسطے درستی لڑائی کے۔ یا واسطے جانے کے
طرف مورچہ اپنے کے۔ اور ان دو ضرورتوں کے سوا جو شخص بھاگا پس تحقیق بھاگا وہ طرف غضب
خدا کے۔ پس اسکے لئے دوزخ میں بہت بری جگہ ہوگی۔ (۸) اذ تصعدون ولا تلوون
علی احد والرسول یدعوکم فی اخراکم فاثابکم غماً بغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم
ولا ما اصابکم واللہ خبیر بما تعملون پارہ ۴ رکوع ۶ ترجمہ یاد کرو تم اسوقت کو جبکہ بھاگے
جاتے تھے۔ تم اور کسی کیلئے نہ ٹھیرتے۔ اور نہ انتظار کرتے تھے۔ اور رسول تم بھاگنے والوں کی آخری
جماعت کو فرماتے تھے۔ اے لوگو مجھے تنہا چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ میں رسول خدا ہوں۔ جو میری
امداد کرے گا۔ اس کے لئے بہشت ہے۔ پس پہنچایا تم کو غم پر غم تاکہ آئندہ تم اپنے فوت شدہ نفع
اور نقصان لاحق پر افسوس نکرو۔ اور خدا تمہارے اعمال اور ارادوں سے واقف ہے۔ (۹) و
اذا رأوا تجارۃ او لہواً انفضوا الیہا وترکوک قائماً قل ما عند اللہ خیرٌ من اللہو
ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقین پارہ ۲۸ رکوع ۱۱۔ ترجمہ جب دیکھتے ہیں صحابہ قافلہ

تجارکو یا کھیل کو دوڑتے ہیں طرف اس کے۔ اور تجھے منبر پر کھڑا ہوا چھوڑ آتے ہیں۔ کہتو اے حبیب انکو جو چیزیں از قسم خیرات خدا کے پاس ہیں۔ وہ کھیل اور تجارت سے اچھی ہیں۔ اور خدا بہت اچھا رزق دینے والا ہے۔ (۱۰) ومنهم من يلمزك في الصدقات فان اعطوا منها رضوا وان لم يعطوا منها اذا هم يسخطون پارہ دہم رکوع ۱۳ ترجمہ بعض صحابہ وہ ہیں جو تجھپر اے حبیب طعن کرتے ہیں۔ تقسیم صدقہ میں اگر انکو صدقہ سے دیا جاوے۔ تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اگر انکو صدقہ سے کچھ نہ دیا جاوے۔ تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ (۱۱) يمنون عليك ان اسلموا قل لا تمنوا على اسلامكم بل الله يمن عليكم ان هداكم للايمان ان كنتم صادقين پارہ ۲۶ رکوع ۱۳ ترجمہ تجھپر اے رسول احسان جتاتے ہیں بعض لوگ اپنے اسلام لانے کا۔ کہدے تو انکو نہ احسان رکھو تم مجھپر اپنے اسلام لانے کا بلکہ احسان خدا ہے تمپر کہ اس نے نعمت اسلام تمکو عطا کی میرے ذریعہ اگر ہو تم سچے۔ (۱۲) منكم من يريد الدنيا ومنكم من يريد الآخرة پارہ ۴ رکوع ۷ ترجمہ تم میں بعض طالب دنیا ہیں۔ اور بعض طالب اخریٰ۔ اور ایسے ہی لوگوں کیطرف علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اشارہ کیاہے۔ ما وقع بين الصحابة من المحاربات والمشاجرات على الوجه المسطور في كتب التواريخ والمذكور على السنة الثقات يدل بظاهره على ان بعضهم قد حاد عن طريق الحق و بلغ حد الظلم والفسق كان الباعث عليه الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملك والرياسات والميل الى اللذات والشهوات اذليس كل صحابي معصوما ولا كل من لقي النبي بالخير موسوما انتہے موضع الحاجۃ ترجمہ جھگڑے و فساد و جنگ و جدال جو صحابہ کے درمیان واقع ہوتے ہیں۔ جیساکہ کتب تواریخ میں مذکور اور ثقات کی زبان سے مشہور ہیں۔ وہ صراحتًہ اس امر پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ بعضے صحابہ راہ راست و نجات سے لغزش کر کے حد ظلم اور فسق تک پہنچے تھے۔ اور اس لغزش اور ظلم و فسق کے اسباب ہیں کینہ اور دشمنی اور حسد اور شرارت اور طلب سلطنت و ریاست اور شوق عیاشی و شہوت پرستی کے سوا اور کوئی سبب نہ تھا۔ کیونکہ نہ ہر صحابی پرہیزگار اور نہ ہر شخص رسول خدا سے ملنے والا نیکو کار کہلا سکتا ہے المختصر ان ظالمین و جائرین فاسقین کی بدکاریوں بداعمالیوں سے قرآن مجید و کتب صحاح احادیث مملو ہیں۔ میں نے بطور نمونہ ان اوراق میں انکی حرکات و سکنات کو ناظرین کے سامنے پیش کیاہے اب اس امر کو دیکھنا ہے۔ کہ قرآن مجید و فرقان حمید ایسے ظالموں کے ساتھ میل جول کی بابت کیا حکم دیتا

علامہ تفتازانی کی بھی یہی رائے ہے کہ بعض صحابہ بدکردار تھے

ہے۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار پارہ ۱۲۔ رکوع ۹۔ یعنے ہر ظالم سے محبت کرو۔ اگر ظالم سے محبت کرو گے۔ تو تمہارے لئے عذاب دوزخ ہے۔ اس حکم الہی کے برخلاف ہمارے مخاطب مفتی صاحبان ایسے ظالمین کے ظلم فسق وفجور کو چھپانیکی خاطر نہ صرف امام حسین نور العین سید الثقلین کی تعزیہ داری کی حرمت کا فتوی دیتے ہیں۔ بلکہ ان ظالمین کی خاطر قرآن کی اون آیات کی قرأت و وعظ کو بھی حرام قرار دیتے ہیں۔ جو ان ظالمین کے ظلم ونفاق پر مشتمل ہیں۔ حتی کہ ان مصنوعی ارباب من دون اللہ کی محبت میں رسولخدا کو بھی معاذ اللہ احمق سمجھتے ہیں۔ کتاب الکبریت الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر محی الدین عربی از تصنیفات عبد الوہاب شعرانی مطبوعہ بر حاشیہ الیواقیت والجواہر چھاپہ مصر صفحہ ۱۲۳ میں ہے۔ وکذالک لا ینبغی لہ ان یحقق المناط فی نحو قولہ تعالے ولو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولک ولا نحو قولہ منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ وقولہ ولا تزال تطلع علے خائنۃ منہم الا قلیلا منہم فان العامۃ اذا سمعوا مثل ذالک استہانوا بالصحابۃ ثم احتجوا بافعالہم واللہ تعالی اعلم۔ ترجمہ اور اسی طرح جائز نہیں ہے واعظ کو کہ اپنے وعظ کے عنوان میں خداوندعالم کا قول مثل آیات مندرجہ ذیل کے پیش کرے۔ اگر ہوتا تو درشت خو۔ اور سخت دل تو تیرے صحابہ تمکو چھوڑ کر بھاگ جاتے۔ تم میں بعض لوگ طالب دنیا ہیں۔ اور بعض طالب عقبی۔ اور ہمیشہ تجھے ان صحابہ کی بد دیانتیوں کا پتہ چلتا رہتا ہے۔ سوائے چند صحابہ کے۔ اس لئے کہ عوام لوگ جب صحابہ کی قباحتوں کو سنیں گے۔ تو صحابہ کو خفت کی نظر سے دیکھیں گے۔

کتاب صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۸ سطر ۱۲ میں ہے۔ ومن اشد الناس بغضا لاہل البیت مروان بن الحکم وکان ہذا ہو سر الحدیث الذی صححہ الحاکم ان عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ قال کان لا یولد لاحد مولود الا اتی بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیدعو لہ فادخل علیہ مروان بن الحکم فقال ہذا الوزغ ابن

لہ ومناسب این روایتے است کہ ثقۃ الاسلام در کافی ایراد فرمودہ منگا از صادق آل محمد علیہم السلام کہ عبید اللہ بن طلحہ میگوید سوال کردم از انجناب از حکم وزغ فرمود رجس است و ہرگاہ اور ابکشی غسل کن ہمانا پدرم در حجرہ نشستہ بود و باوی مردے بود کہ حدیث میکرد۔ اور ا ناگاہ وزغی زبان خود را متحرک کرد۔ بآں مرد فرمود میدانی این وزغ چہ میگوید عرض کرد علم ندارم بکلام او فرمود میگوید واللہ اگر عثمان را بدی یاد کنی ہر آئینہ علی را سب خواہم کرد۔ ہمیشہ تا از بنی امیہ برخیزی آنگاہ فرمود۔ پدرم گفت نمیرد از بنی امیہ میتے مگر اینکہ مسخ میشود بوزغ چہ از این خبر معلوم میشود کہ وزغ را با بنی امیہ سنخیت و اتحادیست کہ در طریقہ مودت عثمان و عداوت با امیر المومنین علیہ السلام

رضی اللہ لابنہ یزید قال مروان سنۃ ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال عبدالرحمن

بن ابی بکر سنۃ ھرقل وقیصر فقال لہ مروان انت الذی انزل اللہ فیک والذی قال

لوالدیہ اف لکما فبلغ ذالک عائشۃ رضی اللہ عنہا فقالت کذب واللہ ماھو بہ و

لاکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن ابا مروان ومروان فی صلبہ ثم روی عن عمرو بن

مرۃ الجہنی وکانت لہ صحبۃ رضی اللہ عنہ ان الحکم بن العاص استأذن علی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعرف صوتہ فقال ائذنوا لہ علیہ لعنۃ اللہ و

علی من یخرج من صلبہ الا المؤمن منہم وقلیل ماھم یترفہون فی الدنیا ویضیعون

فی الآخرۃ ذو مکر وخدیعۃ یعطون فی الدنیا ومالہم فی الآخرۃ من خلاق قال ابن

ظفر وکان الحکم ھذا یرمی بداء العضال وکذالک ابوجہل کذا ذکرکلہ الدمیری فی

حیوۃ الحیوان ولعنتہ صلی اللہ علیہ وسلم للحکم وابنہ لا تضرھما لانہ صلی اللہ علیہ

وسلم تدارک ذالک بقولہ مما بینہ فی الحدیث الآخر انہ بشر یغضب کما یغضب

البشر وانہ سأل ربہ ان من سبہ او لعنہ اودعا علیہ ان یکون ذالک رحمۃ وزکوۃ

وکفارۃ وطہارۃ وما نقلہ عن ابن ظفر فی ابی جہل لا تاویل علیہ فیہ بخلافہ فی الحکم

فانہ صحابی وقبیح ای قبیح ان یرمی صحابی بذالک انتہیٰ ترجمہ شدید ترین دشمنان خاندان

رسول سے مروان بن حکم تھا۔ اور یہ اس حدیث کا نتیجہ تھا جسکو حاکم نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ عبدالرحمن بن

عوف سے روایت ہے۔ کہ جب کسی اہل اسلام کا لڑکا پیدا ہوتا تھا۔ تو اسے حضرت رسول خدا کے پاس لاتے

تھے۔ اور حضرت اوس کیلئے دعا فرماتے تھے پس جب مروان ولادت کے وقت دعا کیلئے حضرت کی خدمت

لہ لعنت کا سب پر عطف کرنا۔ اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ لعنت اور چیز ہے۔ اور گالیاں اور چیز کیونکہ معطوف اور معطوف

الیہ میں مغائرت ہوتی ہے۔ منہ عفی عنہ۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲

واز ص ۱۲۰ آمدہ) م موافق با ایشان بیت اصوات ایشان سخن بصوت او شنوند۔ وازیں جہت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ حکم ومروان را وزغ

لقب داد وتصریح بایں مناسبت شدہ در حدیثے کہ حاکم از عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نقل میکند کہ میگوید کہ شنیدم از ابو عبداللہ۔ کہ

بیروں آمد رسول خدا از حجرہ خود در حالیکہ مروان و پدرش استماع حدیث او۔ واستراق سمع میکردند فقال لہ الوزغ بن وزغ قال ابو عبداللہ

فمن یومئذ یرون ان الوزغ یستمع الحدیث وازاں روز بے بینید کہ گویا وزغ گوش میدہد حدیث را وازیں خبر شریف معلوم میشود کہ

حقیقت مروان وزغ یکے بود واختلاف در صعود بود وپیغمبر مطلع بر حقائق اشیا است برما بہا موجودات غیر از یں ولادت وشاہد صدق کہ موافقت مروان وزغ است

دریں صفت مخصوصہ کہ استراق سمع باشد۔ از شفاء الصدور ۱۲۔۱۲۔۱۲۔

شیعان علی زندان کام

انطوار فی نعرة الحسین مرو

[illegible]

تھوڑے فاصلے میں محمد بن زیاد سے روایت ہے۔ کہ جب معاویہ نے اپنے بیٹے یزید سے
بیعت لی۔ کہا مروان نے یہ سنت ہے۔ ابوبکر اور عمر کی۔ اور کہا عبد الرحمن بیٹے ابوبکر نے یہ سنت ہے
ہرقل و قیصر یعنے بادشاہان کفار کی پس کہا عبد الرحمن کو مروان نے تو وہ شخص ہے جس کے شان میں
والذی قال لوالدیہ اف لکما نازل ہوا پس جب اس واقعہ کی خبر بی بی عائیشہ کو ہوتی۔ انہوں نے
فرمایا جھوٹا ہے۔ مروان ایسا نہیں ہے۔ بلکہ رسولخدا نے لعنت کی مروان کے باپ پر جبکہ مروان اسکی
صلب میں تھا۔ پھر روایت کی حاکم نے عمر بن مرہ جہنی سے جو صحابی تھا۔ کہ کہا عمر نے کہ حکم بن عاص
نے حضرت رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہونیکے لئے اجازت چاہی۔ پس رسولخدا نے اس کی آواز پہچان کر فرمایا۔
کہ اجازت دو۔ اس کو لعنت ہے خدا کی اسپر اور اسکی اولاد پر مگر مومن: انہیں سے مکار اور چالباز ہیں۔
جو قیامت کو ضایع کر کے دنیا سے محظوظ ہوں گے۔ اور قیامت کے بے بہرہ کہا۔ ابن ظفر نے یہ شخص حکم
بن عاص رعشہ کی بیماری سے متہم تھا۔ اور ایسے ہی ابو جہل اسی طرح ذکر کیا ہے۔ دمیری نے حیوۃ الحیوان
لغت وزغ میں۔ اور رسولخدا کا لعنت کرنا۔ مروان اور حکم بن عاص پر ان دونوں کو مضرت رساں نہیں ہے
کیونکہ رسولخدا نے اپنی زبان کے ملاعنہ کا تدارک دوسری حدیث میں بیان کر دیا ہے۔ اور وہ یوں ہے۔ کہ
رسولخدا کہتے ہیں اے اللہ میں ایک طرح آدمی ہے اور انہوں نے اپنے خدا سے اس امر کا سوال کیا۔ کہ جس کو میں گالیاں
دوں۔ یا جسپر میں لعنت کروں۔ یا دعائے بد دوں۔ کر دے تو ان گالیوں اور لعنت و بددعا کو اس شخص کے حق میں
رحمت اور زکوۃ اور کفارہ و طہارت از گناہ۔ اور جو ابن ظفر نے ابو جہل کیطرف مرض رعشہ کو منسوب کیا ہے
اوسکی کوئی تاویل نہیں ہے۔ بخلاف حکم بن عاص کے۔ اسلئے کہ وہ صحابی ہے۔ اور یہ بات بہت بری ہے۔ کہ
صحابی کے حق میں رسولخدا کی بددعا اثر پذیر ہو۔ ابن حجر کی اس عبارت سے چند امور پر علم حاصل ہوتا ہے۔
(۱) بقول ابن حجر و حاکم عبد الرحمن بن عوف کی مرویہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۲) مروان خاندان رسول کا
سخت دشمن تھا۔ بوجہ اثر اسی حدیث کے یعنی بوجہ بددعائے رسول (۳) رسولخدا نے مروان اور حکم بن عاص
پر خصوصاً اور حکم کی اولاد پر عموماً لعنت کرنے کے علاوہ انکو چالباز اور مکار اور نعمات بہشت سے محروم ہونے
کا انعام دینے کے علاوہ مروان اور حکم کو وزغ کہا۔ (۴) بقول عبد الرحمن بن ابی بکر معاویہ کا یزید کو ولیعہد
بنانا سنت کفار ہے۔ نہ طریقہ اسلام۔ اور بقول مروان بن حکم یہ ولیعہدی سنت ابوبکر و عمر تھی۔ (۵)
ایسے مہتم بالشان تنازعہ کے وقت پبلک میں بی بی عائیشہ کا مروان کو ملعون بزبان پیغمبر خدا ظاہر کرنا
اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ رسولخدا کی زبان کا ملعون دنیا و قیامت میں مردود و مطرود ہوتا ہے۔

[illegible] ناخلف تھے

[illegible] ہے۔ اور انہوں عام لوگوں کیطرح غصہ آجاتا تھا پر
آپ نے خدا سوال کر کے اس امر کی منظوری منگوائی۔ کہ جس کسی پر میں عام لوگوں کیطرح غصہ میں آ کر لعنت
کروں۔ یا بد دعا گالیاں دوں۔ تو اوس شخص کیلئے یہ سب باتیں رحمت سے منقلب ہو کر اوس کے گناہوں کا
کفارہ ہو جائیں۔ گو یا بخیال ابن حجر و بنی نحلہ او معاذ اللہ رسول خدا کا دماغ بھرا ہوا تھا۔ اور خداوند عالم
نے انک لعلی خلق عظیم کا تمغہ ایسے شخص کیلئے نازل فرمایا جو اس کا اہل نہ تھا۔ العیاذ باللہ
اس بنا پر اعتبار قرآن بھی مفقود ہو گیا۔ اور بمصداق مثل مشہور "دروغ گو را حافظہ نباشد" پہلے خود ابن حجر
مان چکے ہیں۔ کہ مروان میں بغض اہلبیت کی شدت بوجہ بد دعائے رسول خدا تھی۔ اور جب ایک منافق مرتد
وہابی اپنے رب من دون اللہ کی محبت میں مستغرق ہوا تو پہلے بات بھول جانیکے علاوہ بی بی عائشہ
کی شہادت کو جو انہوں نے مروان کی ملعونیت پر دی تھی۔ خاک آمیز کر کے بی بی صاحبہ کی صدیقیت پر
بٹہ لگایا۔ بھلا یہ بیچارے یعنی ابن حجر مکی۔ تو کیڑے کے فقیر معمولی ملاتھے مجھے افسوس بلکہ سخت افسوس آتا ہے۔
عبد الوہاب شعرانی غوث صمدانی قطب ربانی اور ان کے شیخ اکبر محی الدین عربی صاحب فتوحات مکیہ پر کہ
باوجود دعوے سیاحت عرش معلے اپنے مصنوعی ارباب من دون اللہ کی محبت میں محو ہو کر آیات قرآنیہ
کے اظہار مطالب اشتہار مقاصد کی مخالفت کی جیسا کہ عنقریب بحوالہ کبریت احمر گزر چکا ہے۔ (۷)
بمطوق حدیث لازم الوثوق اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم یعنے فرمایا رسول خدا
نے میرے تمام اصحاب مثل ستاروں کے ہیں۔ ان میں سے جنکی پیروی کروگے۔ تم ہدایت پاؤ گے۔ ہمارے
مخاطب مفتی صاحبان کو اختیار ہے۔ کہ حدیث زیر بحث میں خواہ مطابق شہادت عبد الرحمن بن ابی بکر
کہ معاویہ کا یزید کو ولیعہد بنانا سنت کفار ہے۔ معاویہ اور اس کے معاونین کو قتل حسین اور بندش تعزیہ
داری حسین میں پیرو سنت کفار سمجھیں۔ خواہ بشہادت مروان بن حکم کہ معاویہ کو یزید کو ولیعہد بنانا۔
سنت ابو بکر و عمر ہے۔ معاویہ و یزید اور ان کے معاونین کو قتل حسین اور بندش ماتم حسین میں پیرو ان
سنت ابو بکر و عمر سمجھیں۔ اب یہی دو دیگر قسم کے صحابہ جنہوں نے بصیرت قلبی سے رسول خدا کو دیکھا۔ اور
پہچانا۔ اونکی شناخت کیلئے تین آیتیں قرآن مجید کی پیش کرتا ہوں۔ (۱) انما المومنون الذین
آمنوا باللہ و رسولہ و اذا کانوا معہ علے امر جامع لم یذہبوا حتی یستاذنوہ پارہ ۱۸
رکوع ۱۴ ترجمہ سوائے اس کے نہیں۔ کہ ایمان لانیوالا کامل اور صادق وہ لوگ ہیں۔ کہ ایمان لائے ساتھ
خدا اور رسول کے بہ نیت خالص اور جس وقت کہ ہوئیں وہ ساتھ پیغمبر کے ایسے کام میں جسمیں جمع ہونا چاہیے

[illegible] پس غلط کہ نہیں [illegible] پیغمبر کے پاس [illegible]

ہے ... انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصادقون پارہ ۲۶۔ رکوع ۱۴۔ ترجمہ سوائے اسکے نہیں کہ ایمان لانیوالے حقیقت میں وہ لوگ ہیں۔ کہ ایمان لائے خدا اور رسول پر پھر نہ شک کیا انہوں نے اور جہاد کیا انہوں نے ساتھ مالوں اور نفسوں کے اپنے راہ خدا میں یہی لوگ دعویٰ ایمان میں سچے ہیں۔ (۲۴)

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم بنیان مرصوص پارہ ۲۸۔ رکوع ۸ ترجمہ تحقیق خدا دوست رکھتا ہے۔ ان لوگوں کو کہ جنگ کرتے ہیں۔ اس کی راہ میں صف باندھ کر گویا کہ وہ پختہ دیوار ہیں۔ کہ اپنے مرکز کو نہیں چھوڑتے۔ جیسا کہ جناب امیر المومنین علی مرتضےٰ نے جنگ بدر احد حنین، خیبر، خندق میں ان آیات کے مفہوم کی مجسم تصویر بن کر اپنے حقیقی ایمان کے آفتاب سے ایمانی دنیا کو منور فرما کر پیغمبر خدا سے خیر البشریت کا تمغہ حاصل کیا۔ استقصا جلد دوئم صفحہ ۳۵۵ میں ہے در کنوز الحقائق مناوی مذکور است علی خیر البشر من شک فیہ فقد کفر ع ای رواہ ابو یعلےٰ وفیہ ایضاً علی خیر البشر فمن ابیٰ فقد کفر خط ای رواہ الخطیب ودر مودۃ القربیٰ آوردہ عن عطاء رضی اللہ قال سالت النبی صلے اللہ علیہ وسلم عائشۃ عن علے قالت قال ذالک خیر البشر لایشک فیہ الا کافر وفیھا ایضاً عن علے علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انت خیر البشر ما شک فیک الا کافر عن حذیفہ انہ قال قال خیر البشر علی من ابیٰ فقد کفر وفیہ ایضاً عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من شک فیہ فقد کفر و در کنز العمال مذکور است من لم یقل علی خیر الناس فقد کفر الخطیب عن ابی مسعود ان احادیث متعددہ سے افضلیت جناب امیر المومنین علیہ السلام نہ صرف امت فخر موجودات بلکہ جمیع مخلوقات و کائنات پر ثابت ہوتی ہے۔ اور خود آں سرور بقاعدۂ خروج متکلم از عموم کلام اور دیگر ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے اس عموم سے مستثنےٰ ہیں۔ اور غلامان خاندان رسالت کیلئے یہ احادیث و روایات مقام فخر و مباہات ہے۔ کہ منکرین افضلیت مطلقہ امیر المومنین علیہ السلام کافر ہیں۔

لطیفہ

حقیر اپنے والد ماجد کی تاریخ وفات لکھوانے کی غرض سے ۱۳۳۲ھ میں قبلہ و کعبہ رئیس المتکلمین و سند

...این سن الشاعرین و فخر المتقربین محمود محامد اخلاق حسن مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ ...دمت میں لکھنو رحاضر ہوا۔ ممدوح محاسن الطاف و کرم نے تاریخ مندرجہ ذیل لکھ کر عطا

تاریخ وفات حسرت آیات!

هزار حیف که از دهر سیّدِ ذیجاه !
کشید دامن هستی بمرگ دل ...
برائے مصرعۂ سال این دعا زحق کردم
گلاب شاہ و گلِ گلشن جنت

۱۳۴۲

اسی اثنا میں حاضرین میں سے ایک صاحب نے لکھنو کے نامی گرامی خلیفہ متکلمین کا تذکرہ شروع کر دیا۔ مولانا صاحب نے فرمایا ہاں بھائی بجا ہے موصوف اس باغ نعمان کے پودے ہیں جنکی نعمان ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ جزو ۱۸ صفحہ ۳۹۳ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ شریک نعمان کو حقایق واقعیہ سے اجہل اور حقایق فرضیہ کا اعلم مانتا ہے۔ پس اگر بقول مولانا صاحب گلی از گلشن نعمان جاہل حقایق واقعیہ و عالم حقایق فرضیہ میری تحریر کو تسلیم نہ کرے۔ تو بجائے عالم حقایق واقعیہ میرے منقولہ حوالہ جات کو مسترد و غیر صحیح ثابت کرے۔

التماس دعا

دوستداران اہل بیت کرام و محبداران آئمۂ معصومین علیہم السلام

میں عرض ہے کہ اگر اس کتاب کے ملاحظہ سے مسرور ہوں تو حضرات مندرجہ ذیل کیلئے دُعا فرمائیں جنہوں نے اس کے مقدمات و ضروریات کے بہم پہنچانے کا وعدہ فرما کر اس کے مرتب کرنے کی فرمائش فرمائی۔ علاوہ ان کے رسالدار حاکم خانصاحب کیمبل ٹرانسپورٹ نمبر ۲۴ چھاؤنی راولپنڈی کا میں تہ دل سے مشکور ہونیکے علاوہ ان کی ترقی درجات دارین کیلئے دعاگو ہوں۔ جنہوں نے اس کتاب کی تالیف کے دوران میں میری ایک خاص مصیبت میں خلوص قلبی سے توجہ فرمائی۔

(۱) سرکار عالی وقار سید سجاد حسین شاہ صاحب زمیندار و آنریری مجسٹریٹ نواب شاہ بندہ ساکن دریا مال جہلم (۲) سردار شوکت آثار سید باقر علی صاحب زمیندار ساکن پھڈانہ راولپنڈی (۳) جناب مستطاب سید حیدر علی شاہ صاحب زمیندار چوہان جہلم (۴) جناب معلے القاب سید مہر حسین شاہ صاحب انسپکٹر رنگپور کھیڑیاں مظفر گڈھ (۵) جناب جلالت مآب وارث خانصاحب کربلائی (۶) جناب مجدت مآب وارث خانصاحب کربلائی (۷) جناب فیضمآب بابو فضل الدین صاحب گارڈ سنگ جانی (۸) جناب سیادت پناہ سید مصطفےٰ علی